افکار و سیاسیات علمائے دیوبند

علامہ مولانا محمد شریف نوری

ناشر
مکتبہ النظامیہ
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نام کتاب	....	افکار و سیاسیات علماء دیوبند
مؤلف	....	مولانا محمد شریف نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
زیرِ اہتمام	....	مولانا حافظ محمد نواز بشیر جلالی
پروف ریڈنگ	....	مولانا حافظ محمد اسلام سعیدی
ناشر	....	مکتبہ النظامیہ، جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری دروازہ، لاہور
کمپوزنگ	....	حافظ محمد کاشف جمیل
سالِ طباعت	....	جولائی 2005ء
قیمت	....	150روپے

ملنے کا پتہ

- ☆ دفتر مکتبہ النظامیہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
- ☆ مکتبۂ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
- ☆ مکتبہ قادریہ، دربار مارکیٹ، لاہور
- ☆ قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور
- ☆ قدیم مرکزی جامع مسجد حنفیہ، ڈڈیال، آزاد کشمیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نشانِ منزل

ادیب شہیر، خطیب دلپذیر علامہ محمد شریف نوری قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ

محمد منشاء تابش قصوری

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

دنیائے سنیت کے عدیم المثال خطیب، ادیب شہیر استاذ گرامی، حضرت علامہ مولانا الحاج محمد شریف نوری قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت وملاقات کا شرف مجھے اس وقت حاصل ہوا۔ جب اپنے برادر اکبر الحاج چوہدری محمد دین صاحب قادری مدظلہ کے ساتھ جمعۃ المبارک پڑھنے گاؤں سے مدینۃ الاولیاء قصور کی ایک مشہور سُنی جامع مسجد مہتمانوالی حاضر ہوا۔ اس وقت راقم چوتھی کلاس کا طالبعلم تھا۔ گاؤں میں سکول نہ ہونے کے باعث 6 کلومیٹر کی مسافت پر بُرج کلاں لوئر مڈل سکول میں یومیہ پیدل آنا جانا ہوتا۔ علامہ صاحب کی جمعۃ المبارک پر تقریر دلپذیر نے مجھے اتنا متاثر کیا کہ ہر جمعۃ المبارک اپنے بھائی صاحب کے ساتھ پڑھنے کی سعادت حاصل کرتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ ان کی خدمت میں حاضری شروع کر دی۔ حضرت بچوں پر انتہائی شفقت فرمایا کرتے تھے، مجھے ان کی شفقت نے گرویدہ کر لیا، گھریلو ماحول دینی ہونے کی بناء پر میں نے اپنے ہم عمر رفقاء سے مل کر گاؤں میں علامہ نوری صاحب علیہ الرحمۃ کی تقریر کا پروگرام بنایا۔ مجھے آج بھی یاد ہے کہ دوستوں سے مل کر صرف اسی روپے جمع کئے اور علامہ صاحب سے جلسہ میلاد النبی ﷺ کے لئے تاریخ حاصل کی۔ آپ نے خندہ پیشانی سے ہمیں وقت عطا فرمایا۔ سالم تانگہ قصور سے میرے گاؤں تک صرف دو روپے میں مل جاتا تھا۔ چنانچہ تانگہ لیا۔

حضرت بخوشی تشریف لائے، اعلان کے باعث اطراف واکناف سے لوگ جوق در جوق پروانہ وار آئے رات گئے تک عظیم الشان جلسہ سے آپ کا ایمان افروز، روح پرور اور دل کش خطاب جاری رہا، لوگ بے حد مسرور ومحظوظ ہوتے رہے، ہم نے آپ کی خدمت میں صرف چالیس روپے نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے ایسے قبول فرمایا جیسے بہت بڑی دولت ہاتھ لگی ہو، دیکھا تو نہیں مگر آج کل کئی

مقرر وواعظ یوں کرایہ ہڑپ کر جاتے ہیں جیسے مال غنیمت ہو۔ حقیقت ہے کہ علامہ نوری صاحب علیہ الرحمۃ نے تقاریر کے لئے کبھی نذرانہ طے نہیں کیا تھا۔ لوگ آتے، تاریخ لیتے، کوئی کرایہ دیتا، نہ دیتا آپ بڑے اہتمام اور پوری شان وشوکت سے پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتے۔ اُس دور میں لاؤڈ سپیکر کا اہتمام شہروں میں تو ہوتا مگر گاؤں میں بلا لاؤڈ سپیکر جلسوں سے خطاب فرماتے۔

آپ نہایت درد و سوز سے تقریر فرماتے، اجتماع کی کیفیت قابل دید ہوتی، درد بھرے اشعار سے سامعین پر رقت طاری ہو جاتی، ہر آنکھ پرنم دکھائی دیتی، سکون واطمینان کا ایسا عالم طاری ہوتا کہ گرمیوں میں لوگ پسینے سے شرابور ہونے کے باوجود محسوس کرتے کہ باد بہاری چل رہی ہے۔ ہزاروں کے اجتماع پر نکہت ونور کی پھواری برستی محسوس ہوتی، آپ کی تقاریر سے ہزار ہا بدعقیدہ تائب ہو کر مسلک حق اہل سنت و جماعت کے حامی و ناصر بنے، مخالفین نے آپ کی تقاریر سے گھبرا کر زبان بندی کے لئے بے حد کوششیں کیں، قصور شہر میں اس وقت صرف تیرہ بڑی مساجد اہل سنت و جماعت کی تھیں جبکہ ایک سو سے زائد مخالفین کی اجارہ داری تھی، مناظرِ اسلام مولانا محمد عمر اچھروی خلیفۂ مجاز حضرت میاں شیر محمد صاحب المعروف شیر ربانی نقشبندی مجددی شرقپوری علیہما الرحمۃ اور علامہ نوری صاحب کے خطابات نے قصوریوں کی کایا پلٹ دی، ان عظیم خطباء نے شہر کے ہر کوٹ اور ہر بستی اور ہر محلّہ میں اس شان سے تبلیغی جلسے منعقد کئے کہ شب و روز مساجد نے سنیت کا لباس پہننا شروع کر دیا اور تھوڑی سی مدت میں ڈیڑھ سو سے زائد مسجدیں اہل سنت و جماعت کے نعروں سے گونجنے لگیں، سنی ائمہ وخطباء کرام کا تعین ہوتا گیا، مخالفین نے پریشانی کے عالم میں در پردہ آپ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا۔ بستی چراغ شاہ محلّہ صفت پورہ میں آپ کا خطاب تھا جس گلی سے گزر کر جلسہ گاہ میں پہنچنا تھا۔ وہ بڑی تنگ اور دونوں طرف بدعقیدہ لوگوں کے مکان اور ان کی ایک چھوٹی سی مسجد بھی تھی۔ انہوں نے مکانوں کی چھتوں اور مسجد کو مورچہ بنالیا، گلی کو اینٹوں سے بند کر دیا، سنی نوجوانوں کو جب علم ہوا تو جوق در جوق پروانہ وار آپ پر نثار ہونے کے لئے اٹھ آئے، بعض نے مشورہ دیا کہ حضرت کوئی دوسرا راستہ اختیار کریں بصورت دیگر آج جان سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ متعدد مہربانوں نے اس سازش کی اطلاع قصور کے متعدد تھانوں میں کر دی، دیکھتے ہی دیکھتے سینکڑوں پولیس مین اپنے سربراہوں کی قیادت میں

جلسہ گاہ پہنچنا شروع ہو گئے، لاؤڈ سپیکر کا بڑا وسیع انتظام کیا گیا تھا مگر مخالفین نے تاریں کاٹ دیں، بجلی چلی گئی، اس اندھیرے سے وہ پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہتے تھے کہ انتظامیہ نے حکماً بجلی کو فوراً بحال کر دیا لاؤڈ سپیکر کے ہارن جہاں جہاں رکھے تھے سبھی چیک کئے گئے اور سپیکر کو چیک کیا جو صحیح تھا۔

ادھر حضرت علامہ محمد شریف نوری علیہ الرحمۃ ایک غیرت مند مجاہد عالم اور سچے عاشق رسول کی حیثیت سے جلسہ گاہ کی طرف ہزاروں نوجوان عشاق کے جلوہ میں یہ شعر پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے

یہ سر کٹ کر سر پائے محمد لوٹتا جائے
اسے گر موت کہتے ہیں تو ایسی موت آ جائے

o

مسلماں کے لئے دونوں جہاں میں سرفرازی ہے
مرنے سے شہید اور زندہ رہے تو غازی ہے

o

جب اس گلی میں پہنچے تو گلی کو اینٹوں سے بند پایا، اس اجتماع میں چار حقیقی بھائی پہلوان بھی تھے، ان کے پاس تلواریں تھیں، انہوں نے حضرت علامہ علیہ الرحمہ سے عرض کیا کہ ہم آگے جا کر انہیں قائل کرتے ہیں کہ راستہ مت روکو۔ ہمیں جانے دو، تمہارے خلاف جلسہ نہیں، میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر مثبت تقریر ہوگی، اگر ان لوگوں نے ہماری بات تسلیم کر لی تو فبہا، بصورت دیگر ہم تین بار نعرۂ رسالت لگائیں گے اور پھر بھی نہ مانے تو ہم راستہ صاف کرنے کا ڈھنگ جانتے ہیں۔

پہلوانوں نے پوری جرأت، ہمت اور بے خوفی و بے باکی سے گفتگو کی کہ ان لوگوں نے از خود اینٹیں ہٹا دیں۔ اور حضرت نعروں کی گونج میں اسٹیج پر جلوہ افروز ہوئے۔ بڑا وسیع و عریض پنڈال تھا۔ تاحدِ نگاہ سنیوں کے نورانی اجتماع کے چاروں طرف پولیس کے سینکڑوں محافظ جلسہ کی رونق بڑھا رہے تھے۔

استاذ القراء، زینت القراء، عالمی سطح پر عالم اسلام وسنیت کے شہرۂ آفاق فاضل الحاج علامہ قاری غلام رسول صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے جب تلاوت کا آغاز فرمایا تو ہزاروں کے اجتماع پر

سناٹا چھا گیا، جب اس آیت شریف پر پہنچے یریدون لیطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون تو مجمع پکار رہا تھا، سبحان اللہ، سبحان اللہ، ماشاء اللہ ماشاءاللہ، اللہ اکبر اللہ اکبر اور پھر حضرت استاذ القراء نے جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی نعت شریف

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و اعلیٰ ہمارا نبی

تو اجتماع عشق مصطفےٰ ﷺ سے سرشار نعرے پر نعرے لگا رہا تھا۔ اور جب مائیک پر خطیب پاکستان علامہ محمد شریف نوری علیہ الرحمۃ نے اپنے مخصوص انداز میں خطبہ شروع فرمایا تو ہر فرد پر وجد کی کیفیت طاری تھی، تقریر کا آغاز اس رباعی سے کیا جو مسلک اہل سنت اپنے جلو میں سموئے ہوئے ہے۔

بندۂ پروردگارم امتِ احمد نبی
دوست دار چار یارم تابہ اولاد علی
مذہب حنفیہ دارم ملّت حضرت خلیل
خاک پائے غوث اعظم زیر سایہ ہر ولی

پھر حضرت علامہ نوری صاحب علیہ الرحمۃ نے قرآن وحدیث اور اقوال اکابر اسلام سے مسلک حق اہل سنت و جماعت کو دلائل و براہین کے ساتھ تین گھنٹے تک مسلسل بیان فرمایا، یوں محسوس ہوتا تھا کہ آسمان سے انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی ہے، تقریر کے اختتام پر ایک تھانیدار معانقہ کے لئے آگے بڑھا، علیک سلیک کے بعد کہنے لگا کہ مدت سے میری آرزو تھی کہ آپ کی زیارت و ملاقات کا شرف حاصل کروں۔ الحمد للہ! آج نہ صرف زیارت و ملاقات کا موقع میسر آیا بلکہ آپ کے دفاع کے لئے خدمت کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ پھر مخالفین پر مقدمہ قائم ہوا اور معاملہ معافی سے اختتام کو پہنچا۔

خطیب پاکستان علامہ محمد شریف نوری علیہ الرحمۃ کو قلم سے بھی انتہائی محبت تھی۔ آپ نے ملک کے نامور نعت گو، نعت خواں شاعر الحاج محمد علی صاحب ظہوری علیہ الرحمۃ سے مل کر ماہنامہ نور و ظہور قصور سے اپریل 1960ء/شوال المکرم 1379ھ کو جاری کیا۔ جو ایک عرصہ تک باقاعدگی سے

نکلتا رہا۔ جب آپ لاہور تشریف لائے تو یہاں سے ماہنامہ "الحبیب" کا اجراء فرمایا، جو اس دور کے چند سنّی رسائل میں اپنا مقام رکھتا تھا، مثلاً ماہِ طیبہ، سیالکوٹ۔ ماہنامہ رضوان، لاہور۔ ماہنامہ سالک، راولپنڈی۔ ماہنامہ السعید، ملتان ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ اور ہفت روزہ سوادِ اعظم وغیرہ پرچے سنّی کاز کو آگے بڑھا رہے تھے۔ آپ نے مکتبہ اسلامیہ لاہور کے نام سے داتا گنج بخش روڈ پر سب سے پہلے ایک کتب خانہ جاری کیا، جہاں آج قادری رضوی کتب خانہ قائم ہے، بعدہٗ مولانا باغ علی مرحوم نے علامہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ سے مل کر مکتبہ نبویہ مفسر قرآن علامہ نبی بخش صاحب حلوائی علیہ الرحمۃ صاحب تفسیر نبوی کی یاد میں قائم کیا۔ الحمدللہ! آج اہل سنت وجماعت کے بیسیوں کتب خانے مسلک حق اہل سنت وجماعت کے بڑی تیزی سے ترقی پذیر ہیں۔ خطیب پاکستان کی یہ فراست ایمانی اور دوراندیشی کی کرامت نہیں تو اور کیا ہے؟

خلاصہ سوانح حیات:

خطیب پاکستان الحاج محمد شریف نوری قصوری علیہ الرحمۃ حضرت علامہ مولانا محمد دین صاحب گجراتی علیہ الرحمۃ کے ہاں 1354ھ/1935ء کو بمقام چکوڑی ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ ہائی سکول کنجاہ گجرات سے میٹرک کیا پھر پاکستان کی مشہور و معروف عظیم الشان دینی درسگاہ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور (اوکاڑہ) میں تمام کتب متداولہ کی تحصیل و تکمیل کرتے ہوئے استاذی المکرم فقیہ اعظم استاذ المحدثین حضرت علامہ الحاج ابوالخیر محمد نوراللہ نعیمی الاشرفی رحمہ اللہ تعالیٰ سے درسِ حدیث لیا اور 1373ھ/1953ء میں سندِ فراغت حاصل کی۔ بصیر پور شریف میں دورانِ تعلیم آپ نے رائیونڈ لوکوشیڈ کی جامع مسجد سے خطابت کا آغاز فرمایا۔ اکناف و اطراف میں بے پناہ مقبولیت حاصل کی۔ فراغت کے ساتھ ہی آپ نے اپنی خطابت سے قصور شہر کو مسحور کر لیا، طویل عرصہ قصور میں ہی جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرماتے رہے، یہیں سے آپ پورے پاکستان میں مشہور ہوئے اور پھر کوئی شہر، کوئی قصبہ، کوئی صوبہ، بمعہ آزاد کشمیر اور فرنٹیئر کا علاقہ آپ کی ایمان افروز تقاریر سے خالی نہ رہا، قصور میں دورانِ خطابت حنفیہ اسلامیہ ہائی سکول میں عربی و فارسی استاذ کی حیثیت سے پڑھاتے رہے، یہیں سے مولوی فاضل منشی فاضل کے امتحان اعلیٰ پوزیشن میں پاس کئے۔

رنگِ کرامت

اس جہانِ رنگ و بو میں بڑی بڑی مقتدر ہستیاں جلوہ افروز ہوئیں اور چلی گئیں، ان کے نام اور کام بھی ساتھ ہی چل بسے، ان کے متبع اور پیروکار نہ رہے، ان کی تعلیم و ہدایات ناپید، ان کے معتقدین موجود ہونے کے باوجود ان کے کسی ایک فعل پر عمل پیرا نہیں ہیں محض نام سے کھیل رہے ہیں مگر ان کے برعکس علامہ نوری صاحب علیہ الرحمۃ کی پر تاثیر تقاریر کا یہ کارنامہ ناقابل فراموش ہے کہ بمقام کلارک آباد متصل رائے ونڈ کے دو ہزار سے زائد عیسائی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے جن میں متعدد پادری اور گریجویٹ عیسائی بھی شامل تھے، اس مقام پر مسلسل سات دن تک امام اہل سنت، استاذ الاساتذہ سید ابوالبرکات ناظم حزب الاحناف لاہور علیہ الرحمۃ کی صدارت میں مناظرہ جاری رہا، جن علمائے کرام نے مناظرے میں حصہ لیا ان میں فاتح عیسائیت مولانا ابوالمنظور منظور احمد شاہ صاحب بانی جامعہ فریدیہ ساہیوال اور علامہ محمد شریف نوری صاحب کے نام نمایاں ہیں۔

1381ھ/1961ء میں لاہور تشریف لے آئے پہلے پہل جامع مسجد کمبل والی شاہ عالم مارکیٹ میں اور پھر سرائے رتن چند نزد میو ہسپتال لاہور میں خطابت کے جوہر دکھائے، بعدہٗ شیش محل ہوزری کے بالمقابل جامع مسجد محمدی (راوی روڈ) میں زندگی کے آخری لمحات تک خطابت فرمائی، یہاں آپ نے مدرسہ جامعہ محمدیہ قائم فرمایا، مسجد کا عظیم الشان مینار آپ ہی کی مساعی جمیلہ پر شاہد و عادل ہے۔

علامہ محمد شریف نوری صاحب نے وعظ و تقریر کے ساتھ ساتھ تحریر کا سلسلہ بھی جاری رکھا، آپ کی تصانیف میں سے درج ذیل خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، بارہ تقریریں، نشری تقریریں، مسئلہ گیارھویں، حرمت تعزیری، عرب کا مسافر، اسلامی ملکوں کا دورہ، آفتاب سنت بجواب چراغ سنت افکار و سیاسیات علماءِ دیو بند وغیرہ

مؤخر الذکر کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اسے پہلے پہل پیر زادہ علامہ اقبال احمد فاروقی بانی مکتبہ نبویہ لاہور کو شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، اب جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے

چند فضلاء استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شیخ الحدیث محمد عبدالستار صاحب سعیدی ناظمِ تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور/ شیخوپورہ کی سرپرستی میں نئی شان سے شائع کر رہے ہیں۔ جو مسلک حق اہل سنت و جماعت کے عقائد و نظریات کی حقانیت پر ایک جامع دستاویز ہے۔ اور تحریک پاکستان میں جو علمائے دیوبند نے گل کھلائے اور مخالفت کی حد کر دی۔ انہیں نہایت مثبت انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ جسے پڑھ کر آپ اندازہ لگائیں گے کہ علامہ نوری صاحب علیہ الرحمۃ کی علمی اور تاریخی گرفت کتنی مضبوط ہے۔

خطیب پاکستان علامہ محمد شریف نوری صاحب کے بے شمار کارنامے میرے حافظہ میں محفوظ ہیں اگر انہیں قلمبند کیا جائے تو ایک خاصی بڑی دستاویز تیار ہو جائے مگر اختصار کئے دیتا ہوں۔ آپ سیاسی طور پر جمیعت العلماء پاکستان سے منسلک رہے اور بھٹو دور میں لاہور سے ایم پی اے کا انتخاب لڑا، اگر دھاندلی نہ کی جاتی تو آپ بڑی اکثریت سے کامیاب ہوتے تاہم پھر بھی دوسری پوزیشن آپ نے ہی حاصل کی۔

پاک سنی تنظیم، انجمن اصلاح المسلمین اور انجمن حزب الرحمٰن کے ناظمِ اعلیٰ رہے، خیال رہے اس وقت صرف انجمن حزب الرحمٰن شعبہ تبلیغ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ہی میں اپنی تمامتر توانائیوں کے ساتھ قائم ہے۔ آپ اس کے بانیوں میں سے ہیں، راقم السطور کو زمانہ طالبعلمی میں اس کی نیابت کا شرف حاصل ہوا۔ جبکہ آپ ناظمِ اعلیٰ تھے، آپ کے وصال کے بعد سے تادمِ تحریر راقم الحروف محمد منشاء تابش قصوری ناظمِ اعلیٰ ہے۔ جبکہ حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری مدظلہ مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ انجمن کے صدر اور ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور کے مدیر اعلیٰ اور احقر مجلس ادارت میں شامل ہے۔

خطیب پاکستان علامہ محمد شریف صاحب نوری علیہ الرحمۃ نے 28 ربیع الاوّل 1342ھ/ 1972ء کو جمعہ ہفتہ کی درمیانی شب میو ہسپتال لاہور میں وصال فرمایا۔ نمازِ جنازہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا علامہ ابوالبرکات سید احمد اشرفی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی اور آپ نے نہایت غم والم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کیا میں جنازے پڑھانے کے لئے رہ گیا ہوں۔ اور آپ کی آنکھوں

سے آنسو ٹپک پڑے۔بندہ کو بھی نماز جنازہ میں شمولیت کی نعمت نصیب ہوئی۔عجیب اتفاق ہے کہ آپ کے والد ماجد علامہ محمد دین صاحب گجراتی اور آپ کے چچا جان علامہ مولانا غلام دین صاحب بانی جامع مسجد انجن شیڈ لاہور دونوں بھائی نماز ظہر کی سنتیں ادا کرتے ہوئے وصال فرما ہوئے اور علامہ محمد شریف نوری صاحب علیہ الرحمۃ کو ڈاکٹروں نے تقاریر سے منع فرمایا کہ انہیں موقوف کر دیں کیونکہ جان جانے کا خطرہ ہے۔تو آپ نے فرمایا میرے لئے اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے کہ میں اپنے حبیب کریم رسول اعظم ﷺ کا نام لیتے ہوئے دار فانی سے عالم بقا کا مسافر بنوں۔سو بوقت وصال کلمہ شریف کا ورد کرتے کرتے علامہ سید کفایت علی کافی مراد آبادی کا یہ شعر گنگناتے ہوئے وصال حق سے شاد کام ہوئے۔

سب فنا ہو جائیں گے کافی و لیکن حشر تک
نعتِ حضرت کا زبانوں پر اثر جاری رہے گا

آپ کا مزار مبارک جامع مسجد محمدیہ راوی روڈ لاہور پر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

محمد منشا تابش قصوری
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

☆......☆......☆......☆......☆......☆

تعارف

دارالعلوم دیو بند نے برصغیر میں علمی اشاعت میں بے مثال کام کیا ہے۔اس ادارے سے لا تعداد لوگ عالم فاضل بن کر نکلے۔خصوصیت کے ساتھ برصغیر کے غریب اور پسماندہ علاقوں کے طلباء نے بہت فائدہ اٹھایا اور وہ اپنے اپنے علاقوں میں جا کر مساجد میں امام وخطیب بنے۔

ان میں سے جو زیادہ قابل تھے انہوں نے دیو بند کی شاخیں قائم کیں اور ہزاروں طلباء کو دیو بندی نظریات سے آراستہ کیا۔دارالعلوم دیو بند کے اساتذہ اور اکابر نے علوم وفنون کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اپنے مخصوص عقائد اور نظریات کو پھیلانے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔دُور دراز علاقوں سے آنے والے طلباء تو اپنی سادہ لوحی کی بناء پر صرف علمِ دین حاصل کرنے آتے تھے مگر یہاں کے اساتذہ انہیں عقائد ونظریات کی جو نعمت عطا کرتے اس نے مسلمانوں کے عقائد کی بنیادیں ہلا دیں۔ دارالعلوم دیو بند سے فارغ التحصیل ہونیوالے علماء کرام بزعمِ خود علم وفضل کے آفتاب و ماہتاب بن کر نکلتے تھے۔مگر وہ عقائد کے اعتبار سے "گلابی وہابی، متکبر اور گستاخ زبان لے کر اپنے اپنے علاقوں میں پہنچتے، بزرگانِ دین کا احترام تو کیا وہ بسا اوقات شانِ رسالت مآب میں سخت الفاظ کہنے سے بھی نہ چوکتے۔ان کی مجالس میں نعتِ رسول کا پڑھنا، ان کے لئے آفتِ جان ہوتا۔ان کی مساجد میں درود پاک پڑھنا، ان کے لئے عذاب تھا۔ان کی تقریر کے دوران یارسول اللہ کا نعرہ لگانا ان کی خفتہ وہابیت کو جگانے کے مترادف تھا۔

دارالعلوم دیو بند کے مؤسسین اور ان کے مشائخ اور اکابر کی تحریروں کو نقد ونظر کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو بڑی عجیب وغریب صورت حال سامنے آتی ہے۔وہ عالمانِ دین تھے مگر علمِ کل سے ناواقف تھے۔علمِ جزو پر انہیں ضرور عبور حاصل تھا۔لیکن اس میں ان کی کیا تخصیص۔ان جیسا علم تو ہر ادنیٰ سے ادنیٰ انسان بلکہ ہر جنی ومجنون، ہر لاعقل اور بہائم کو بھی حاصل تھا۔وہ اپنے دیو بند دارالعلوم کی دیوار کے پیچھے کا علم نہ رکھتے تھے۔ان میں سے اگر کوئی انتقال کرتا تو مر کر فوراً مٹی ہو جاتا تھا، نہ قبر کا نشان، نہ کفن کی تاریں۔

نہ کہیں جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا

وہ علم و دانش میں یکتائے روزگار تھے، مگر اپنے اللہ کی جناب میں چوہڑے اور چمار سے بھی ذلیل نظر آتے تھے۔ گو پڑھے لکھے تھے مگر ہمارے جیسے بشر ہی تو تھے۔ جب ان کی زبان کھلتی تو عوام الناس پر کفر، شرک اور بدعت کے فتوؤں کی بوچھاڑ کر دیتے۔ عامی تو عامی ان کی زبان سے نہ اہلِ علم بچ سکتے، نہ کوئی پیر و فقیر، بزرگانِ دین کے مزارات سے انہیں خصوصیت کے ساتھ چڑ تھی۔ وہ فرمایا کرتے تھے: ان قبروں میں بت ہیں بت۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

علماء دیوبند بڑا سادہ لباس زیب تن کرتے تھے۔ لمبے لمبے کھدر کے کُرتے، پنڈلیوں تک تہ بند، سیدھے سادھے پائجامے مگر سر پر ایک اونچی سی سفید ٹوپی، یہ ٹوپی کسی ولی اللہ یا کسی صوفی با صفا کے تتبع میں نہیں بلکہ ہندوستان کے عظیم مہاتما گاندھی، جواہر لعل نہرو اور دیگر کانگریسی مہاپرشوں کی نقل ہے۔ جس سے وفاداری بشرطِ استواری عین ایمان کی شان جھلکتی ہے۔ یہ علماءِ کرام سیاست میں حصہ نہ لیتے مگر اپنے ہندو دوستوں کی دل دہی کے لئے انگریز سے ترکِ موالات کرتے کہ وہ کافر ہے مگر بت پرست ہندوؤں سے مواخات کے رشتے استوار کرتے اور اپنے سادہ لوح عوام کو مجبور کرتے کہ انگریز کے منحوس قدم نے تمہارے ملک کو دارالکفر اور دارالحرب بنا دیا ہے۔ اس لئے اپنے آبائی گھروں کو ہندو دوستوں کے ہاتھوں فروخت کر کے افغانستان کو ہجرت کرو۔ اگر آزادیٔ وطن کی تحریک چلتی تو گاندھی کی سیاست کا عربی ترجمہ بن کر سٹیج پر آتے۔ وہ حکومت الٰہیہ قائم کرنے کا نعرہ لگاتے مگر اپنے ہندوؤں اور بت پرست دوستوں کے اشتراک سے۔ وہ آزادی حاصل کرتے مگر ہندوؤں کے پرچم کے سایہ میں۔ یہ اتنے وفادارانِ وطن تھے کہ کانگریس کے کہنے پر قیدِ تنہائی کی صعوبتوں کو بھی برداشت کرتے مگر اسلام کے نام پر قربانی دینا ہوتی تو شرک سمجھتے۔ وہ پاکستان کو خاکستان کہتے مگر پاکستان بننے کے بعد اسی میں بود و باش اختیار کرتے۔ جب تک پاکستان نہ بنا تھا وہ اس کی "پ" پر بھی لعنت بھیجتے تھے۔ جب پاکستان بن گیا تو اسی سرزمین پر محبانِ وطن کو غراتے۔

عقائد و نظریات کی دنیا میں ان سادہ لوح بزرگوں کی حرکات دیدنی ہیں۔ اعتراف کمال سے آنکھیں بند کر لیں تو میدانِ کربلا میں سر کٹانے والوں کو باغی کہنے سے نہ رکیں۔ خدماتِ دین سے انکار

کریں تو صوفیاء کرام کی خدمات کو شرک و بدعت کے فتوؤں سے نوازیں۔ محسن کشی پر آئیں تو بانیٔ پاکستان تک کو گالیاں دینے سے گریز نہ کریں۔ مگر جب ان کے ذہن متوازن ہوں تو گاندھی و نہرو کے کمالات کے اعتراف کے طور پر انہیں مہاتما اور رسولِ امن پکارتے جائیں۔ صوفیاءِ کرام کے منکر اپنے ہر مفلوج الذہن مولوی کو بھی "شیخ الکل والکل" کہتے نہ تھکیں۔ ایک دن حوالات میں رہنے والے کو آزادیٔ وطن کا پروانہ کہہ کر پکاریں۔ میلاد و گیارھویں کے کھانے کو حرام قرار دینے کے باوجود کانگریسی اور ہندو لیڈروں سے برسوں وظیفہ کھاتے چلے جائیں تو کبھی کتاب فتویٰ کا صفحہ نہ دیکھیں۔ انکار پر آئیں تو بزرگانِ دین کی نذر و نیاز کو حرام کہہ دیں۔ کھانے پر آئیں تو کوے (زاغِ معروضہ) تک کو کھا جائیں!۔

عوام میں بیٹھ کر اپنے علم و فضل کی ڈھینگیں مارتے ہیں۔ اپنے آپ کو مفتی، مدرس، شیخ الہند، علامۃ العصر، شیخ الحدیث و شیخ القرآن، فقیہ العصر والزمان کے خطابات سے متصف کرتے رہتے ہیں۔ دوسرے علماء کو علمی یتیم کہہ کر پکارتے ہیں۔ کتابیں لکھتے ہیں تو مشاہیرِ اہل سنت سے حواشی نقل کر کے آخر میں عفی عنہ لکھ دیتے ہیں۔ تفسیر قرآن لکھنے بیٹھتے ہیں تو بتوں کے خلاف جتنی آیات ہیں، بزرگانِ دین پر چسپاں کر دیتے ہیں۔ مشرکین مکہ کے خلاف جتنی آیتیں ہیں انہیں عام مسلمانوں سے منسوب کرتے چلے جاتے ہیں۔ حدیث پڑھانے بیٹھتے ہیں تو جس حدیث سے ان کی اپنی تشریح کے مطابق حضور ﷺ کے علم اور کمال کی تنقیص نظر آئے وضاحت سے بیان کرتے ہیں۔ عظمتِ رسول اور درجاتِ مصطفیٰ ﷺ کی ساری احادیث کو ضعیف کہہ کر گزر جاتے ہیں۔ ان کی مجالس میں محاسنِ مصطفیٰ یا خصوصیاتِ نبوت بیان کی جائیں تو چہروں کے رنگ بدلنے لگتے ہیں۔ اگر نعت رسول پڑھیں تو پہلو بدل کر مجلس سے اٹھ کر کسی ضروری کام سے چلے جاتے ہیں۔ صلوٰۃ و سلام پڑھیں تو ان کی نمازوں میں خلل آتا ہے۔ میلاد و قیام کریں تو ٹانگیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ حضور کا اسمِ گرامی لیتے وقت کسی کو انگوٹھا چومتے دیکھتے ہیں تو کن انکھیوں سے دیکھتے چلے جاتے ہیں۔ یارسول اللہ سن پاتے ہیں تو کانپ جاتے ہیں۔ مدرسہ چلاتے ہیں تو چندہ "بدعتیوں" سے اکٹھا کرتے ہیں۔ مسجدیں صلوٰۃ و سلام سے آباد دیکھتے ہیں تو امامت کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ چند دن سُنی بن کر اعتماد پیدا کرتے ہیں پھر صلوٰۃ و سلام پر

پابندیاں لگا دیتے ہیں۔ معراج النبی اور عید میلاد النبی ﷺ کی راتوں کو مسجدوں کی دِیا بتی گل کر کے کسی معتقد کے گھر جا بیٹھتے ہیں۔

وہ آئے بزم میں اتنا تو ہم نے دیکھا میر
پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

نام مولوی چراغ دین ہوتا ہے۔ مسجدوں اور مزاروں کے چراغ بجھاتے جاتے ہیں۔ نام مولوی فاضل ہوتا ہے فضیلتِ مصطفیٰ سے انکار کر جاتے ہیں۔ نام مولوی روح اللہ ہوتا ہے لیکن روحانی تعلیم سے بغض ہے۔ نام نور دین، دل بے نور ہوتا ہے۔ نام مولوی فردوس علی مگر فردوسِ علی کے اجاڑنے پر لگے ہوئے ہیں۔ کتابیں لکھنے بیٹھتے ہیں تو "چراغ سنت" نام رکھتے ہیں مگر اہل سنت کے آفتابوں کو پھونکیں مارتے ہیں۔ نام رکھتے ہیں "تقویۃ الایمان" مگر ایمان کی جڑیں کاٹتے جاتے ہیں۔ نام رکھتے ہیں "حفظ الایمان" مگر حضور کے علم کا انکار کرتے جاتے ہیں۔ نام نور علی نور۔ آنکھوں سے اندھے

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بو العجبی ست !

میرے فاضل مولانا سنیوں کے شہرہ آفاق خطیب علامہ محمد شریف نوری قصوری دامت برکاتہ (اب نور اللہ مرقدہ وتاب ثراہ) کی کاوش قلمی نے مندرجہ بالا صفات سے متصف "ارواحِ قدسیہ" کے افکار وعادات پر "افکار و سیاسیاتِ علماء دیوبند" نامی کتاب لا کر اہل تحقیق کے سامنے اس "عجیب مخلوق" کا تعارف کرایا ہے۔ فاضل مصنف اس سے پہلے اپنی کتاب "بارہ تقریریں"۔ "آفتابِ سنت"۔ "نشری تقریریں" اور اپنے ماہنامہ "نور وظہور، قصور" اور ماہنامہ "الحبیب، لاہور" کے ادارتی مکالمات کی وجہ سے علمی دنیا میں شہرت دوام حاصل کر چکے ہیں۔ ان کی یہ کتاب بھی عوام وخواص میں اپنا امتیازی مقام پائے گی۔ اس کتاب کے علاوہ ان کی ایک اور کتاب "نوری تقریریں" زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو سکی، یہ کتاب بھی منفرد مقام کی مستحق ہے۔ حضرت مولانا نوری صاحب نے علماء دیوبند کے افکار ونظریات کا جس جامعیت کے ساتھ تجزیہ کیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ آپ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مصنف کی تحقیق اور کاوش کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔

پاکستان میں علماء دیوبند کا طریقۂ واردات ان کے عقائد و نظریات کی طرح بڑا ہی عجیب و غریب ہے۔ وہ ایک طرف تو اپنے پریس سے اپنے اصاغر و اکابر کی کتابیں چھاپ چھاپ کر مارکیٹ کو بھرتے جاتے ہیں۔ ان کتابوں میں اکابرِ اہل سنت کو گالیاں، سوادِ اعظم پر فتوؤں کی بوچھاڑ، بزرگانِ دین کی توہین، امام اہل سنت و جماعت فاضل بریلوی قدس سرہ کی ذات پر رکیک حملے، اہل سنت کے عقائد پر بے جا تنقید اور اپنے کانگریس نواز اور عیشلسٹ علماء کو آزادیٔ وطن کے ہیرو بنا بنا کر پیش کرتے جاتے ہیں۔ دوسری طرف اپنے ماہواری رسالوں میں اداریے لکھتے چلے جاتے ہیں۔ لوگو! بچاؤ! سنی ہمیں کافر کہتے ہیں۔ لوگو سنو! بریلوی ہمارے ساتھ لڑتے ہیں۔ لوگو! دوڑو! رضا خانی حضور پر اونچا درود پڑھ کر ہمیں چھیڑتے ہیں۔ لوگو آؤ اور کان کھول کر سن لو! بریلوی لوگ اپنی مسجدوں کے لاؤڈ سپیکر پر اعلیٰ حضرت بریلوی کا لکھا ہوا سلام ؎ مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام۔ پڑھ کر ہمیں جلانے کے در پے ہیں، فساد ہو جائے گا، لڑائی ہو جائے گی، چاقو چل جائیں گے اور اور پھر ؎

ڈھیر لگ جائیں گے کوچے میں گریبانوں کے!

یہ اندازِ معصومانہ دیوبندی قلکاروں کی ادائے کافرانہ ہے۔ یہ صدائے عالمانہ دیوبندی مصنفین کا طرۂ امتیاز ہے۔ یہ قلم کا تازیانہ دیوبندی حضرات کا ہتھیار ہے۔

کہیں نظر نہ لگے تیرے چشم و بازو کو
یہ لوگ کیوں میرے زخم جگر کو دیکھتے ہیں

پھر ان اداؤں کے ساتھ دھمکیاں بھی دی جاتی ہیں۔ ہم ابھی چپ ہیں۔ ابھی خاموش ہیں! ابھی منقار زیر پر ہیں۔ ابھی مسجدوں میں ہیں، ابھی حجروں میں ہیں، ابھی ملاؤں میں ہیں، جب ہم نکل پڑے، پھٹ پڑے تو بریلویوں کو ختم کر دیں گے۔ ہمارے پاس بڑے بڑے سورما ہیں اور ہمارے ان سورماؤں نے میدان مارے ہیں، ہمارے پاس لڑنے والے ہیں، ہمارے پاس شورش کاشمیری ہیں، ہمارے پاس غلام غوث ہزاروی ہیں، ہمارے پاس ضیاء قاسمی ہیں، ہمارے پاس غلام اللہ ہیں، ہمارے پاس مفتی محمود ہیں، ہمارے پاس احراری ہیں، ہمارے پاس..................

کیا کیا ہمیں یاد آیا جب یاد تیری ہے!

ہم ان سادہ لوح قلمکاروں، رسالہ بازوں اور شرک بازوں کو مشورہ دیں گے کہ ان قلموں کے ترکش، ان رسالوں کے صفحات۔ ان کتابوں کی جلدوں اور شرک و بدعت کے فتوؤں کو کسی روز بد کے لئے محفوظ رکھیں اور اپنی سیدھی سادھی صورتوں کی طرح سیدھا سادہ انداز فکر بنالیں۔ اپنے اصاغر واکابر کو بلا کر ایک جگہ بٹھائیں اور پیار سے کہیں کہ یہ سارا اسلحہ بے چارے بریلویوں کے خلاف استعمال کرنے کی بجائے کسی "روز بد" کے لئے محفوظ رکھیں۔ ہمیں تسلیم ہے کہ دیوبندی حضرات لکھنا جانتے ہیں۔ چھاپنا جانتے ہیں، بانٹنا جانتے ہیں، شور مچانا جانتے ہیں، آسمان سر پر اٹھانا جانتے ہیں اور پھر جھوٹ کو سچ کرنا جانتے ہیں، مگر یہ ہتھیار تو آزمائے ہوئے ہیں۔ انہیں اب سنبھال رکھنا چاہیے، سنی بے چارے تو سیدھے سادے لوگ ہیں۔ انہیں فریب دینا تو مشکل بات نہیں، زبان و قلم کی آب و تاب کو بدنام کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

ہاں دیوبند کے اکابر کے جانشینوں کو گزارش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ ان کے اصاغر ان کی شہ پر جس قسم کا لٹریچر قوم تک پہنچا رہے ہیں وہ علمی دنیا کے لئے باعثِ فخر نہیں۔ نظریات کے اختلاف کا انداز تو شریفانہ ہونا چاہیے۔ اختلافات سے روکتے نہیں مگر اس کے پیش کرنے کا انداز تو سوقیانہ نہیں ہونا چاہیے۔ مولانا احمد رضا خاں کے نظریات سے اختلاف تو رہے مگر بات تو سلیقے سے ہونی چاہیے۔

رندان قدح خوار بلا مست ہی سہی !
اے شیخ گفتگو تو شریفانہ چاہیے !

محمد شفیع رضوی عفی عنہ

☆......☆......☆......☆......☆

افکار وسیاسیات

علماءِ دیوبند

دیوبندی نظریات حقائق کے اجالے میں

دیوبندی فرقہ سے مراد برصغیر کے دینی فتنوں میں ان "نفوس قدسیہ" کی جماعت ہے۔ جو اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر، مشرک اور بدعتی سمجھتی ہے۔ یہ لوگ برصغیر کے ان متشدد نجدیوں کے ہراوّل دستے کا کام کرتے ہیں جنھیں پاک وہند کی مسلمان اکثریت ان کے نظریات کے پیش نظر ردّ کر چکی تھی اور وہ حکومتِ برطانیہ کی کرم گستریوں کے زیرِ سایہ ملت اسلامیہ میں انتشار وافتراق کا باعث بنے رہے۔ علماءِ دیوبند دراصل نجد سے درآمدہ تلخابے کو برصغیر کے مسلمانوں کے مزاج پر برہمی کا سبب محسوس کرتے تھے۔ اس لئے انہوں نے نجدی نظریات کو قابل قبول انداز میں پیش کرنے کے لئے ایک منظم کام کیا۔ نظریاتی جنگ کے یہ ہراوّل دستے عقائد ونظریاتی عمارتوں کو کھوکھلا کرنے میں بڑے کامیاب ثابت ہوئے۔ وہ سادہ لوح مسلمانوں کو اہلسنت وجماعت کے بھیس اور نام سے نجدی نظریات کی وہ خوش ذائقہ گولیاں کھلاتے چلے آرہے ہیں۔ جو نجدیوں کی تلخ وترش لیبارٹریوں میں تیار ہوئی تھیں۔ یہ لوگ ایک طرف علماء اہلسنت کو فرقہ پرست، فتنہ پرور، مولودیے اور درودیے کہہ کہہ کر لوگوں کو اپنی طرف بلاتے رہے دوسری طرف ان کے مولوی اپنی کتابوں میں رسول اکرم ﷺ، انبیاء کرام اور بارگاہِ الٰہی کی شان میں گستاخانہ تحریروں کے انبار لگاتے رہے۔ ان توہین آمیز عبارات کو علماء عرب وعجم نے پڑھا تو کانپ اٹھے۔ علماء حرمین اور علماء عجم کے حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی علماء نے ان تحریوں کا سخت نوٹس لیا۔ انبیاء کرام کی توہین پر عالمِ اسلام کے علماءِ حق کس طرح خاموش رہ سکتے تھے؟ انہوں نے یک زبان ہو کر ایسے نظریات رکھنے والوں پر کفر کا فتویٰ صادر کیا اور ایسی ناپاک کتابوں کو دینی فتنہ قرار دیتے ہوئے قابل ضبطی قرار دیا چونکہ ان فتنہ انگیز تحریروں میں سے ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی پارہ پارہ ہونے کا یقین تھا۔ اس لئے اس وقت کے اقتدار اعلیٰ جناب انگریز بہادر نے ایسے فتنہ گروں کی پیٹھ ٹھونکی اور اسے ہوا دینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ چنانچہ دیوبندی حضرات ان نظریات سے رجوع کرنے کی بجائے اور دلیر ہو گئے اور ان سیاہ تحریروں کو تاویلوں کے غلافوں میں لپیٹ لپیٹ کر عوام الناس تک پہنچاتے گئے۔ وہ ایک ہی زبان سے بشریت انبیاء، علم غیب، حاضر وناظر، میلادالنبی، گیارھویں شریف وغیرہم مسائل کو فروعی کہہ کر عوام کو چپ رہنے کی تلقین کرتے۔

دوسری طرف برصغیر میں بسنے والے کروڑوں مسلمانوں پر کفر و شرک کے فتوؤں کا چھڑکاؤ کرتے جاتے۔ وہ ایک ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر فریاد کرتے کہ ہمیں فروعی اختلاف پر کافر کہا جاتا ہے دوسری طرف ان کے غول کے غول نہ انبیاء کی عظمت کو خاطر میں لاتے اور نہ اولیاء اللہ کی دینی خدمات کا احترام کرتے۔ وہ مشاہیر اہلسنت کو جن جن خطابات سے نوازتے اسے سن کر تہذیب کی گردن جھک جاتی۔ وہ اپنے علمی مقام پر کھڑے ہو کر ایسی نستعلیق گالیاں دیتے کہ دہلی کی کلانیں بھی منہ چھپا لیتیں۔ وہ علماء اہلسنت کو "عقل کے اندھے "(۱)۔ "بے سمجھ "۔ "اسلام کا حلیہ بگاڑنے والے "۔ "مرزا قادیان سے بڑھے ہوئے "۔ " کینہ حرکتیں کرنے والے چمگادڑ "۔ " کوڑھ مغز "۔ "ناعاقبت اندیش "۔ " کوتاہ نظر ملا "۔ "چور دھوکہ باز "۔ "شرک کے مریض "۔ ہندوؤں سے بڑھے ہوئے "۔ "بدزبان "۔ "منہ پھٹ "۔ "بدتمیز "۔ اللہ اللہ غصے کا ایک طوفان ہے جو تھمتا نظر نہیں آتا۔ گالیوں کا ایک بھبھوکا ہے جس کے آگے زمانہ جہالت کی عربی لغت کے اوراق پارہ پارہ ہو جاتے ہیں۔ یہ تو اصاغر دیوبند کے منہ سے بوئے شیر تھی۔ اکابر دیوبند جب آستین چڑھاتے تو دین بدلا، زبان بدلی، ذہن بدلا، جہاں بدلا کا ساں بندھ جاتا۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی اکابر دیوبند کی " کوثر و تسنیم " کی موجوں کو شرماتی ہوئی زبان ملاحظہ ہو۔

۱؎ چراغ سنت مولفہ مولوی فردوس علی دیوبندی قصوری، صفحہ ۹، ۱۳، ۱۴۷، ۲۰۸، ۳۱۱، ۲۳۱، ۲۲۶، ۱۲۲ اور ۲۱۵

بایں زبان و بیاں یہ بات مشہور کر رکھی ہے کہ اہل سنت کے قلم کار ہمیں مولانا بالفضل اولینا نہیں لکھتے اور ہمارا نام باوضو نہیں لیتے۔ تہذیب و شرافت صرف ہمارے ہی گھروں کی لونڈی ہے۔ ادب وعلم صرف ہمارے ہی پاسبان ہیں۔

دراصل ان ساری گستاخیوں اور گمراہیوں کو اگر تاریخ کی روشنی میں دیکھیں تو آپ اسے دور تک رشتہ بپا پائیں گے۔ یہ ہوائیں صرف وادی نجد کی عصر حاضر کی بہار نہیں۔ بلکہ ایسے منہ پھٹ لوگوں کے خطرات سے اسلامی تاریخ کے ابتدائی باب بھی آگاہ کرتے نظر آتے ہیں۔ ایسے ہی نظریات کا آغاز سید عالم ﷺ کے زمانہ میں ہی ہو چکا تھا اور یہ دریدہ دہن حضور کے سامنے بھی اپنی گستاخانہ روش کو چھپا نہیں سکتے تھے۔ ہم موضوع کتاب پر آگے بڑھنے سے پہلے چند لمحات کے لئے آپ کو وادیٔ بطحا میں لے جانا چاہتے ہیں۔ جہاں قرآن نازل ہو رہا تھا اور اللہ کا حبیب انسانیت کے لئے رحمت اور انصاف کی مجسم دلیل بنا ہوا تھا اور یہ لوگ اپنی تاریخ کا باب اوّل لکھ رہے تھے۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ سیّد عالم ﷺ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے، ایک شخص حرقوص بن زہیر جو ذوالخویصرہ مشہور تھا، بولا کہ یارسول اللہ عدل کیجئے، حضور نے فرمایا: تجھے خرابی ہو، اگر میں عدل نہ کروں گا تو اور کون کرے گا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اجازت ہو تو گردن اڑا دوں مگر حضور پرنور نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اس کے اور بھی ہمراہی ہیں، کہ تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر دیکھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلوں سے نہ اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے یہ پہلے لوگ ہیں جو نماز، روزہ مکمل طور پر بجالا کر بھی شانِ رسالت میں گستاخیاں کیا کرتے تھے جب سیّد عالم ﷺ نے سفرِ دنیا کو ختم فرمایا تو یہ لوگ حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے زمانۂ اقدس میں ذرا دب گئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت ان کا زور پھر ہو گیا اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ والا شان میں گستاخیاں شروع کر دیں اور کہا کہ آپ بدعتی ہیں۔ (نعوذ باللہ)

چنانچہ ڈاکٹر حمید الدین ایم، اے نے اپنی کتاب تاریخ اسلام کے باب خلافتِ عثمانیہ میں لکھا ہے کہ:

"جو سات الزامات خارجیوں، سبائیوں نے آپ پر لگائے تھے ان میں ایک یہ تھا کہ آپ بدعتی ہو گئے ہیں۔ پھر انہوں نے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر فتویٰ صادر کر دیا کہ یہ کافر، مشرک اور بدعتی ہیں اور آپ سے قتال و جدال کو جائز قرار دے دیا اور آپ سے بغاوت کر کے مقابلے میں آ گئے۔ حتیٰ کہ عبدالرحمٰن بن ملجم کے ہاتھوں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم شہید ہو گئے جس کی مزید تفصیل آپ الکامل للمبرد باب الخوارج میں دیکھ سکتے ہیں"۔

آخر یہ فتنہ رفتہ رفتہ زور پکڑتا گیا، علامہ ابن حجر عسقلانی کی کتاب درر کاملہ ص ۴۵ میں ہے کہ ۶۹۸ھ میں ابن تیمیہ حرانی نے انبیائے کرام کے حق میں زبان درازی کی اور ایک نیا مسئلہ نکالا کہ انبیاء کسی نفع ونقصان کے مالک نہیں ہوتے۔ لہٰذا ان سے امداد و شفاعت کی امید فضول ہے۔ بلکہ یہاں تک کہا کہ شفاعت کا عقیدہ شرک ہے اور روضۂ اطہر کی حاضری دینے والا مشرک ہے۔ سب سے پہلے یہ مسائل ابن تیمیہ حرانی نے نکال کر امت مسلمہ میں تفرقہ اندازی شروع کی چنانچہ علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے مناظرہ کیا اور دلائل قاہرہ سے شکست دی۔ مگر وہ باوجود سخت شکست اور ناکامی کے توبہ کی طرف مائل نہ ہوا۔ تو جلال الدین قزوینی نے اس کو قید کر دیا اور اعلان کر دیا کہ جو ایسا عقیدہ رکھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ انور پر جانا شرک ہے اور اس کی زیارت سے روکے۔ حَلَّ دَمُہٗ وَ مَالُہٗ اس کو قتل کر دیا جائے اور اس کا مال لوٹ لیا جائے۔ جلال الدین بادشاہ کے انتقال کے بعد ابن تیمیہ کے شاگرد ابن قیم جوزی نے اس کے عقیدے کی اشاعت پر کمر باندھی۔ آخر یہ فتنہ رفتہ رفتہ نجد میں آ کر تمام عرب ممالک پر چھا گیا۔

اس کے نجد میں ظہور کی خبر سرورِ عالم ﷺ نے پہلے ہی فرما دی تھی۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۵۸۲ میں بخاری سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يطلع قرن الشيطن"۔

"وہاں سے زلزلے اور فتنے اٹھیں گے اور شیطان کا سینگ ابھرے گا"۔

چنانچہ سید عالم ﷺ کی پیشن گوئی کے مطابق ۱۱۱۱ھ میں بمقام عینیہ ملک نجد میں محمد بن عبدالوہاب پیدا ہوا اور ابتدائی تعلیم شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ محمد حیات سندھی سے حاصل کی۔ اس کے تعلیمی دور میں یہ دونوں استاد فرمایا کرتے تھے کہ یہ لڑکا ملحد اور بے دین ہوگا۔ یہی ہوا اور اس نے بڑا ہو کر ۱۱۴۳ھ میں ابن تیمیہ اور ابن قیم جوزی کی کتابیں شائع کیں اور خود "کتاب التوحید" اور "کشف الشبہات" وغیرہ تصنیف کر کے اس مذہب کی مستقل بنیاد ڈال دی اور رضا کار بھرتی کر کے آس پاس کے علاقوں میں ڈاکہ زنی شروع کر دی۔ آہستہ آہستہ ایک لشکر تیار کر کے حرمین طیبین پر قابض ہو گیا اور اپنی حکومت قائم کر لی اور پھر وہاں کے عوام پر بے پناہ ظلم کئے گئے۔ علمائے ربانیین اور اولیائے عظام کو بر سر بازار شہید کیا گیا۔ خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراء و امّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ و اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مزارات طیبات کو توپوں سے اڑا کر زمین کے برابر کر دیا گیا۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

"كما وقع فی زماننا فی اتباع عبدالوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين و كانوا ينتحلون الى الحنابلة لكن هم اعتقدوا انهم هم المسلمون و ان من خالف اعتقادهم مشركون و استباحوا بذالك قتل اهل السنة و قتل علماء هم حتى كسرالله شوكتهم و خرّب بلادهم و ظفربهم عساكر المسلمين عام ثلث و ثلثين و مأتين الف"۔

ترجمہ: ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے ماننے والوں کا ایک واقعہ ہوا، کہ یہ لوگ نجد سے نکلے اور مکہ و مدینہ شریف پر غلبہ کر لیا اور اپنے کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ ہمارے سوا تمام مسلمان مشرک ہیں۔ اس لئے انہوں نے اہل سنت کا قتل جائز رکھا اور بہت سے علماء کرام کو قتل کر دیا۔ یہاں تک کہ وہابیوں کی شوکت کو اللہ تعالیٰ نے توڑ دیا اور ان کے شہروں کو برباد کر دیا اور اسلامی لشکروں کو ان پر فتح دی اور یہ واقعہ ۱۲۳۳ھ کا ہے"۔

محمد علی پاشا والیٔ مصر نے ترکوں سے مشورہ کر کے ان لوگوں پر چڑھائی کر کے ایک ایک

دشمنِ رسول کو چن چن کر ختم کر دیا اور تمام مسمار شدہ مزارات کو دوبارہ بنوایا اور سید عالم ﷺ کے روضۂ اطہر پر نہایت قیمتی ریشمی چادریں چڑھائیں، اگر چہ سب گستاخ ختم ہو گئے مگر چند ایک حنفی بن کر مسلمانوں میں گھسے رہے اور خفیہ خفیہ اپنے عقائد باطلہ کی تبلیغ کرتے رہے اور ابن عبدالوہاب کی "کتاب التوحید" اور "کشف الشبہات" کا پرچار کرتے رہے۔

یہی وہ کتابیں ہیں جن میں تمام مسلمانوں پر شرک و کفر و بدعت کے فتوے لگائے گئے اور تمام مسلمانوں کے قتل کو حلال کر دیا۔

ملاحظہ ہو کشف الشبہات، مصنفہ ابن عبدلوہاب ص ۶ پر

"و عرفت ان اقرارهم بتوحيد الربوبية لم يدخلهم فى الاسلام و ان قصدهم الملائكة والاولياء يريدون شفاعتهم والتقرب الى الله بذالك هو الذى احل دمائهم و اموالهم"۔

اس کے تمام فتاویٰ کا دارومدار صرف ان مسائل پر تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے روضہ پاک پر سفر کر کے جانا شرک ہے۔ حضور علیہ السلام مجبور محض ہیں وہ کوئی نفع نہیں دے سکتے۔ جو آپ کو ساری دنیا کا علم غیب جاننے والا کہے، وہ مشرک ہے۔ کسی امام کی تقلید کرنا شرک ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس وقت کے حق پرست علماء نے "کتاب التوحید" کے رد میں کئی رسالے لکھے اور ابن عبدالوہاب کا پورا پورا مقابلہ کیا۔ حتیٰ کہ اس کے حقیقی بھائی سلیمان بن عبدالوہاب نے بھی اپنے بھائی کی پوری تردید کی اور اس کے رد میں ایک بہترین کتاب لکھی۔ جس کا نام ہے "الصواعق الالٰہیہ فی الرد علی الوہابیہ" اس کتاب میں وہابیت کو بے نقاب کر کے مذہب اہل سنت کی زبردست حمایت کی گئی ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ و دیگر بڑے بڑے جلیل القدر علماء نے اس فتنہ کی پرزور تردید کی اور ابن عبدالوہاب کو خارجی اور باغی قرار دیا چنانچہ ملاحظہ ہو شامی جلد ۳ ص ۳۳۹ و تفسیر صاوی جلد ۳ ص ۲۵۵ مطبوعہ مصر اور آج تک تمام حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی علماء اس کو باغی ہی لکھتے آئے ہیں۔ ہاں برصغیر کے ایک دیوبندی مولوی ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی مولوی رشید احمد گنگوہی ہے۔ انہوں نے اپنے فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ ص ۱۱۱ میں لکھا ہے کہ:

"محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں، ان کے عقائد عمدہ تھے، مذہب ان

کا حنبلی تھا"۔

"ان کے عقائد عمدہ تھے"۔ معلوم ہوا کہ اس کے عقائد سے دیوبندیوں کو پورا اتفاق ہے مگر جب علماء حرمین نے گرفت کی اور سوال کیا کہ آپ ابن عبدالوہاب نجدی کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں اور وہ کیسا آدمی تھا تو حیلہ سازی سے کام لے کر علمائے عرب کو جھوٹ لکھ دیا کہ اسے خارجی و باغی سمجھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس کا یہی حال ہے کہ جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے کہ وہ باغی و خارجی ہے۔ ملاحظہ ہو دیوبندیوں کی مشہور کتاب المہند ص ۹۱، جلد ۲۔ یہ تمام کتاب اسی طرح جھوٹ اور فریب سے بھری پڑی ہے۔

یہ نظریات اور عقائد مکمل وہابیوں والے ہیں، مگر علمائے حرمین کو کچھ اور ہی لکھ دیئے، اس کو کہتے ہیں، تقیہ جو دیوبندیوں کے ہاں کثرت سے موجود ہے۔ اگر ان مولویوں کی تقیہ بازیوں کو تحریر میں لایا جائے تو ایک بہت بڑی کتاب بن سکتی ہے مگر ابھی وقت اجازت نہیں دیتا۔ عنقریب اس مضمون پر ایک رسالہ لکھوں گا۔ ان شاء اللہ العزیز

بہر حال تقیہ بازی ان کے ہاں بہت زیادہ ہے۔ آپ ذرا یہاں ہی غور کریں کہ مولوی فردوس علی صاحب نے چراغ سنت ص ۱۳۳ میں لکھا ہے کہ "اس قسم کے وہابی لوگ ہمارے نزدیک خارجیوں کی قسم سے ہیں"۔

شامی نے کہا ہے کہ:

"محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو نجد سے نکلے اور حنبلی مذہب ہونے کا بہانہ کرتے تھے"

اب بتایئے کہ یہ مولوی فردوس علی صاحب یعنی چیلا تو کہتا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب خارجی ہے اور قطب الاقطاب، قطب الارشاد کہتے ہیں کہ اس کے عقائد عمدہ تھے۔

اب بتایئے کہ قطب الاقطاب کی مانیں یا اصاغر دیوبند کی۔ حقیقت یہ ہے کہ اصل میں عقائد وہی ہیں مگر عوام کو گمراہ کرنے کے لئے اور اپنے جال میں پھانسنے کے لئے یہ سب جھوٹ بولا جا رہا ہے۔ اگر یہ منظر پورا دیکھنا ہو تو ایک طرف تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، براہین قاطعہ، فتاویٰ رشیدیہ اور بلغۃ الحیران وغیرہم رکھ لیں اور دوسری طرف "المہند" تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی اور پھر آپ

بے اختیار نعرہ لگائیں کے کہ: "دیوبندی تقیہ زندہ باد، جھوٹ پائندہ باد"۔

الغرض ابن عبدالوہاب کے عقائد پھیلتے گئے۔اس کی کتاب "کتاب التوحید" کسی طرح بمبئی بھی پہنچ گئی۔ مولوی اسمٰعیل صاحب نے اس کا ترجمہ..... "تقویۃ الایمان" کے نام سے شائع کر دیا۔ یہی وہ کتاب ہے جس نے سرزمین ہند میں مذہبی تفرقہ بازی کی بنیاد ڈالی، اس کتاب میں تمام مسلمانانِ عالم کو کافر و مشرک بدعتی بنا دیا گیا ہے اور انبیاء کرام کی شان میں ایسے ایسے ناپاک جملے استعمال کئے گئے ہیں جن کو پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ ہم نمونۂ چند عبارات درج کرتے ہیں تاکہ ثابت ہو جائے کہ جناب مولوی اسمٰعیل صاحب ہندوستان میں ابن عبدالوہاب صاحب کے ایجنٹ اور اس کے عقائد کے مبلغ اعظم ہیں اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان، کتاب التوحید ہی کا لفظی ترجمہ ہے۔

کتاب التوحید:

اعلم ان الشرک قد شاع فی ھذا الزمان۔

تقویۃ الایمان:

اول سننا چاہیے کہ شرک لوگوں میں پھیل رہا ہے۔

کتاب التوحید:

ان من اعتقد لنبی ولولی ھو و ابو جھل فی الشرک سواء۔

تقویۃ الایمان:

جوکوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔

کتاب التوحید:

وھذا الاعتقاد شرک سواء کان من نبی او ولی او ملک اور جنی او صنمٍ اور وثنٍ و سواء کان یعتقدُ حصوله لهٗ بذاته او باعلام الله تعالٰی بایِّ طریق کان یصیر مشرکاً۔

تقویۃ الایمان: سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے، خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے

رکھے، خواہ پیر و شہید سے، خواہ امام و امام زادے سے، خواہ بھوت پری سے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی طرف سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے۔ غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے

کتاب التوحید:

فمن قال یا رسول الله اسئلك الشفاعة یا محمد ادع الله فی قضاء حاجتی یا محمد اسئل الله بك و اتوجه الی الله بك و کل من ناداه فقد اشرك شرکاً اکبر فانه اعتقد ان محمدا یعلم و یطلع علی ندائه من بعیدٍ کما عن قریبٍ و هل هذا الاشرك ۔"

تقویۃ الایمان:

جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں، کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت پوری کر دے اور پھر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے کوئی شرک نہیں کیا۔ اس واسطے کہ حاجت نہیں مانگی دعا کرائی ہے سو یہ بات غلط ہے۔ اس واسطے کہ گو اس مانگنے کی راہ سے شرکت ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ان کو ایسا سمجھا کہ دور اور نزدیک سے برابر سنتے ہیں۔"

کتاب التوحید:

فهذا الحدیث صریح "فی انه کان لا یعلم امر خاتمة فی حال حیاته فکیف یعلم حال تلك المشرکین۔

تقویۃ الایمان:

جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں خواہ قبر میں ہو، اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو۔ نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔

کتاب التوحید:

انظروا اعتذر النبی بمنع السجود لکونه میتة فی قبره۔

تقویۃ الایمان:

یعنی میں بھی ایک روز مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدے کے لائق ہوں"۔

کتاب التوحید:

ثبت بھذا الحدیث ان القیام متمثلاً بین یدی احدٍ شرک۔

تقویۃ الایمان:

کسی کو محض تعظیم کے لئے اس کے روبرو ادب سے کھڑا ہونا انہیں کاموں سے ہے کہ اللہ نے اپنی تعظیم کے لئے ٹھہرائے ہیں"۔

کتاب التوحید:

فثبت بھذہ الآیۃ ان السفر الی قبر محمد و مشاھدہ و مساجدہ شرک اکبر۔

تقویۃ الایمان:

اور کسی کی قبر پر یا چلے پر یا کسی کے تھان پر دور دراز سے قصد کرنا اور سفر کی تکلیف اٹھا کر میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچنا یہ سب شرک کی باتیں ہیں"۔

کتاب التوحید:

فھذہ الآیات و امثالھا صریحۃ فی اختصاص علم الغیب باللہ و نسیہ عن غیرہ فمن اثبتہٗ لغیرہ نبیاً کان اور ولیاً ضماً اور وثناً ملکا اورجنیاً فقد اشرک باللہ۔

تقویۃ الایمان:

سواس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی شان ہے۔ کسی ولی اور نبی کو جن و فرشتہ کو پیر و شہید کو، امام و امام زادے کو، بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی، پھر کہا اور جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا جن و فرشتہ کو وغیرہ وغیرہ کو ایسا جانے اور اس کے حق میں یہ عقیدہ رکھے وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

کتاب التوحید:

فمن فعل بنبي او ولی لو قبرہ او آثارہ و مشاھدہ وما یطعلق بہ شیأ عن السجود والرکوع وبزل المال لہ والصلوۃ لہ والتمثل قائماً و قصد السفر

اليموا التقبيل والرجعة القهقرى وقت التوديع وحزب الحباء وارخاء الستارة السقر بالتوب والدعاء من الله ههنا المجاورة والتعظيم مواليه واعتقاد كون ذكر غير الله عبادة و تذكره في الشدائد و دعائه بنحو يا محمّد يا عبدالقادر يا حداد يا سمان فقد صار مشركاً۔"

تقویۃ الایمان:

پھر جو کوئی پیر و پیغمبر کو بھوت یا پری کو یا کسی سچی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلّے کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے، رکوع کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوئے یا جانور چڑھاوے یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے، چادر چڑھائے ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرے، رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلے، ان کی قبر کو بوسہ دے، مورچھل جھلے، شامیانہ کھڑا کرے، چوکھٹ کو بوسہ دے، ہاتھ باندھ کر التجا کرے، مراد مانگے، مجاور بن کر بیٹھ رہے، وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور اسی قسم کی باتیں کرے، تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے"۔

ناظرین!

جب یہ شرک شرک کا شور اٹھا تو اس وقت ہندوستان میں بڑے بڑے جید علمائے اہل سنت موجود تھے انہوں نے اس کتاب کا مکمل ردّ فرمایا اور اس کی تردید میں کئی کتابیں تصنیف کیں۔ جن کی فہرست ملاحظہ ہو:

(۱) "گلزارِ ھدایت" مفتی مدراس حضرت مولانا محمد صبغۃ اللہ صاحب

(۲) "تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ" حضرت مولانا فضل حق بن فضل امام فاروقی خیرآبادی

(۳) "حیات النبی" حضرت مولانا شیخ محمد عابد سندھی مدرس مدینہ منورہ

(۴) "رسالہ تحقیق التوحید والشرک" حضرت مولانا حافظ محمد حسن المعروف ملا درازفارسی

(۵) "سلاح المومنین فی قطع الخارجین" حضرت مولانا سید لطف الحق صاحب قادری حسنی

(۶) "حجۃ العمل فی ابطال الحیل" حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب دہلوی

(۷) "رسم الخیرات" حضرت مولانا خلیل الرحمٰن حنفی یوسفی، مصطفیٰ آبادی
(۸) "تحفۃ المساکین فی جذاب سید المرسلین" حضرت مولانا مولوی محمد عبداللہ سہارنپوری
(۹) "تحلیل ما احل اللہ فی تفسیر ما اہل بہ لغیر اللہ" حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب
(۱۰) "سبیل النجاح الی تحصیل الفلاح" حضرت مولانا مولوی تراب علی لکھنوی
(۱۱) "سعیۃ النجاح" حضرت مولانا محمد اسلمی صاحب مدارس۔
(۱۲) "نظام اسلام" حضرت مولانا محمد وحید الدین صاحب مدرس مدرسہ کلکتہ
(۱۳) "قوت الایمان" حضرت مولانا مولوی کرامت علی صاحب جونپوری
(۱۴) "احقاق الحق" حضرت مولانا مولوی سید بدرالدین رضوی حیدرآبادی
(۱۵) "خیر الزاد لیوم المیعاد" حضرت مولانا ابوالعلا محمد الملقب خیر الدین مدارس
(۱۶) "نعم الانتباہ لرفع الاشتباہ" حضرت مولانا مولوی معلم ابراہیم خطیب مسجد بمبئی
(۱۷) "ہدایت المسلمین الی طریق الحق الیقین" حضرت مولانا قاضی محمد حسین کوفی
(۱۸) "تحفہ محمدیہ در رد وہابیہ" حضرت مولانا سید عبدالفتاح مفتی قادری گلشن آبادی
(۱۹) "سراج الہدایت" حضرت مولانا گلشن آبادی۔

ان علمائے حقہ کے علاوہ مولانا عنایت احمد، مولانا شاہ رؤف احمد، مولانا شاہ احمد سعید دہلوی وغیرہم تقویۃ الایمان کی عبارات کو غلط ثابت کر کے پرزور تردید کی اور کوشش کی کہ یہ مذہب پھیلنے نہ پائے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ اسمٰعیل دہلوی

ادھر اکثر سُنّی علماء نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شاہ اسمٰعیل صاحب کی شکایت کی تو آپ نے مولوی اسمٰعیل صاحب کو سخت الفاظ سے ڈانٹا اور فرمایا:

"میری طرف سے کہو اس لڑکے (اسمٰعیل) نامراد کو جو کتاب (کتاب التوحید) بمبئی سے آئی ہے میں نے بھی اس کو دیکھا ہے اس کے عقائد صحیح نہیں۔ بلکہ وہ بے ادبی و بے نصیبی سے بھری پڑی ہے۔ میں آج کل بیمار ہوں، اگر صحت ہوگئی تو میں اس کی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں تم ابھی نوجوان بچے ہو، ناحق شور وشر برپا نہ کرو۔"(۱)

مدراس کے علماء کا تقویۃ الایمان کے متعلق فتویٰ:

۱۲۵۱ھ میں مدراس کے نواب صاحب نے مدراس کے تمام علماء کو جمع فرما کر ان کے سامنے کتاب تقویۃ الایمان پیش کی اور فتویٰ طلب کیا اُن علماء کے مجمع میں تمام تقویۃ الایمان اوّل سے آخر تک پڑھی گئی تو تمام علماء نے متفقہ طور پر یہ فتویٰ دیا کہ:

"ہر کس کہ بر مضامین کتاب تقویۃ الایمان و امثال آں کہ متضمن بتنقیص انبیاء و اولیاء و مخالف عقائد اہل سنّت و جماعت است۔ معتقد شود بیشک کافر گردد و از دائرۂ اسلام بیرون گرد"۔

اس فتویٰ پر جن علماء کے دستخط موجود ہیں ان کے اسمائے گرامی ملاحظہ ہوں:

۱۔ افضل العلماء مولانا محمد ارتضٰی علی خاں بہادر قاضی القضاۃ ممالک محروسہ متعلقہ حکومتِ مدراس

۲۔ عمدۃ العلماء بدرالدولہ مولانا محمد نواز خاں صاحب مفتی شرع

۳۔ مولانا سیّد عبد خاں صاحب قاضی شرع

۴۔ مولانا سید محی الدین صاحب قادری

۵۔ مولانا محمد عرفان اللہ صاحب

۶۔ مولانا محمد عطاء اللہ صاحب

۷۔ مولانا محمد عبدالقادر صاحب
۸۔ مولانا میراں شاہ محی الدین صاحب قادری
۹۔ مولانا محمد عبدالودود صاحب نقوی
۱۰۔ مولانا محمد شہاب الدین صاحب
۱۱۔ مولانا محمد حسن علی صاحب
۱۲۔ مولانا محمد علی صاحب کلیمی
۱۳۔ مولانا محمد سعید صاحب اسلمی
۱۴۔ مولانا محمد یعقوب صاحب
۱۵۔ مولانا سیّد شاہ اسمٰعیل صاحب قادری
۱۶۔ مولانا قادر حسین خاں صاحب جنگ بہادر امیر نواز
۱۷۔ مولانا سیّد شاہ فضل اللہ صاحب قادری
۱۸۔ مولانا عبدالقادر صاحب حکیم
۱۹۔ مولانا سیّد عبدالقادر صاحب قادری
۲۰۔ مولانا سیّد محمود صاحب
۲۲۔ مولانا سیّد مرتضٰی صاحب
۲۳۔ مولانا عبدالحمید صاحب
۲۴۔ مولانا عبدالوہاب صاحب
۲۵۔ مولانا سیّد احمد صاحب
۲۶۔ مولانا جمال الدین احمد صاحب
۲۷۔ مولانا ابوالمعالی صاحب
۲۸۔ مولانا سیّد احمد قادری
۲۹۔ مولانا غلام علی صاحب

۳۰۔ مولانا محمد قادر علی صاحب

۳۱۔ مولانا محمد یوسف علی خان صاحب

یہ وہ مقتدر علمائے کرام ہیں جنہوں نے کتاب تقویۃ الایمان کے مضامین کو سن کر یہ اعلان فرمایا "جو کوئی اس کے مضامین کا معتقد ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے"۔

تقویۃ الایمان پر علمائے دہلی کا فتویٰ:

مدراس کے علمائے عظام کی تائید میں دہلی کے علماء نے بھی یہی فتویٰ دیا اور دہلی کے کوچہ و بازار میں اعلان کر دیا گیا کہ کوئی آدمی اس کتاب کو نہ پڑھے کیونکہ اس میں تنقیص انبیاء و اولیاء ہے اور جس کتاب میں تنقیص انبیاء و اولیاء ہو، اس کا پڑھنا، سننا ناجائز ہے اور اس فتویٰ پر جن علماء کرام کے دستخط ہیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب مفتی شہر دہلی
۲۔ مولانا صدر الدین صاحب
۳۔ مولانا محمد اکرام الدین صاحب
۴۔ مولانا عبد الخالق صاحب
۵۔ مولانا محمد حیات لاہوری صاحب
۶۔ مولانا حسن علی صاحب
۷۔ سراج العلماء مولانا سید رحمت علی خاں صاحب مفتی عدالت عالیہ سلطانیہ دہلی
۸۔ مولانا شیر محمد صاحب
۹۔ مولانا سید محمد صاحب
۱۰۔ مولانا مملوک علی صاحب
۱۱۔ مولانا احمد سعید صاحب مجددی
۱۲۔ مولانا محمد علی صاحب
۱۳۔ مولانا زین العابدین صاحب کاظمی
۱۴۔ مولانا محبوب علی صاحب

تقویۃ الایمان پر علمائے کلکتہ کا فتویٰ:

جب تقویۃ الایمان کو کلکتہ کے علماء نے دیکھا تو حضرت استاذ العلماء مولانا محمد وجیہ صاحب مدرسِ اوّل کلکتہ نے اس کے مضامین خبیثہ کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں نہایت مدلل طور پر تحریر فرمائے اور ان کو رسالہ "نظام الاسلام" کے نام پر چھپوا کر تمام علماء کے سامنے پیش کیا تو کلکتہ کے جن علماء نے اس پر دستخط اور مہریں ثبت کیں، ان کے اسمائے گرامی ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ مولانا غلام سبحان صاحب قاضی القضاۃ صدر کلکتہ۔
۲۔ مولانا احمد کبیر صاحب امین مدرسہ کلکتہ۔
۳۔ مولانا وارث علی صاحب مفتی عدالت سلطنت کلکتہ۔
۴۔ مولانا محمد وجیہ صاحب مدرسِ اوّل مدرسہ کلکتہ۔
۵۔ مولانا بشیر الدین صاحب مدرس دوم مدرسہ کلکتہ۔
۶۔ مولانا انوار الحق صاحب مدرس سوم مدرسہ کلکتہ۔
۷۔ مولانا محمد مرتضٰی صاحب مدرس چہارم مدرسہ کلکتہ۔
۸۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب معاون۔
۹۔ مولانا خادم حسین صاحب
۱۰۔ مولانا محمد مظہر صاحب۔
۱۱۔ مولانا احمد حسین صاحب۔
۱۲۔ مولانا محمد اکبر شاہ صاحب۔
۱۳۔ مولانا خادم حسین صاحب۔
۱۴۔ مولانا منصور احمد صاحب۔
۱۵۔ مولانا سیّد رمضان علی صاحب۔
۱۶۔ مولانا حافظ محمد صدیق صاحب۔
۱۷۔ مولانا احمد صاحب۔
۱۸۔ مولانا خادم حسین صاحب۔
۱۹۔ مولانا حسن الدین صاحب مفتی اعظم مفتی بیست و چہار پرگنہ۔
۲۰۔ مولانا صوفی نور احمد صاحب۔
۲۱۔ مولانا سیّد عبداللہ صاحب۔
۲۲۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب۔

ان تمام فتووں کو حضرت مولانا سیّد عبدالفتاح صاحب المدعو سیّد اشرف علی صاحب مفتی قادری گلشن آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفۂ محمدیہ در ردّ وھابیہ کے نام سے جمع فرمادیا۔

تقویۃ الایمان پر حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ[1]:

اس صدی میں بیشتر سب جو کہ تھے علمائے دین
متفق تھے مذہب سنّت جماعت پر یقین

اب کہ ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں تخطئیں
تفرقہ ڈالا انہوں نے ہائے بین المسلمین

مت سن ان کی مذہب سنّت جماعت کو سنبھال
بدعتی مشرک وہابی سب کے سر پر خاک ڈال

تقویۃ الایمان نصیحت مسلمین ہر دو کتاب
نقل بن مردود ناحق میں مخالف نا صواب

مت سن ان کی ، مذہب سنت جماعت کو سنبھال
فرقہ اسماعیل وہابی کا ہند سے کر سفر

گئے کھلے ملک عرب میں ڈالا پھر شور و شر
آخرش مکے معظمہ سے نکالے مار کر

پھر بھی ان سنگین دلوں کو کچھ نہ ہویا ہے اثر
مت سن ان کی ، مذہب سنت جماعت کو سنبھال
بدعتی، مشرک ، وہابی سب کے سر پر خاک ڈال
صورت انسان ہیں پر سیرت شیطان ہیں

[1] اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ بندہ کے پاس موجود ہے۔(من شاء فلینظر)

نام تو مومن ہیں لیکن دشمن ایمان ہیں
دشمن دین نبی ہیں دشمن قرآن ہیں

چار مذہب سے جدا یہ سخت نافرمان ہیں
مت سن ان کی مذہب سنت جماعت کو سنبھال

بدعتی ، مشرک ، وہابی سب کے سر پر خاک ڈال

تقویۃ الایمان پر علمائے حرمین طیبین کا فتویٰ:

"لاشك فی بطلان المنقول من تقوية الایمان بكونه موافقا للنجدية و ماخوذاً من كتاب التوحيد لقرن الشيطان و مؤلف هذا لكتاب دجّال كذّاب استحق اللعنة من الله تعالٰی و ملٰئكته و اولی العلم و سائِر المسلمین۔"

ترجمہ:

تقویۃ الایمان میں منقول تمام چیزیں غلط ہیں، قرآن الشیطان کی کتاب التوحید کے موافق ہے اور اس کا مؤلف دجال اور جھوٹا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور عالموں اور تمام مسلمانوں کی لعنت کا مستحق ہے"۔

ان الفاظ پر جن علماء مکہ اور مدینہ کے دستخط ہیں اور مہریں لگی ہوئے ہیں ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

☆ عبدہ شیخ عمر ☆ احمد دحلان مفتی مکہ
☆ عبدہ عبدالرحمٰن ☆ محمد المکی مفتی مکہ
☆ السید ابو سعود المفتی مدینہ عالیہ ☆ محمد بالی
☆ سید یوسف العربی ☆ سید ابو محمد طاہر الصدیقی
☆ ابوالسعادت محمد ☆ عبدالقادر تیادی
☆ مولوی محمد اشرف خراسانی ولایتی ☆ شمس الدین بن عبدالرحمان (۱)

۱۔ بھونچال پر لشکر دجال، ص ۶۸، مطبوعہ لاہور۔ انوار آفتاب صداقت، ص ۵۳۴

علمائے اہل سنت دہلی کا مولوی اسمٰعیل سے مناظرہ:

اوّلاً حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں نے مولوی اسمٰعیل اور اس کے ساتھیوں کو سمجھایا کہ وہ ایسے عقائد سے باز آ جائیں اور انبیاء و اولیاء کی تنقیص نہ کریں مگر انہوں نے کوئی اثر قبول نہ کیا تو نوبت مناظرہ تک پہنچی۔

۱۲/ ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ جامع مسجد دہلی میں ایک زبردست مناظرہ ہوا، ایک طرف مولوی اسمٰعیل صاحب اور ان کے ساتھی مولوی عبدالحیی صاحب اور مولوی عبدالغنی صاحب بھی وغیرہم تھے اور ان کے مقابلے میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور دوسرے جید علماء اہل سنت تھے۔ اس مناظرہ میں مولوی اسمٰعیل صاحب اور اس کے ساتھیوں کو زبردست شکست ہوئی۔ حتیٰ کہ مولوی اسمٰعیل صاحب سٹیج پر مولوی عبدالحی صاحب اور مولوی عبدالغنی صاحب کو چھوڑ کر خفیہ طور پر مفرور ہو گئے اور مولوی عبدالحیٔ صاحب نے تو توبہ کر لی اور توبہ نامہ لکھا گیا جس کو علمائے کرام کے دستخطوں سے ملک کے اطراف میں شائع کر دیا گیا۔

اس مناظرہ میں مندرجہ ذیل مسائل کو علمائے اہل سنت نے دلائل قاہرہ سے ثابت کیا:

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف منانا اور اس میں سلام و قیام کرنا موردِ الطاف و مراحمِ الٰہی ہے۔

(۲) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وجود باسعود صرف بشری ہی نہیں جیسا کہ مولوی اسمٰعیل نے شور مچا رکھا ہے بلکہ گو ہر نورانی ہیں اور آپ کا نور مخلوق اور خاص فیض ہے نورِ الٰہی کا۔

(۳) مطلق علم غیب عطائی انبیائے کرام کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ اس کا منکر کافر بے دین ہے۔

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علمِ غیب کلّی عطا فرمایا ہے۔ آپ تمام دنیا و مافیہا کے ذرہ ذرہ سے باخبر ہیں اور آپ کو حاضر و ناظر ماننا کتاب و سنت و عقائد جمہور اہل اسلام سلف و خلف سے ثابت ہے۔

(۵) اذان میں آپ کے نام پاک کو سن کر ناخنوں کو بوسہ دے کر آنکھوں پر لگانا باعث برکت

ہے اور سنت اکابرین اسلام ہے اور آنکھوں کو بیماری سے بچاتا ہے۔

(۶) انبیائے کرام اور اولیائے عظام کا وسیلہ پکڑنا اور ان سے غائبانہ دعا مانگنا بایں طور کہ وہ عون الٰہی کے مظہر ہیں، قبل از ممات و بعد از ممات ہر طرح جائز ہے۔

(۷) مزارات اولیاء اللہ پر قرآن خوانی کرنا، ان کے نام کی فاتحہ ایصال ثواب کرنا، طعام پر قرآن پڑھنا، بزرگوں کی وفات کے روز عرس کرنا، قبروں پر روشنی کرنا، بضرورت آرام دہی زائرین کے یہ امور بے شک جائز ہیں۔

(۸) وظیفہ، یارسول اللہ، یاشیخ عبدالقادر جیلانی، یا شیخ معین الدین چشتی بے شک جائز ہیں۔

مولوی اسمٰعیل صاحب اس مناظرہ میں شکست کے بعد پشاور کی طرف بھاگ گئے۔ وہاں جا کر اپنے عقائدِ باطلہ کی تبلیغ شروع کر دی۔(۱)

علمائے اہل سنت پشاور کا مولوی اسمٰعیل سے مناظرہ:

جب علاقہ پشاور کے صحیح العقیدہ سنّی علماء کو اس کے عقائد کا پتہ چلا تو تمام علماء نے ایک جگہ جمع ہو کر مولوی اسمٰعیل کو بلایا اور ایسے عقائد باطلہ سے توبہ کی طرف توجہ دلائی۔ مگر مولوی اسمٰعیل صاحب مناظرہ پر اتر آئے۔ آخر مناظرہ میں ایسی عبرتناک ناکامی کا سامنا کرنا پڑا کہ توبہ کے سوا کوئی چارہ کار نظر نہ آیا تو مجبوراً اپنے عقائد سے توبہ کا اعلان کر دیا۔(۲)

جناب غلام رسول صاحب مہر لاہور سیرت سید احمد کے ص ۲۸۸ پر لکھتے ہیں کہ جب سیّد احمد و اسمٰعیل وغیرہ افغانی علاقہ میں پہنچے تو وہاں کے بڑے بڑے جید اور متبحر علماء نے ان کے متعلق یہ فتویٰ دیا کہ:

"سیّد صاحب اور آپ کے رفقاء الحاد و زندقہ میں مبتلا ہیں اور ان کا کوئی مذہب نہیں، یہ لوگ نفسانیت کے پیرو ہیں اور لذتِ جسمانی کے جویاں"۔

ناظرین! تقویۃ الایمان کی گندی عبارات و خبیث عقائد کے متعلق تمام ہندوستان کے علمائے کرام کی تردیدیں پڑھتے پڑھتے آپ ضرور تھک گئے ہوں گے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ

۱۔ صمصام قادری ص ۹، مطبوعہ دہلی، انوار آفتاب صداقت، تحفہ محمدیہ مولانا گلشن آبادی

۲۔ ملاحظہ ہو۔ ہدایت الصالحین بر حاشیہ تو قیر [illegible]

ناپاک کتاب ہے جس نے سرزمین ہند میں تفرقہ بازی کی پہلی اینٹ رکھی اور آج تک یہ لعنت دور نہ ہو سکی۔ اس نازک دور میں جب کہ سیلاب دہریت امڈا ہوا چلا آ رہا ہے اور علمائے اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی دن رات سرتوڑ کوششیں کی جا رہی ہیں۔ بعض ناعاقبت اندیش کوتاہ نظر ملاوقت کی نزاکت کو پس پشت ڈال کر اس کتاب کی ناپاک عبارات کی غلط تاویلات کر کے ان کو صحیح ثابت کرنے کے درپے ہیں۔ بلکہ دیوبندی یہاں تک اعلان کرتے ہیں کہ اگر یہ کتاب نہ ہوتی تو قریب تھا کہ تمام ہندوستان پجاریوں کا مندر بن جاتا۔

مصنف چراغ سنت ایک قدم اور آگے بڑھتے ہیں اور اپنے رسالہ حیات النبی کے ص ۹۲ پر لکھتے ہیں کہ تقویۃ الایمان کی ایک ایک عبارت کی تائید میں قرآن کریم کی آیات، احادیث، محدثین، مفسرین اور صوفیائے کرام کے بے شمار اقوال موجود ہیں۔ اور مولوی رشید احمد گنگوہی جو مولوی فردوس علی کے بہت بڑے مرشد ہیں، انہوں نے تو یہاں تک ڈگری دے دی کہ کتاب تقویۃ الایمان کا پڑھنا اپنے پاس رکھنا عین اسلام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۰، ج ۱)

یعنی جس کے پاس تقویۃ الایمان نہیں ہے وہ پکا کافر، حضرات پاکستانی پچانوے فیصد آبادی کے پاس عین اسلام کتاب نہیں ہے، کیا وہ تمام کافر ہیں اور مولوی غلام خاں دیوبندی کے فتویٰ کے مطابق جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر، اس کا کوئی نکاح نہیں، اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے۔ رہ گئی یہ بات کہ تقویۃ الایمان کی ایک ایک عبارت کی تائید میں آپ کا قرآنی آیات پیش کرنے کا دعویٰ تو اس بلند بانگ دعوٰی کی حقیقت تو ہم نے رسالہ حیات النبی میں ان عبارات کی تاویلات فاسدہ میں ہی دیکھ لی ہے جس کا پورا پورا نوٹس اگلے صفحات پر لیا جائے گا اور اس مکروہ چہرہ پر پڑے ہوئے نقاب کو پھاڑ کر جب گندی نعش آپ کے سامنے لائی جائی گی تو تعفن و بدبو کے سبب ناک پر رومال رکھنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔

اگر یہی بات ہے کہ تقویۃ الایمان قرآن پاک کے عین مطابق ہے تو مدراس، کلکتہ، دہلی کے علمائے کرام کے فتوؤں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ جنہوں نے تصریحاً یہ لکھا کہ جو کوئی مضامین تقویۃ الایمان پر عقیدہ رکھے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کیا یہ سب علماء جنہوں نے آپ کی

محبوب عقائد رکھنے والی کتاب کی تردید میں انیس کتابیں تصنیف کیں اور جن چوراسی علماء کرام نے جن میں مدراس، دہلی، بمبئی اور کلکتہ کے قاضی القضاۃ کے علاوہ مفتی مکہ معظمہ اور مفتی مدینہ منورہ بھی شامل ہیں، فتوائے کفر صادر فرمائے، کیا یہ سب بریلوی رضا خانی تھے؟ کیا یہ تمام علماء جاہل تھے؟ اور کیا یہ بالواسطہ نجدیت کی تبلیغ نہیں ہے؟ کتاب تقویۃ الایمان تو ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب " کتاب التوحید " کا ترجمہ ہے۔ جسے ہم دلائل سے ثابت کر چکے ہیں یہی عبارات خبیثہ و عقائد باطلہ جن کی حمایت میں آپ لوگ اتنا بڑا دعویٰ کرتے ہیں۔ اب عبدالوہاب نجدی کے ہیں۔

ناظرینِ کرام!

کیا آپ نے غور کیا یہاں تو ساری دیوبندیت کا بھانڈا پھوٹ گیا اور ثابت ہو گیا کہ وہ بالفعل ابن عبدالوہاب نجدی کے مبلغ ہیں۔ ظاہر میں اس کو خارجی کہہ رہے ہیں اور اندرون پردہ اپنے پیر و مرشد رشید احمد گنگوہی کی طرح ابن عبدالوہاب کے عقائد کو عمدہ جانتے ہوئے ان کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ یہ دیوبندیوں کے عقائد پر مہریں اس وقت لگائی گئیں جب کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا دنیا میں ابھی ظہور بھی نہیں ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے الکوکب الشہابیہ میں جو ستر وجوہ کفر بیان کئے ہیں اس پر یہ سیخ پا ہو گئے اور آسمان سر پر اٹھا لیا کہ ہائے اعلیٰ حضرت نے ہمیں کافر کہا، گالیاں دیں، باوجودیکہ آپ نے الکوکبۃ الشہابیہ کے اخیر میں احتیاطاً یہاں تک تحریر فرما دیا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کو کافر کہنے سے زبان کو روکا جائے کیونکہ اس کی پشاور والی توبہ مشہور ہو چکی تھی۔ اس کے باوجود علمائے دیوبند ہیں کہ اعلیٰ حضرت جیسی مقدس شخصیات کو بدنام کرنے کے لئے آئے دن ناکام کوششیں کر رہے ہیں، تا کہ اپنے کفر و شرک و بدعت کے فتوؤں کی بارش کے گندے کیچڑ کو خشک کیا جا سکے۔ مگر

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا

دیوبندیوں کی بہاولپور میں شکست:

جب مولوی اسمٰعیل صاحب مصنف تقویۃ الایمان ایک یوسف زئی مسلمان پٹھان کے ہاتھوں قتل ہوئے تو کچھ دیر کے لئے یہ شور شرابا ٹھنڈا پڑ گیا تو انگریز بہادر کو اپنے ان ایجنٹوں کے مرنے کا سخت افسوس ہوا تو دیوبندی مولویوں نے تسلی دی کہ صاحب بہادر! وہ کام جو مولوی اسماعیل صاحب

سرانجام دے رہے تھے پورا کرنے کے لئے ہماری خدمات حاضر ہیں۔انگریز خوش ہو گیا اور ان دیوبندی مولویوں کے وظائف اور تنخواہیں مقرر کر دی گئیں جن کی تفصیل آپ اسی کتاب میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

بس پھر کیا تھا خاص انگریزی سکیم کے تحت تمام مسلمانانِ عالم پر کفر و شرک و بدعت کے فتوے صادر ہونے شروع ہو گئے اور انگریز کی یہ پالیسی کہ "لڑاؤ اور حکومت کرو" کو عملی جامہ پہنایا جانے لگا۔انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی ہجو میں نہایت ناپاک کتابیں شائع ہونی شروع ہو گئیں۔جن کا پڑھنا، سننا، دیکھنا کوئی مسلمان گوارا نہیں کر سکتا۔

اسی زمانہ میں ایک اور کتاب براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی منظر عام پر آئی جس میں سید عالم ﷺ کے علم کو علم شیطان سے کم بتایا گیا اور مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ و امکانِ نظیر صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام بنی آدم کا بشریت میں برابر ہونا اور آپ کے مولود شریف کی مجلس کو کھنیا کے جنم سے تشبیہ دی گئی۔اس کے شائع ہوتے ہی تمام ہندوستان میں شور مچ گیا اور لعنت لعنت کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو علمائے حقہ نے ہر چند سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ اپنی ضد پر اڑا رہا۔وہ اس وقت جامع عباسیہ بہاولپور کا مدرس اول تھا۔

آخر ۱۳۰۶ھ میں بہاولپور کے نواب صاحب نے حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر مولوی خلیل احمد انبیٹھوی سے ان مسائل پر مناظرہ کرایا اور اس مناظرہ کے حَکَم (ثالث) شیخ المشائخ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین چاچڑاں شریف مقرر ہوئے۔اس تاریخی مناظرہ میں دیوبندی مولویوں کو ایسی شکست عظیم کا سامنا کرنا پڑا جس کی یاد آج بھی دیوبندی مولویوں کے چین کو حرام کئے ہوئے ہے اور جب بھی کسی دیوبندی مولوی کے سامنے اس مناظرے کا ذکر کیا جائے تو ہوائیاں اڑنے لگتی ہیں۔جب مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مولانا غلام دستگیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سوالات کے جوابات سے عاجز آ گئے تو نواب صاحب بہاولپور نے مولوی خلیل احمد صاحب کو نہایت ذلت کے ساتھ ریاست بدر کر دیا اور حضرت صاحب چاچڑاں شریف نے بالاتفاق دوسرے علماء اہل سنت کے فتویٰ دیا کہ مولوی خلیل احمد اور اس کے حوارین کے عقائد اسلامی

نہیں، چنانچہ اس مناظرہ کی مکمل روئداد حضرت مولانا غلام دستگیر رحمۃ اللہ علیہ نے زبان عربی میں تیار کی اور ۱۳۰۷ھ حج شریف کے موقعہ پر علمائے حرمین شریفین حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی نے اپنے دستخط اور مہریں ثبت فرمائیں اور تصریحاً تحریر فرمادیا کہ دیوبندیوں کے عقائد اسلام کے خلاف ہیں۔ پھر حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام فتاویٰ اور مناظرہ کی مکمل روئداد "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل" کے نام سے شائع کردی جو ۱۳۱۴ھ میں صدیقی پریس قصور میں چھپی۔

اب ان فتوؤں کو ملاحظہ فرمائیں جو "تقدیس الوکیل" میں موجود ہیں۔ سب سے پہلے ہم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ درج کرتے ہیں جو مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ کے پیر و مرشد ہیں اور تمام دیوبندیوں کے مسلمہ بزرگ، انہوں نے مولانا غلام دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کی عرب شریف میں دو دفعہ دعوت کی اور بڑے عزت و احترام سے اپنے پاس ٹھہرایا۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ اما بعد۔

جاننا چاہیے کہ شرعاً وعرفاً وعقلاً امکان کذب باری تعالیٰ محال اور ممتنع ہے اور ایسا ہی امکان نظیر سرور دو عالم، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم محال و ممتنع ہے۔ علامہ تمرتاشی صاحب تنویر الابصار معین المفتی فی جواب المستفتی میں لکھتے ہیں:

ولا یوصف اللہ تعالٰی بالقدرۃ علی الظلم واکذب لا ان المحال لا یدخل تحت القدرۃ و عند المعتزلۃ یقدر و لا یفعل۔

اور علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں امکان کذب باری تعالیٰ کے عقیدہ کو کفر کے قریب لکھا ہے۔

۲۔ بشریت وغیرہ میں سرور کائنات ﷺ سے جملہ بنی آدم کو مساوی جاننا محققین کی تصریح کے خلاف ہے اور آیت قل انما انا بشر مثلکم تواضع پر محمول ہے۔ جیسا کہ تفسیر کبیر نیشاپوری، معالم التنزیل اور خازن وغیرہا میں ہے۔

۳۔ شیطان لعین کی وسعت علم اور احاطۂ زمین کو نصوص قطعیہ سے ثابت جاننا اور عالم علوم

الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کو بلا دلیل محض خیال فاسد سے ثابت کہنا اور اس کو شرک سے تعبیر کرنا اور آپ کے علم شریف کو معاذ اللہ شیطان کے علم سے کم لکھ دینا، یہ آپ کی سخت توہین ہے۔ کیونکہ شرعاً ثابت ہے کہ آپ اعلم المخلوقات ہیں۔ پس بشہادت قرآن وحدیث اکابر علمائے اہل سنت نے تصریح کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو علم ماکان ومایکون کا حاصل ہے۔ جیسا کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء میں اور علامہ قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "مدارج النبوۃ" میں تصریح فرمادی۔

۴۔ مجلس مولود شریف مروجہ عرب وعجم کو کھنیا کے جنم سے مشابہت دینی اور اس کو بدعت سیئہ کہنا اور اس مجلس میں قیام کو جو بنظر تعظیم ذکر خیر ورعایت ادب کے مستحسن جانا گیا ہے۔ حرام بلکہ شرک وکفر لکھ دینا اور فاتحہ اولیاء وصلحاء وسائر مومنین کو برہموں کے اشلوک پڑھنے سے مشابہ کہنا سخت قبیح کلمات ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مخالف شرع کاموں سے بچی توبہ نصیب کرے۔ آمین ثم آمین"

یہ مضمون تحریر کر کے حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں پیش کیا تو آپ نے ملاحظہ فرما کر اس پر یہ الفاظ لکھے، کہ:

"تحریر بالا صحیح اور درست ہے، مطابق اعتقاد فقیر کے ہے، اللہ تعالیٰ اس کے کاتب (مولانا غلام دستگیر صاحب) کو جزائے خیر دے"۔

بے سبب گو عز ما موصول نیست
قدرت از عزل سبب معزول نیست

اور اپنی مہر بھی ثبت فرمادی۔ پھر اس تحریر پر حضرت مولانا حافظ محمد عبدالحق صاحب نے یہ الفاظ تحریر فرمائے۔

"حامداً و مصلیاً و مسلماً ما کتب فی ھذا القرطاس صحیح لا ریب فیہ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ اتم۔"

اور مہر ثبت فرمائی۔ ان کے علاوہ اس فتویٰ پر حضرت مولانا انوار اللہ صاحب اور حضرت مولانا سید حمزہ صاحب کے بھی دستخط موجود ہیں۔

اب ہم ایک ایسی مقدس ہستی کا فتویٰ نقل کرتے ہیں جو تمام علمائے دیوبند کے نزدیک مسلمہ

بزرگ ہیں بلکہ ان کو براہین قاطعہ وغیرہ میں شیخ الہند لکھا ہے اور یہ بھی تحریر ہے کہ تمام علمائے مکہ پر فائق ہیں۔ان کا اسم پاک مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

ناظرین!

آج ہمارا فیصلہ کرنے کے لئے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ اور شیخ الہند والعرب پایہ حرمین شریفین حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا انوار اللہ صاحب استاذ نظام الملک ریاست حیدر آباد، حضرت استاذ العلماء مولانا حافظ عبدالحق صاحب اور حضرت مولانا سید محمد حمزہ صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں اور یہ تمام حضرات کافی مدت سے ہندوستان میں رہ چکے ہیں اور یہاں سے ہجرت فرما کر عرب تشریف لے گئے تھے امید ہے کہ ان کا فیصلہ دیوبندی حضرات کو ضرور قبول ہوگا اور توبہ کی طرف مائل ہو کر دوبارہ اہل سنت میں شامل ہو جائیں گے اور ملت اسلامیہ کو تفرقہ بازی کی لعنت سے نجات دلانے میں ہمارے ممد ومعاون ثابت ہوں گے۔آمین ثم آمین

حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علمائے کرام کے فتاویٰ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔اب حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کا فتویٰ ہدیہ ناظرین ہے:

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجرِ مکی کا فیصلہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

بعد حمد وثناء اور نعت کے کہتا ہے۔راجی رحمت اللہ المنان، رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن غفرلہما الحنان کو مدت سے بعض باتیں جناب مولوی رشید احمد صاحب کی سنتا تھا جو میرے نزدیک اچھی نہ تھیں۔اعتبار نہ کرتا تھا کہ انہوں نے ایسا کہا ہوگا اور مولوی عبدالسمیع صاحب کو جوان کو میرے سے رابطہ شاگردی کا ہے۔جب تک مکہ معظمہ میں نہیں آئے تھے تحریراً منع کرتا تھا اور مکہ معظمہ میں آنے پر بالمشافہ منع کیا کہ آپس میں مختلف نہ ہو، پر وہ مسکین کہاں تک صبر کرتا اور میرا اعتبار نہ کرتا کس طرح ممد رہتا کہ حضرات علمائے مدرسہ دیوبند کی تحریر اور تقریر بطریق تواتر مجھ تک پہنچیں کہ تمام افسوس سے کچھ کہنا پڑا اور چپ

رہنا خلاف دیانت سمجھا گیا، سو کہتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو رشید سمجھتا تھا، پر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے (یعنی غیر رشید)۔ جس طرف آئے اس طرف ایسا تعصب برتا کہ اس میں ان کی تقریر اور تحریر دیکھنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ حضرت نے اوّل قلم اس پر اٹھایا کہ جس مسجد میں ایک دفعہ جماعت ہوئی ہو اس میں دوسری جماعت بغیر اذان اور تکبیر کے ہو اور دوسری جگہ ہو جائز نہیں (الیٰ آخرہ) پھر ایک فاسق مردود کو جو اپنے کو حضرت عیسیٰ کے برابر سمجھتا تھا اور سب انبیاء بنی اسرائیل سے اپنے کو افضل کہتا تھا اور اپنے بیٹے کو درجۂ خدائی پر پہنچاتا تھا۔ اور عیسیٰ و موسیٰ اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا ذکر ہے اور اس کے مرید تو کھلم کھلا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت بہاؤالدین نقشبندی اور حضرت شہاب الدین سہروردی اور حضرت معین الدین چشتی اجمیری قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم کو، جن کے سلسلوں میں لکھو کھہا صالحین اور اولیاء مقبول رب العالمین گزرے ہیں، کافر اور گمراہ کنندہ بتلاتا تھا (الیٰ آخرہ) حضرت مولوی رشید اس مردود کو مردِ صالح کہتے تھے اور جو علماء اس مردود کے حق میں کچھ کہتے تھے تو مولوی رشید احمد اپنی ہٹ سے نہیں ہٹتے تھے اور کہتے تھے مردِ صالح ہے۔ پھر حضرت مولوی رشید احمد رسول اللہ ﷺ کے نواسے کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کی شہادت کے بیان کو بڑی شدّت سے محرم کے دنوں میں گو کیسا ہی روایت صحیح سے ہو منع فرمایا، حالانکہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب سے جناب مولانا اسحٰق صاحب مرحوم تک عادت تھی کہ عاشورہ کے دن بادشاہ دہلی کے پاس جا کر روایات صحیحہ سے بیان حال شہادت کرتے تھے۔ سو یہ سب ان کے مشائخ کرام و اساتذۂ عظام میں ہیں (الیٰ آخرہ)

پھر حضرت رشید نے جو نواسے کی طرف توجہ کی تھی اس پر بھی اکتفاء نہ کر کے خود ذات اقدس نبی اکرم ﷺ کی طرف توجہ کی پہلے مولود شریف کو کھنیا کا جنم اشٹمی ٹھہرایا۔ اور اس کے بیان کو حرام بتلایا اور کھڑے ہونے کو، گو کوئی کیسے ذوق شوق میں ہو، بہت بڑا منکر فرمایا۔ اس ٹھہرانے، بتلانے، فرمانے سے لکھو کھہا علماء صالحین اور مشائخ مقبول رب

العلمین اس کے نزدیک برے نفرتی ٹھہر گئے۔ پھر ذات نبوی میں اس پر بھی اکتفاء نہ کر کے اور امکان ذاتی سے تجاوز کر کے چھ خاتم النبیین بالفعل ثابت کر بیٹھے اور امکان ذاتی کے باعتبار تو کچھ حد ہی نہ رہی اور ان کا مرتبہ کچھ بڑے بھائی سے بڑھتی نہ رہا اور بڑی کوشش اس میں کی کہ حضرت کا علم شیطان لعین کے علم سے کہیں کم تر ہے اور اس عقیدہ کے خلاف کو شرک بتایا۔ پھر اس توجہ پر جو ذات اقدس نبوی کی طرف تھی اکتفاء نہ کیا، ذات باری تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور جناب باری تعالیٰ کے حق میں دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممتنع بالذات نہیں بلکہ امکان جھوٹ بولنے کو اللہ کی بڑی وصف کمال کی فرمائی۔ (نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات) میں تو ان امور مذکورہ کو ظاہر و باطن میں بہت برا سمجھتا ہوں اور اپنے محبین کو منع کرتا ہوں کہ مولوی رشید کے اور ان کے چیلے چانٹوں کے ایسے ارشادات نہ سنیں اور میں جانتا ہوں کہ مجھ پر بہت ظلم کھلا ہوا ہوگا لیکن جمہور علماء صالحین اور اولیائے کاملین اور رسول رب العلمین اور جناب باری جہاں آفرین ان کی زبان اور قلم سے نہ چھوٹے تو مجھے کیا شکایت ہوگی (الیٰ آخرہٖ) اور بعض جگہ بعض چیزوں میں مشہور ہیں جیسے میری بستی کرانہ اور نانوتہ جس کے رہنے والے مولوی قاسم اور مولوی یعقوب وغیرہم تھے۔ نحوست میں مشہور ہے کہ عوام صبح کو ان کا نام بھی نہیں لیتے، کرانہ کو بیریوں والا شہر اور نانوتہ کو پھوٹہ شہر کہتے ہیں اور کرنی اور کاندھلہ اور میٹھ حماقت میں مشہور ہیں اور ان بستیوں کے اہالی میں کچھ نہ کچھ تاثر ہوتے ہیں۔ میری بستی کی تاثیر میرے میں یہ ہوئی کہ ایسا زمانہ نحوست دیکھا، اللہ تعالیٰ حضرت مولوی غلام دستگیر صاحب کو ان کے رد میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

العبد محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن غفرلہ المنان۔ ۱۵ ذیقعد ۱۳۰۷ھ مکہ معظمہ۔"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"عربی رسالہ جناب مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کے جواب میں براہین قاطعہ کے من اولہا الیٰ آخرہا جناب مولوی رحمت اللہ صاحب نے سنا اور میں نے سنایا، سننے کے بعد آپ نے اس کے مضامین کی تائید میں تقریظ مرقومہ بالا اپنی زبان فیض بیاں سے

فرمائی اور اس کے اخیر میں اپنی مہر کروائی۔

العبد حضرت نور مدرسہ ہندیہ مکیہ۔ ۱۷/ ذیقعد ۱۳۰۷ھ "۔

ان کے علاوہ جن علمائے حرمین نے اس کتاب پر دستخط اور مہریں اور تقریظیں تحریر فرمائیں۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

☆ استاذ العلماء مولانا محمد صالح کمال صاحب مفتی حنفیہ مکہ معظمہ۔

☆ شیخ العلماء مولانا محمد سعید صاحب بابصیل مفتی شافعیہ مکہ معظمہ۔

☆ افضل العلماء مولانا محمد عابدین حسین مفتی مالکیہ۔

☆ الفاضل الاکمل مولانا خلف بن ابراہیم مفتی حنابلہ مکہ معظمہ۔

☆ استاذ الاساتذہ مولانا عثمان بن عبدالسلام داغستانی مفتی مدینہ منورہ۔

☆ استاذ العلماء مولانا سیّد محمد علی بن ظاہر صاحب صدر مدرّس مدرسہ مدینہ منورہ۔

ان تمام فتاویٰ کو حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل" میں شائع کیا ہے۔ (من شاء فلینظر)

اب بتایئے اصاغرِ دیوبند! کیا مولانا رحمت اللہ صاحب اور حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ عبدالحق صاحب اور مولانا انوار اللہ صاحب کے علاوہ مفتیانِ مکہ معظمہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور مفتیانِ مدینہ منورہ بھی رضا خانی بریلوی تھے؟ جاہل تھے؟ کیونکہ جو علمائے دیوبند کے خلاف ہو وہ جاہل ہوتا ہے نا! اور آپ کے سوا سب دنیا علمی یتیم ہے نا! سچ ہے ۔

نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا ستم کیشی تمہاری کو
اگرچہ ہو چکے ہیں تم سے پہلے فتنہ گر لاکھوں

ناظرین! فتنۂ دیوبندیہ کی مختصر تاریخ آپ نے ملاحظہ فرمائی، پنجاب میں اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے حضرت غلام دستگیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ و دیگر علمائے اہل سنت دن رات مصروف تھے اور ہندوستان میں مولانا عبدالسمیع صاحب مصنف انوارِ ساطعہ اور مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی وغیرہم، جب متواتر مناظروں میں شکست اور علمائے اہل سنت و جماعت کی تفہیمات کے باوجود بھی

جب یہ لوگ توبہ کی طرف مائل ہوتے نظر نہ آئے تو حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسائل مختلفہ پر تقریباً پچاس مدلل کتابیں لکھیں جن کے جوابات سے آج تک دنیائے دیو بندیت عاجز ہے۔ جب کوئی جواب نہ بن پڑا تو خرافات اور گالی گلوچ پر اتر آئے۔ دجّال ہے، کتوں سے بدتر ہے، لعنتی ہے، بدتمیز ہے، منہ پھٹ ہے اور توبہ کی طرف مائل نہ ہوئے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تمام عبارات کفریہ لکھ کر علمائے حرمین شریفین کی خدمت عالیہ میں پیش کیں تا کہ اس فتنہ کا سدِّ باب کیا جائے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے تمام علمائے حقہ نے جو فتوے دیئے ان کو آپ نے حسام الحرمین کے نام سے شائع کر دیا۔ مگر ہندوؤں کی ہولی و دیوالی کی پوریاں کچوریاں کھانے والی قوم کب ماننے کو تیار تھی۔ اعلیٰ حضرت کے خلاف ایک محاذ کھڑا کر دیا گیا جس کا صدر دفتر دیو بند اور اس کی شاخیں دہلی، تھانہ بھون اور پنجاب میں وا ں بھچراں کھول دی گئیں جہاں سے ایک دم کفر و شرک و بدعت کے فتوؤں کی ژالہ باری شروع ہو گئی۔ مختلف کتابیں شائع ہوئیں، جن میں اولیائے کرام اور انبیائے عظام کی دل کھول کر توہینیں کی گئیں اور تمام مسلمانوں کو کافر، مشرک، بدعتی کہا جانے لگا۔ یارسول اللہ کہنے والے کافر، عرسوں پر جانے والے کافر، ختم پڑھنے والے کافر وغیرہ وغیرہ جن کی تفصیل آپ باب ثانی میں پڑھ چکے ہیں لیکن علمائے اہل سنت برابر اس فتنے کے خلاف نبرد آزما رہے اور ان کی تردید میں کئی کتابیں اور رسائل شائع فرمانے کے علاوہ مختلف مقامات پر ان لوگوں کو عظیم ترین شکستیں دے کر اس فتنہ کو روکنے کی پوری کوشش فرماتے رہے۔ چنانچہ بریلی شریف کے مناظروں کے علاوہ مناظرۂ تکون وغیرہ اس کے بیّن ثبوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان علمائے حقہ پر کروڑ کروڑ رحمتیں نازل فرمائے۔ ان کا امتِ مسلمہ پر احسانِ عظیم ہے کہ ان علمائے حقہ نے حق و باطل کی تمیز کر دی اور انبیائے کرام و اولیائے عظام اور رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں توہین کرنے والے خوارج سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔

جب اس فتنے کے سرپرست واپس یورپ جانے لگے اور مسلم لیگ نے مطالبۂ پاکستان پیش کیا تو ان دیو بندی مولویوں نے کانگریس اور احرار میں رہ کر اس عظیم مطالبہ کی پوری پوری مخالفت کی اور فتویٰ دیا کہ قائدِ اعظم کافرِ اعظم ہیں۔ پاکستان پلیدستان ہے، مسلم لیگ کو ووٹ دینے والے سب سؤر

ہیں، دس ہزار جناح نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جاسکتے ہیں۔

مگر ان کی مخالفتوں کے باوجود علمائے کرام اور مشائخ عظام اہل سنت کی متواتر کوششوں سے پاکستان معرض وجود میں آیا تو پاکستان کو پلیدستان کہنے والوں کو بھی اس کے سوا کوئی ٹھکانہ نظر نہ آیا۔ پاکستان میں آدھمکے اور کچھ دیر تک خاموش رہنے کے بعد پھر وہی بے ڈھنگی چال شروع کردی۔ یعنی کفر وشرک و بدعت کے فتوے، داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری دینے والے کافر، بابا فرید شکر گنج علیہ الرحمۃ کے عرس پر جانے والے مشرک، خواجہ غوث بہاؤالحق ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انور کی چوکھٹ کو بوسہ دینے والوں کا نکاح فاسد، یا رسول اللہ کہنے والے کافر، حضور کو حاضر و ناظر، علم غیب ماننے والے کافر و مشرک، میلاد منانے والے کافر، گیارھویں شریف کا ختم دلانے والے کافر، جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر، صبح کی نماز کے بعد درود پاک کا وظیفہ کرنے والے بدعتی۔

جب کفر کفر، شرک شرک، بدعت بدعت کا شور اور یہ طوفان بدتمیزی حد سے بڑھ چلا تو علمائے حق اہل سنت و جماعت نے ان کے خلاف آواز اٹھایا اور ان کے بطلان پر کئی کتابیں اور رسائل لکھے۔ چنانچہ حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب مدظلہ نے "جاء الحق وزہق الباطل" اور مناظر اسلام مولانا محمد عمر صاحب اچھروی نے "مقیاس حنفیت" اور فاتح نجدیت مولانا مہر علی صاحب گولڑوی نے "دیوبندی مذہب" ایسی ضخیم کتابیں شائع کیں۔ ان کتابوں میں مسائل مختلفہ، علم غیب، بشریت، حاضر و ناظر، میلاد النبی ﷺ، فاتحہ، سوم، چہلم، عرس، ختم گیارھویں شریف پر قرآن و حدیث و اقوال علمائے ملت سے بہترین دلائل پیش کیے اور کوئی دیوبندی مولوی آج تک ان دلائل کو رد کرنے کی جرأت نہیں کرسکا۔ ہاں برخود غلط دیوبندی رسالے لکھتے رہتے ہیں۔ جن میں بجائے دلائل قرآنیہ کے گالیاں اور بدزبانی کی بھرمار ہوتی ہے۔ اب دنیائے دیوبندیت خوش ہوگئی ہے اور پھولی نہیں سماتی کہ انہوں نے پاکستان کی کئی بستیوں کو گمراہ کردیا ہے۔

ایک نئی چال:

اصاغر دیوبند نے سوچا کہ ہندوستان میں تو کام چل گیا تھا مگر پاکستان میں اولیائے کرام کو ماننے والے بہت اکثریت میں ہیں، یہاں جب تک اہل سنت کا لیبل نہ لگایا جائے عوام ہمارے جال

میں نہیں آئیں گے۔ چنانچہ اہل سنت کا بھیس بدل کر مساجد و مدارس میں گھس گئے۔ پہلے تو مسلمانوں کے ساتھ سلام و قیام و ختم شریف میں پورے شامل، جب دیکھا کہ کچھ ساتھی بن گئے تو اپنے عقائد کی کھلم کھلا تبلیغ اور آج تک اسی چال سے عوام بھولے بھالے سنیوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے اور اولیائے کرام جن کے صدقے لاکھوں کافروں کو اسلام کی دولت نصیب ہوئی، سے بدظن کرنے کی پوری کوشش کی جارہی ہے۔ آج آپ کو ہر دیوبندی مدرسہ و مسجد کے سامنے ایک بورڈ نظر آئے گا جس پر لکھا ہوگا اہل السنت والجماعت کا مدرسہ۔ اہل سنت کی مسجد۔ ہم ہیں کہ اگر آپ واقعی اہل سنت ہیں تو ان بورڈوں کی کیا ضرورت؟ ان اعلانات سے کیا فائدہ؟ کہ ہم سنی ہیں ہم سنی ہیں، ایک حقیقی مسلمان کو آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ بازار میں اعلان کرتا پھرتا ہو کہ میں مسلمان ہوں، لوگو میں مسلمان ہوں۔ ایسا تو وہاں ہوتا ہے جہاں دال میں کچھ کالا کالا ہو۔ آیئے ذرا اس کالی کالی چیز کو ظاہر کردیں اور اس گمراہ کنندہ لبادہ کو اتار پھینکیں، چلئے دیوبندیوں کے قطب الاقطاب مولوی رشید احمد گنگوہی کی خدمت میں ایک سوال پیش کرتے ہیں کہ دیوبندی اور وہابیوں میں کیا فرق ہے، جواب ملتا ہے کہ:

"عقائد میں متحد ہیں صرف اعمال میں فرق ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ، ص۱۰، ج۲)

تمام دیوبندیوں کا فیصلہ ہم وہابی ہیں:

"اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے تو یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے"۔ (المہند، ص۹)

وہابی متبع سنت کو کہتے ہیں:

"اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دین دار کو کہتے ہیں"۔

(فتاویٰ رشیدیہ، ص۱۴۱، ج۲)

وہابیوں کے عقائد عمدہ ہیں:

"محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں، ان کے عقائد عمدہ تھے، مذہب ان کا حنبلی تھا"۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص۱۱۱، جلد۱)

مولوی اشرف علی تھانوی کا اعلان:

"میں تو کہا کرتا ہوں کہ اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو، سب کی تنخواہ کر دوں پھر خود ہی سب وہابی بن جائیں"۔

مولوی اشرف علی کا اقرار مجھے لوگ وہابی کہتے ہیں:

جب دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے کانپور میں ملازمت کی تو وہاں سنیت کا لبادہ اوڑھ کر میلاد شریف کے قیام وسلام میں شریک ہوتے رہے کیونکہ وہاں کی اکثریت اہل سنت کی تھی اور سنی بننے کے سوا وہاں وہابیت کا پھیلانا مشکل تھا۔ جب مولوی رشید احمد گنگوہی کو پتہ چلا تو ڈانٹا کہ تم وہاں محافل میلاد میلاد النبی میں شریک ہوتے ہو اور قیام وسلام اور صلوٰتیں پڑھتے ہو تو مولوی اشرف علی صاحب جواب دیتے ہیں:

"الحمد للہ میں یہاں نہ کسی کا محکوم ہوں نہ کسی سے مجبور مگر پوری مخالفت کر کے قیام (سکونت) دشوار ہے۔ گو اب بھی یہاں کے بعض علماء مجھ کو وہابی کہتے ہیں۔ اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آ کر سمجھا گئے ہیں کہ شخص وہابی ہے، اس کے دھوکے میں مت آنا، دینی حضرت یہ کہ جوان لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی گئی ہے سب بے اثر و بے وقعت ہو جائے گی اس بدگمانی میں کہ یہ شخص تو وہابی ہے۔" (تذکرہ الرشید ص ۱۳۵ جلد ۱)

لیجئے! کالی بلی تھیلے سے باہر آ گئی اور قلعی کھل گئی اس نام نہاد سنیت کی۔ اوہ یہ تو اصل میں وہابی نجدی نکلے، غالباً یہی وجہ تھی کہ دو تین سال ہوئے دیوبندی مولویوں نے مولوی غلام خاں آف راولپنڈی دیوبندی کو بلا کر مسجد وہابیاں اڈہ کھیم کرن قصور میں تقریر کرائی، عوام حیران تھے کہ یہ سنی کہلانے والے وہابیوں کے ساتھ کھاتے پیتے نظر آ رہے ہیں۔ ایک اہل سنت صحیح العقیدہ نے بلند آواز سے کہا۔ اوہ یہ تو پکے وہابی نکلے۔ اگر یہ وہابی نہ ہوتے تو کیا قصور میں اہل سنت کی کوئی مسجد نہ تھی مگر: الجنس یمیل الی الجنس۔

اگر یہ منظر پورا دیکھنا ہو تو دیوبندیوں کی مساجد میں دیکھئے جہاں آپ کو نصف کے قریب رفع الیدین کرتے نظر آئیں گے۔ مولوی اسماعیل صاحب مصنف تقویۃ الایمان پکے وہابی تھے۔ رفع

یدین کیا کرتے تھے اور آمین بالجہر کا عامل، مگر اس کی کتاب تقویۃ الایمان کو صحیح ثابت کرنے کے لیے آج پوری دنیائے دیوبندیت سرگرم عمل ہے۔ آج بھی سارے دیوبندی لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے ہیں۔ بالکل صحیح ہے۔ دنیائے اسلام اس کا مطلب ہی نہیں سمجھ سکی۔ کتابوں کے نام ہوتے ہیں ''چراغ سنّت'' مگر اندر کفر و شرک و بدعت کے فتوے اور گالی گلوچ۔ نام رکھتے ہیں: ''الصلوٰۃ والسلام'' اور اندر لکھا ہے: الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا ناجائز ہے ، بدعت ہے، سبحان اللہ کیا پیارے پیارے ناموں سے عوام کو دھوکا دیا جا رہا ہے۔ ظاہر میں اہل السنّت والجماعت اندر سے پکے وہابی نجدی ابن عبدالوہاب کے پیرو اور اس کے عقائد کو عمدہ ماننے والے۔

ناظرین کرام! یہ تھا مختصر خاکہ تاریخ دیوبندیت کا اس کی تفصیل کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔ دل چاہتا ہے کہ بلا تامّل صفحے کے صفحے لکھتا چلا جاؤں مگر وقت کی قلت کے سبب اسی اختصار پر اکتفا کرتا ہوں۔ یہ وقت ہے کہ علمائے ملّت اور حکومت پاکستان اس فتنہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کچل دے ورنہ یہ کفر و شرک و بدعت کی مشین جو رنگ لائے گی وہ ظاہر ہے اور اس کی ابتداء ہو چکی ہے۔ ان کی تحریروں نے مسجدوں میں فساد کرائے۔ عوام زخمی ہوئے، ضمانتیں ہوئیں اس کے باوجود دیوبندی مولوی اس آگ پر برابر تیل ڈال رہے ہیں اور وہی فتنہ پرور کتابیں دوبارہ شائع کر رہے ہیں، بلکہ اس فعل نامراد پر ان کو ناز ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ خود ذات اقدس سید الانبیاء فخر الرسل سیّد عالم ﷺ کو اتہام لگایا جا رہا ہے کہ ان کتابوں کے مصنّف کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی اور وہ دیدار ایسی کیفیات مثالیہ کا حائل تھا۔

استغفر اللہ، استغفر اللہ سیّد عالم ﷺ کو روضہ انور میں قید سمجھنے والوں نے حضور کی ذات پر کتنا بہتان عظیم باندھا، گویا کہ اس فتنہ وفساد و کفر و شرک و بدعت اور گالی گلوچ مثلاً چگادڑ، بدزبان، منہ پھٹ، بدتمیز، دوزخ کے کتے، ایسے خبیث الفاظ پر حضور علیہ السلام خوش ہیں؟ العیاذ باللہ الف الف مرۃ

جو ذات پاک پتھر مارنے والے کافروں کو دعائیں دے اور دشمنوں کو چادریں بچھا کر دینے والے قاتلوں کو ''لا تثریب علیکم الیوم'' کا مژدہ سنانے والے ایسی کتابوں کے مصنّف کی

بدزبانی اور گالیوں پر خوش ہیں۔(ھذا بھتان عظیم)

بھلا یہ تو بتائیں کہ حضور علیہ السلام کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ دنیا میں ایک ملک پاکستان ہے اس میں ہندوستان کے دیوبندی بھاگ کر جمع ہو گئے ہیں۔اس ملک کے ہر شہر میں دیوبندی کتابیں لکھتے رہے ہیں اور شائع کرتے رہے ہیں۔جب کوئی کتاب شائع ہوتی ہے تو حضور اشاعت کے دوسرے روز ہی تشریف لے آتے ہیں کیا علم غیب نہیں؟ کیا حضور قیامت تک کے ہر انسان کے عمل سے واقف نہیں؟ ہمیں اس سے قطعاً کوئی انکار نہیں، ہمارا یہ ایمان ہے کہ سیّد عالم ﷺ کی زیارت ہر انسان کو ہو سکتی ہے اور ہوتی ہے اور حدیث:

"من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ۔

ترجمہ: جو مجھے خواب میں دیکھے وہ عنقریب بحالت بیداری بھی مجھے دیکھ لے گا۔"

عرض صرف یہ ہے کہ آج کل تمام دیوبندی مصنفوں نے یہ طریقہ ہی بنالیا ہے، جب بھی کوئی دیوبندی مولوی کتاب لکھتا ہے تو اس کے پہلے صفحہ پر دو طرح کے الفاظ دکھائی دیتے ہیں۔حضور نے ہمیں کہا کہ کتاب لکھو۔حضور نے ہمیں مبارک دی، اس کے ثبوت میں کئی کتابوں کے مقدمات کو پیش کیا جا سکتا ہے بلکہ مولوی طیب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند غلام جیلانی برق کی کتاب "دو قرآن" کا جواب لکھنے بیٹھے تو اس کا مقدمہ مولوی ادریس کاندھلوی نے لکھا جس میں یہ الفاظ درج کئے" کہ آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی کریم ﷺ تک تمام انبیائے کرام اور تمام اولیائے امت کی روحیں مولوی طیب کے پاس تشریف لائیں اور اس کی ممد و معاون ہوئیں۔" مولوی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے ان سائیکلو پیڈیا آف اسلام لکھی تو پہلے ہی صفحہ پر لکھا کہ مجھے ایک کتاب کی ضرورت تھی تو حضور نے خواب میں آ کر کہا کہ جو کتاب تمہیں مطلوب ہے وہ لاہور کی فلاں لائبریری کی فلاں الماری میں موجود ہے اس کے علاوہ اور کئی کتابوں پر جو دیوبندی مولویوں نے تحریر کی ہیں آپ کو ایسے ہی الفاظ ملیں گے۔

سوال صرف یہ ہے کہ قوم دیوبند تو حضور کو مجبور محض، روضہ انور میں قید، بے اختیار عاجز سمجھتی ہے تو پھر یہ کیوں؟

نتیجہ ظاہر ہے کہ کتابیں بیچنے کے لیے اور اپنی تحریروں کو مقبول عام بنانے کے لئے اور اگر فی الحقیقت دیوبندی حضور کو امت کے اعمال سے باخبر سمجھتے ہیں تو توبہ کریں اپنے عقائد باطلہ سے اور ختم

کریں لعنت اس تفرقہ بازی کی اور کردیں اعلان اپنے پیشواؤں کے غلط عقائد و عبارات کا، مگر ہمیں قطعاً امید نہیں کہ وہ ایسا اعلان کر کے اتحاد بین المسلمین کا مظاہرہ کریں گے۔ کیونکہ اصل میں عقائد وہی ہیں جو ان کے اسلاف کے ہیں۔ یہ تو صرف عوام کے گمراہ کرنے کا ایک جال ہے سچ ہے

شرم و حیا قصۂ پارینہ بنے ہیں
اشرار و باطل نے عجب جال بنے ہیں

دیوبندی نظریات کو تاریخی ادوار میں دیکھنے کے بعد اب آپ اس فتنہ عصر جدید کی ان شعلہ سامانیوں سے پوری طرح واقف ہو جائیں گے۔ جو امت محمدیہ کی وحدت کو خاکستر کرنے کے درپے ہیں۔ ان کے نظریات اور عقائد کو ذہن نشیں کر لینے میں آسانی محسوس کریں گے۔ اب ہم ان نظریات کا موازنہ کرنا چاہتے ہیں جو دیوبندی علماء اور سنی علماء کی بنیاد ہیں۔

عقائدِ دیوبند کی فتنہ سامانیاں

عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کی ثناء خوانیاں، قرآن پاک کی تلاوتیں، درود وسلام کے مقدس ترانے، یارسول اللہ ﷺ کے ایمان افروز نعرے، ذکر ولادتِ نبوی ﷺ کی دل نواز صدائیں، محبت وعشقِ محمد (ﷺ) کے پاک ولولے اور یہ اعلانات:

فان من جودك الدنيا و ضرتها　　و من علومك علم اللوح والقلم
منزّه من شريك فی محاسنه　　فجوهر الحسن فيه غير منقسم

خلقت مبرأ من كل عيب
كانك قد خلقت كما تشاء

مقصود ما ز دیر و حرم جز حبیب نیست
ہر جا کنیم سجدہ بداں آستاں رسد

یہ مساجد میں اتفاق واتحاد کا دل افروز منظر، یہ اخلاق عظیمہ کی دعوت، یہ خصائل کریمہ کی تبلیغ، یہ اسوۂ حسنہ کی ترغیب اور یہ عذابِ الٰہی سے ترہیب، افعال ذمیمہ پر نفرین اوران کی تردید، بزرگانِ دین کے عاشقانہ اقوال، مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام، ورفعنا لک ذکرک کی علمی تصویریں، ذوالخویصرہ اور شیخ نجدی کے اذناب کوایک آنکھ نہ بھائی۔ اچانک ایک خوفناک دھواں اٹھا اور دردناک چیخیں سنائی دینے لگیں، رفتہ رفتہ یہ چیخیں بلند ہوتی گئیں مگراب ان کے ساتھ ساتھ کچھ الفاظ بھی سنائی دے رہے تھے، ہائے جل گئے...... ہائے جل گئے، نعت خوانی چھوڑ دو...... میلاد منانا ترک کردو...... سلام پڑھنے سے آگ تیز ہوتی ہے اور قیام تعظیمی سے تو شعلے ہی بھڑک اٹھتے ہیں، بچائیے، بچائیے۔ الاماں، الاماں...... یارسول اللہ کے نعرے اور...... جلوس...... ہائے جل گئے...... جل گئے...... مگر...... دور...... بہت دور...... ایک دلنواز صدا آرہی تھی۔

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

اس مسرّت انگیز صدا سے کائنات کا ذرّہ ذرّہ جھوم اٹھا، دیکھا تو تمام قدوسی اور کائنات ارضی کی تمام پاک روحیں اور سعید ہستیاں بھی اس صدا میں شریک اور ہم نوا تھیں اور جھوم جھوم کر یہی ترانہ گا رہی تھیں۔

دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

بلکہ خود خالق ارض وسماء فالق الحب والنواء جل مجدہ العلیٰ فرما رہا تھا:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

رات تاریک تھی اور وہ طریق مستقیم سے بھٹک چکے تھے، روشنی کہاں سے آتی، وہ تو سراجاً منیراً صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ونسبت بلکہ ذکر کو ہی شرک تصور کرتے تھے، آپ کا ذکر ان کے لئے باعث جلن وقلق تھا۔ بڑی مشکل سے انہوں نے چند ایک چراغوں کو خوبصورت نام دے کر جلانے کی کوشش کی مگر ان کا اپنا حال یہ تھا کہ روشنی کم، جب ذکر میلاد ہوا، عاشقانِ رسول جھوم جھوم گئے، مگر دیوبندیوں کے جلائے ہوئے چراغ گل ہو گئے۔

وہ آئے بزم میں اتنا تو ہم نے دیکھا میرؔ
پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

دھواں زیادہ اور تیل ناقابلِ اعتماد، ملاّ منظور سنبھلی سے مانگ کر لایا ہوا۔

ناظرین!

ان صفحات پر ہم نے نام نہاد "مصنفین" کی کارستانیاں اور ان کے اسلاف کے مکمل عقائد درج کرنا ہے اور وہ توہین آمیز عبارات جو اختلاف کا اصل مبحث ہیں اور جن کو تمام علمائے عرب وعجم نے کفریہ قرار دیا ہے۔ مگر چونکہ کسی کلمہ گو کو کافر کہنا ایک سخت گھناؤنا جرم ہے۔ جس کا مرتکب بسا اوقات خود بھی اسی لپیٹ میں آ جاتا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم پہلے عباراتِ کفریہ کے متعلق کچھ اصول وقواعد عرض کر دیں تاکہ مسئلہ سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہو۔

کفر کیا ہے؟

لغت میں ایمان کی ضد کو کہتے ہیں ۔ المختار من صحاح اللغۃ ص ۴۵۳ وغیرہ من کتب اللغات ، الکفر ضد الایمان ،و قد کفر باللہ ، الکفر جحود النعمۃ و ہو ضد الشکر ،لقولہ تعالیٰ : ولئن شکرتم لازیدنکم و لئن کفرتم ان عذابی لشدید .

کفر کے یہ دونوں معنی محاورات میں شائع ذائع ہیں اور اصطلاح شریعت میں کفر کہتے ہیں ۔ (کما صرح فی کتب الاصول)

انکار منصوص قطعی:

مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی ناظم دیو بند ،اشد العذاب ص ۱۶ پر لکھتے ہیں:

"جو کسی ضروری دینی بات کا انکار کرے وہ کافر و مرتد ہے اور جو اس کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔"

انبیائے کرام کی توہین و تنقیص کرنے والا کافر ہے:

اس وقت ہم نے صرف مسئلہ توہین انبیاء علیہم السلام پر گفتگو کرنا ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا اہانتِ انبیاء علیہ السلام کفر ہے یا نہیں؟ اس بات پر تمام علمائے امت، ائمہ دین اور صحابہ کرام کا اجماع ہے کہ اہانتِ انبیاء کفر وارتداد ہے اور موہن نبی کافر و مرتد بلکہ واجب القتل ہے۔

علامہ قاضی عیاض اندلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شفاء شریف ص ۲۶۲ جلد ۲ پر فرماتے ہیں:

"قال ابو حنیفۃ و اصحابہ علی اصلھم من کذب باحدٍ من الانبیاء او تنقص احداً منھم فھو مرتد "۔

ترجمہ: حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اصحاب نے فرمایا: جو کوئی کسی نبی کی تکذیب یا تنقیص کرے وہ مرتد ہے۔

قال محمد بن سحنون اجمع العلماء علی ان شاتم النبی ﷺ المستنقص لہ کافر و من شک فی کفرہ و عذابہ کفر "۔

ترجمہ: محمد بن سحون فرماتے ہیں کہ تمام علماء امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں توہین و تنقیص کرنے والا کافر ہے اور جو اس میں شک کرے وہ بھی کافر ہے"۔

(شرح شفاء شریف، ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ، ص ۳۹۴)

الفاظ توہین میں نیت معتبر نہیں:

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر چہ دیوبندیوں کی کتابوں میں توہین آمیز عبارات ہیں مگر ان کے لکھنے والوں کی نیت توہین و تنقیص کی نہ تھی۔ ان کو مولوی انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی کی ان دو عبارتوں پر غور کرنا چاہیے۔

"المدار فی الحکم بالکفر علی الظواھر و لا نظر للمقصود و النّیات ولا نظر بقرائن حالہٖ"۔

ترجمہ: کفر کے حکم کا دارومدار ظاہر پر ہے، قصد و نیت و قرائن حال پر نہیں۔

(اکفار الملحدین ص ۷۳)

"وقد ذکر العلماء ان التھور فی عرض الانبیاء وان لم یقصد السب کفر"۔

ترجمہ: علماء نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام کی شان میں دلیری و جرأت بھی کفر ہے۔ اگر چہ توہین مقصود نہ ہو۔ (اکفار الملحدین، ص ۸۶)

صحابۂ کرام سیدِ عالم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کرتے تھے:

یا رسول اللہ راعنا۔

ہماری طرف توجہ فرمایئے۔ مگر منافقین اس کلمہ میں کچھ تصرّف کر کے کلمہ توہین بنا دیتے تھے۔

اسی لئے پروردگارِ عالم ﷻ نے صحابہ سے فرمایا:

"یایھا الذین آمنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا و للکفرین عذاب الیم۔ (بقرۃ: ۱۰۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو: انظرنا اور پہلے ہی سے بغور سنو اور

کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

اس حکم کے بعد اس کلمہ کو حضور کے حق میں بولنا سخت جرم ہے اور موجب عذاب الٰہی، اگرچہ بولنے والے کی نیت توہین کی نہ ہو۔

ایک مسلمہ حقیقت:

بعض لوگ توہین آمیز عبارات کی تاویلات رکیکہ کر کے ان کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ انہی تاویلات فاسدہ کے متعلق مولوی انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی فرماتے ہیں:

"التاویل الفاسد کالکفر"۔

ترجمہ: تاویلِ فاسد کفر کی طرح ہے۔ (اکفار الملحدین، ص ۶۲)

حالانکہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اگر تاویل سے معنیٔ مستقیم بھی ہو جائیں پھر بھی دیکھا جائے گا کہ عرف عام اور محاوراتِ اہل زبان میں اس کلمہ سے معنیٔ توہین مفہوم ہوتے ہیں یا نہیں۔ بر تقدیر اوّل یعنی اگر محاورہ و عرف عام میں وہ کلمہ توہین آمیز ہو تو سب تاویلیں بے کار ہو جائیں گی۔ مثلاً مولوی اسمٰعیل صاحب کی یہ عبارت:

"ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے"۔

اس عبارت کو علماءِ دیوبند نے صحیح ثابت کرنے کے لئے بڑی قلابازیاں کھائیں اور کہا ہے کہ لفظ "ذلیل" انبیاء کرام کے حق میں کسی علماء عربی نے استعمال کیا ہے۔ اگر مولوی اسمٰعیل نے لکھ دیا تو کیا ہوا اور اس کے لئے دو چار حوالے بھی پیش کیے ہیں:

مولوی صاحبان! جو معنی آپ نے لفظ ذلیل کے لئے دیئے ہیں وہ صحیح ہیں کہ عاجز، تابعدار وغیرہما۔ مگر یہ معنی عربی زبان میں ہیں۔ مولوی اسمٰعیل کی کتاب "تقویۃ الایمان" اردو کی کتاب ہے اور یہ عبارت جس میں لفظ ذلیل استعمال کیا گیا ہے اردو کی عبارت ہے اور زبان اردو میں ذلیل، کمینہ اور بداخلاق انسان کو کہتے ہیں، جیسا کہ آپ نے بھی "حیات النبی" ص ۸۶ پر اس کو تسلیم کیا ہے:

"ہمارے پنجابی محاورہ میں بداخلاق اور کمینہ انسان کو ذلیل کہتے ہیں۔ یہ پنجابی محاورہ ہے

اہل علم کے نزدیک ذلت کے معنی عبادت اور طاعت کے ہیں"۔

مولوی صاحبان! خدا کا خوف کیجئے! کیوں ایسی صریح توہین آمیز عبارت کو غلط تاویلات سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

چلئے اگر میں تقریر کرتے ہوئے یہی الفاظ آپ کے حق میں استعمال کر دوں اور کہوں کہ دیو بندی مولوی کی شان اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے اور معنی یہ مراد لوں کہ اللہ کے تابعدار، فرماں بردار ہیں تو آپ کا کوئی معتقد میری اس تاویل کو ماننے کے لئے قطعاً تیار نہیں ہوگا اور تمام دیو بندیوں کے نزدیک یہ توہین و بے ادبی ہوگی اور کہا جائے گا کہ دیو بندی اگر چہ اللہ کے تابعدار اور فرماں بردار ہیں مگر چونکہ وہ ایک مسجد کے خطیب اور مدرسہ کے مہتمم ہیں اس لئے یہ الفاظ ان کے حق میں نہایت نازیبا ہیں۔ ان کی شان کے مطابق الفاظ استعمال ہونے چاہئیں یا اگر کوئی شخص اپنے والد یا استاذ کو کہے کہ آپ بڑے ولد الحرام ہیں اور تاویل یہ کرے کہ اگر چہ پنجابی محاورہ میں ولد الحرام حرام زادہ کو کہتے ہیں۔ مگر اہل علم کے نزدیک اس کا معنیٰ ولد محترم یعنی عزت والا بھی ہے۔ جیسے المسجد الحرام اور بیت اللہ الحرام مگر حقیقت یہ ہے کہ اس تاویل کو کوئی بھی اہلِ انصاف قبول کرنے کو تیار نہیں ہوگا اگر چہ یہ تاویل قرآن پاک کی روشنی میں کی گئی ہے اور یہ تاویل یقیناً اس کے حق میں توہین ہی تصور ہوگی، یہ تاویل، تاویل فاسد ہی کہلائے گی۔

امید ہے کہ ہماری اس تشریح سے دیو بندی حضرات کی بھی تسلی ہوگئی ہوگی اور ان کو ضرور اس پر غور کر کے مان لینا چاہیے کہ یہ عبارت چونکہ توہین میں صریح ہے اس لئے یہاں تاویل قبول نہیں کی جاسکتی اور یہی لکھا ہے کہ مولوی انورشاہ صاحب کشمیری دیو بندی نے اکفار الملحدین کے ص ۲۷ پر:

"قال حبیب ابن الربیع ان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل"۔

ترجمہ: حبیب بن ربیع نے فرمایا کہ لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں کیا جاتا"۔

" التاویل الفاسد کفر "تو پہلے آپ نے ملاحظہ فرما ہی لیا ہے، ثابت ہوا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کی یہ عبارت کہ "ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ یقیناً صریح توہین ہے، جس کو کبھی معاف نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس میں تاویل ہو سکتی ہے۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ چمار سے ذلیل اردو محاورہ ہے اور علماءِ دیو بند اس کا عربی ترجمہ کر رہے ہیں۔ اگر یہی بات

ہے تو چمار کا بھی عربی ترجمہ کریں اور تلاش کریں کہ لفظ چمار کسی عربی کی کتاب میں مل جائے، مگر کہاں ملے گا، حالانکہ لفظ چمار کا استعمال بھی انبیاء کی ذات پر توہین ہے۔

دو مشہور سوالوں کا جواب:

(۱) بریلوی حضرات عبارات کفریہ کا ماسبق و مابعد نہیں دیکھتے، صرف قابل اعتراض فقرہ لے کر کفریہ معنی پہنا لیتے ہیں۔ سیاق و سباق دیکھنا چاہیے۔

(۲) اگر کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے فیصد وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو اس کو کافر نہ کہا جائے۔

جواب سوال نمبر 1:

دیوبندی حضرات بڑے زور سے بیان کرتے ہیں۔ اصل میں ان لوگوں نے یہ اعتراض اپنے پیشہ ور مناظر و واعظ ملاّ منظور سنبھلی کی کتاب "فیصلہ کن مناظرہ" سے لیا ہے۔ ہم نے جب "چراغ سنت" کو دیکھا تو حیران ہوئے کہ اس کے مصنف مولوی فردوس علی صاحب جن سے ایک طالب علم محمد حسن علی حال متعلم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور (سابق طالبعلم مدرسہ دیوبند قصور) نے صیغہ یَضْرِبْنَ دریافت کیا تو فرمانے لگے گھر سے واپس آ کر بتاؤں گا۔ تقریباً چار گھنٹے کے بعد واپس آئے تو ارشاد ہوا کہ اپنے استاذ مولوی عبدالرحمٰن صاحب سے دریافت کرلو، مجھے فرصت نہیں ہے، ہم حیران تھے کہ انہوں نے یہ کتاب کیسے تحریر کرلی، مگر ہمیں دور نہ جانا پڑا اور یہ عقدہ جلد ہی حل ہو گیا۔ ایک کتاب "فیصلہ کن مناظرہ" مصنفہ ملاّ منظور سنبھلی کی ملی۔ اس کو اور چراغ سنت کو سامنے رکھا تو دیکھا کہ مولوی فردوس علی صاحب نے من وعن لفظ بلفظ وہ تمام اعتراضات جو اس کتاب میں درج تھے۔ نقل کر کے اپنے نام سے شائع کرادیئے۔ وہی سوالات، وہی عبارات چھپوا کر خود مصنف بن بیٹھے اور جو مکھیاں اس نے ماری ہیں اس نے مسل دی ہیں۔

بہرحال اس اعتراض کا جواب کہ بریلوی صرف اعتراضی کلمات کو دیکھتے ہیں اور اس کے آگے پیچھے کی عبارتوں پر نظر نہیں کرتے۔ بعینہٖ یہی اعتراض مولوی احمد علی صاحب لاہوری صدر جمعیۃ العلماء دیوبندیہ پر کسی نے کیا کہ آپ مودودی صاحب کی عبارات کا سیاق و سباق نہیں دیکھتے اور بلا

سوچ سمجھے ان پر اعتراض کر دیتے ہیں۔ جو جواب انہوں نے دیا ہم اس کو بلفظہٖ نقل کر دیتے ہیں۔
آپ جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اگر دس سیر دودھ کسی کھلے منہ والے دیگچے میں ڈال دیا جائے اور اس دیگچے کے منہ پر ایک لکڑی رکھ کر ایک تاگہ میں خنزیر کی ایک بوٹی ایک تولہ کی اس لکڑی میں باندھ کر دودھ میں لٹکا دی جائے۔ پھر کسی مسلمان کو اس دودھ سے پلایا جائے۔ وہ کہے گا کہ میں اس دودھ سے ہرگز نہیں پیوں گا کیونکہ سب حرام ہو گیا ہے۔ پلانے والا کہے کہ بھائی دس سیر دودھ کے آٹھ سو تولے ہوتے ہیں آپ فقط اس بوٹی کو کیوں دیکھتے ہیں، دیکھئے اس بوٹی کے آگے پیچھے، دائیں بائیں اور اس کے نیچے چار انچ کی گہرائی میں دودھ ہی دودھ ہے۔ وہ مسلمان یہی کہے گا کہ یہ سارا دودھ خنزیر کی ایک بوٹی کے باعث حرام ہو گیا، یہی قصہ مودودی صاحب کی عبارتوں کا ہے۔ جب مسلمان مودودی صاحب کا یہ لفظ پڑھے گا کہ خانہ کعبہ کے ہر طرف جہالت اور گندگی ہے۔ اس کے بعد مودودی صاحب اس فقرہ سے توبہ کر کے اعلان نہیں کریں گے۔ مسلمان کبھی راضی نہیں ہوں گے۔ جب تک یہ خنزیر کی بوٹی نہیں نکالیں گے۔ (رسالہ حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب، ص ۸۰،۸۱)

سوال اوّل کا یہی جواب ہماری طرف سے قبول فرمالیں اور خوب یاد رکھیں کہ جب تک دیوبندی مولوی توہین آمیز عبارات سے علی الاعلان توبہ نہ کریں گے۔ اہل سنت ان سے کبھی راضی نہیں ہوں گے۔

ایک یاد:

گذشتہ سال محرم الحرام شریف میں بسلسلہ تبلیغ کراچی جا رہا تھا۔ دو صاحب سنی اور دیوبندی آپس میں اسی مسئلہ پر بحث کر رہے تھے۔ سنی نے اس سوال کے جواب میں دیوبندی کو ایک بات کہی جو ناظرین کی دل چسپی کے لئے درج کی جاتی ہے اس نے اچانک بحث چھوڑ کر دیوبندی کی تعریف شروع کر دی۔ آپ بڑے نیک ہیں، عابد ہیں، زاہد ہیں، آپ کا خاندان علم وفضل کا شہسوار ہے۔ آپ

کے باپ، دادا ولی اللہ تھے، سارے کمرے کے لوگ عجیب تذبذب میں تھے، ابھی ابھی آپس میں مخالف تھے اور اب یہ سنّی اس کی تعریفیں کر رہا ہے۔ یوں ہی وہ دیر تک تعریفی الفاظ کہتا رہا مگر آخر میں کہنے لگا اور تو سب معاملہ ٹھیک ہے مگر میں نے سنا ہے کہ آپ بڑے ذلیل آدمی ہیں، چمار سے بھی ذلیل۔

دیوبندی نے شور مچا دیا کہ دیکھئے صاحب یہ زیادتی ہے، الفاظ واپس لیجئے، یہ میری توہین ہے، مگر سنّی صاحب یہ کہہ رہے تھے کہ حضرت آپ صرف اس ایک فقرہ ذلیل آدمی ہیں کو کیوں لیتے ہیں۔ سیاق وسباق دیکھئے، عبارت ساری سنئے۔ میں نے آپ کی کتنی تعریف کی ہے اور پھر ذلیل کا معنی کمینہ نہیں۔ تابعدار، فرماں بردار ہے۔ اس جواب نے دیوبندی صاحب کو ایسا ساکت کر دیا کہ وہ کراچی تک نہایت سکون اور اطمینان سے بیٹھا رہا۔

جواب سوال نمبر 2:

کہ کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے (۹۹) وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی تو وہ کافر نہ ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وجوہ کفر کا صرف احتمال ہو، صریح کفر نہ ہو، اور اگر صریح کفر ہوگا تو اس میں تاویل کرنا بھی صریح کفر ہے۔

کما صرح المولوی انور شاہ الکاشمیری فی اکفار الملحدین :

"التاویل فی لفظ صراحٍ لا یقبل"۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی "افاضات الیومیہ" ص ۲۳۴ جلد ۷ میں لکھتے ہیں۔ اس کا مطلب لوگ غلط سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ایمان کے لئے صرف ایمان کی ایک بات کا ہونا بھی کافی ہے۔ بقیہ ننانوے باتیں کفر کی ہوں تب بھی وہ مزیل ایمان نہ ہوں گی۔ حالانکہ یہ غلط ہے اگر کسی میں ایک بات بھی کفر کی ہوگی وہ بالاجماع کافر ہے۔

فتنہ دیوبندیت کے عقائد فاسدہ

کس کس سے چھپاؤ گے تحریک ریا کاری
محفوظ ہیں تحریریں ، مرقوم ہیں تقریریں

برادرانِ ملت! یہاں ہم دیوبندیوں کے مکمل عقائد درج کر رہے ہیں، ہر حوالہ نہایت احتیاط سے اصل کتابوں کو دیکھ کر نقل کیا گیا ہے اور ہر عقیدہ کے ساتھ جمہور اہل سنت کا عقیدہ بھی درج ہوگا تا کہ آپ کے سامنے تصویر کے دونوں رخ پیش ہو سکیں اور حق وباطل میں تمیز کرنے میں آسانی ہو۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱:

اللہ تعالیٰ کو بندوں کے کاموں کا علم پہلے سے نہیں ہوتا۔ سب چیز موجود کا عالم ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اس کا بھی عالم ہے اور جس کا ابھی ارادہ نہیں کیا اس کا عالم نہیں، اور انسان خود مختار ہے، اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے سے کوئی علم نہیں ہوتا کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔ (بلغۃ الحیران مطبوعہ حیات اسلام پریس لاہور ص ۱۵۷، ۱۵۸، مصنفہ مولوی حسین علی واں بھچراں، رشید احمد گنگوہی دیوبندی)

اہل سنت کا عقیدہ:

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ کا ارشاد ہے:

"ما اصاب من مصيبة في الارض ولا في انفسكم الا في كتاب من قبل ان نبرأها۔ ان ذالك على الله يسير۔(سورۂ حدید : ۲۲)

ترجمہ: نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں اور تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں ہے قبل اس کے کہ ہم اسے پیدا کریں۔ بے شک یہ اللہ کو آسان ہے"۔

اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اشیاء کے وقوع سے پہلے بھی جانتا ہے۔ اس کا علم واجب اور قدیم ہے وہ ہمیشہ سے ہر چیز کا عالم ہے اس کو ایک آن کے لئے بھی بے علم ماننے والا کافر

ہے۔یہی عقیدہ تمام کتب عقائد میں مصرح ہے۔ملاحظہ ہو شرح فقہ اکبر ص ۲۰۱:

" من اعتقد ان اللّٰه لا یعلم الاشیاء قبل وقوعها فهو کافر "۔

ترجمہ: جس کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس کے وقوع سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے"۔

دیو بندی عقیدہ نمبر ۲:

اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔

۱۔ " کذب داخل تحت قدرت ہے"۔(فتاویٰ رشیدیہ مولوی رشید احمد گنگوہی ص ۱۹، ج ۱)

۲۔ "اگر حق تعالیٰ کلام کاذب پر قادر نہ ہوگا تو قدرتِ انسانی قدرت ربانی سے زائد ہو جائے گی "۔(الجہد المقل مولوی محمود الحسن دیو بندی، ص ۴۴)

۳۔ " کذب متنازعہ فیہ صورت ذاتیہ میں داخل نہیں بلکہ صفاتِ فعلیہ میں داخل ہے۔ (الجہد المقل، ص ۴۰)

۴۔ امکان کذب کا مسئلہ تو اب کوئی جدید کسی نے نہیں نکالا۔ بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔ (براہین قاطعہ، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، ص ۲)

۵۔ چوری، شراب خوری، جہل، ظلم سے معارضہ کم فہمی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضروری نہیں۔حالانکہ یہ کلیہ ہے کہ جو مقدور العبد ہے، مقدور اللہ ہے۔"(ضمیمہ اخبار نظام الملک مراد آباد، مطبوعہ ۱۲/ اگست ۱۸۸۹ء، مولوی محمود الحسن دیو بندی)

ناظرین! مندرجہ بالا پانچ حوالہ جات سے صاف طور پر واضح ہو گیا کہ:

۱۔ دیو بندیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے اور اگر:

۲۔ یہ نہ مانا جائے تو انسان کی قدرت اللہ تعالیٰ سے زائد ہو جائے گی۔یعنی انسان تو جھوٹ بول سکتا ہو اور اللہ تعالیٰ عاجز۔

۳۔ یہ مسئلہ نیا نہیں پرانا ہے۔

۴۔ جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے۔یعنی جو کچھ عبد کر سکتا ہے اللہ بھی کر سکتا ہے۔مثلاً چوری، شراب، زنا، بیوی کرنا، بچے جننا وغیرہ وغیرہ۔(تعالی اللّٰه عن ذالک علواً کبیراً)

مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ

بسم الله الرحمن الرحیم ـ

سوال: ماقولکم رحمکم الله ـ دو شخص کذب باری تعالیٰ میں گفتگو کرتے تھے۔ایک کی طرف داری کے واسطے تیسرے شخص نے کہا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"ان الله لا یغفر ان یشرك به و یغفر ما دون ذالك "(الآیة)

لفظ من عام ہے، شامل ہے، معصیت قتل مومن کو پس آیہ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ پروردگار مغفرت مومن قاتل بالعمد بھی فرمادے گا اور دوسری آیت میں ہے:

"من قتل مؤمنا متعمداً فجزاء ہ جهنم خالداً۔ (الآیة)

لفظ من عام ہے شامل ہے۔مومن قاتل بالعمد کو اس سے معلوم ہوا کہ قاتل مومن بالعمد کی مغفرت نہ ہوگی۔اس قائل کے خصم نے کہا کہ آپ کے استدلال سے وقوع کذب باری تعالیٰ ثابت ہوتا ہے۔کیونکہ آیت میں و یغفر ہے، نہ و یکن ان یغفر یہ سن کر اس قائل نے جواب دیا، میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کا قائل نہیں ہوں؟ اور دوسرا قول اسی قائل کا یہ ہے کہ، کذب علی العموم قبیح بمعنی منافر للطبع نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے بعض مواقع پر جائز رکھا ہے اور توریہ و عین کذب بعض مواضع میں دونوں اولیٰ ہیں۔نہ فقط توریہ، آیا قائل مسلمان ہے یا کافر؟ اور مسلمان ہے تو بدعتی ضال یا اہل سنت و جماعت باوجود کرنے کے کذب باری تعالیٰ کے۔بینوا توجروا۔

جواب:

اگرچہ شخص ثالث نے تاویل آیات میں خطا کی مگر تاہم اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیے۔کیونکہ وقوع خلف وعید کو جماعت کثیرہ علماء سلف کی قبول کرتی ہے۔چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب رسالہ "تنزیه الرحمن" میں تصریح کرتے ہیں بقولہ علاوہ اس کے مجوزین خلف وعید وقوع خلف کے بھی قائل ہیں۔چنانچہ ان کے دلائل سے ظاہر ہے:

"حیث قالو لانه لیس بنقص بل هو کمال ـ الخ

اس سے ظاہر ہوا کہ بعض علماء وقوع خلف وعید کے قائل ہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ خلف وعید

خاص ہے اور کذب عام ہے، کیونکہ کذب بولتے تھے۔ قول خلاف واقع کو سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے۔ گاہ وعدہ، گاہ خبر اور سب کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے۔ انسان اگر ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہوگا۔ لہٰذا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔ اگرچہ بضمن کسی فرد کے ہو نساءً علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے کہ اس میں تکفیر علماء سلف آتی ہے۔ ہر چند یہ قول ضعیف ہے مگر تاہم متقدمین کے مذاہب پر صاحب دلیل قوی کو تضلیل صاحب دلیل ضعیف کی درست نہیں۔ دیکھو حنفی، شافعی پر اور بالعکس بوجہ قوت دلیل اپنی کے طعن و تضلیل نہیں کر سکتا۔ انا مومن ان شاء اللہ کا مسئلہ کتب عقائد میں خود لکھتے ہیں۔ لہٰذا ثالث کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیے۔ البتہ بزمی اگر فہمائش ہو بہتر ہے۔ البتہ قدرہ علی الکذب مع امتناع الوقوع۔ مسئلہ اتفاقیہ ہے کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں اگرچہ اس زمانے میں لوگوں کو الفاظ بے جا ہو گیا ہے۔

قال اللہ ولو شئنا لآتینا کل نفسٍ ھداھا ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین ۔(الآیہ)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہٗ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہٗ

مہر | رشید احمد |

ناظرین کرام! یہ فتویٰ دیوبندیوں کے قطب الاقطاب صاحب کا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔ کذب جنس ہے اور وعدہ، وعید، خبر اس کے انواع ہیں اور نوع کا وجود وجودِ جنس کو مستلزم ہے۔ لہٰذا وقوع کذب درست ہو گیا یعنی اللہ تعالیٰ جھوٹ بول چکا۔ اس فتویٰ کا ماحصل یہ ہے کہ دو شخص بحث کر رہے تھے۔ آیا اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے یا نہیں۔ ایک تیسرے آدمی نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حق میں جھوٹ کے وقوع کا قائل ہوں۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے پوچھا گیا کہ یہ الفاظ کہنے والا مسلمان ہے یا کافر؟ اور اگر مسلمان ہے تو بدعتی ہے یا اہل سنت و جماعت۔ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے گنگوہی صاحب نے فرمایا کہ یہ الفاظ کہنے والا کافر یا بدعتی نہیں ہو سکتا بلکہ وہ سنی مسلمان ہے۔ اگر اس کو کافر کہا جائے تو علمائے سلف کی تکفیر لازم آتی ہے

کیونکہ خلف وعید کو انہوں نے جائز رکھا ہے۔

اس فتویٰ میں گنگوہی صاحب نے کذب اور خلف وعید کو ایک ہی چیز سمجھا جو ان کی جہالت فی العلم کا بیّن ثبوت ہے۔ خلف وعید کو کذب کہتے ہیں مولوی محمود الحسن دیوبندی بھی گنگوہی صاحب کے ساتھ ہیں۔ (دیکھو براہینِ قاطعہ)

کذب اور خلف وعید کی بحث آئندہ اوراق میں آرہی ہے۔ اس فتویٰ کے متعلق دیوبندی حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ فتویٰ مولوی رشید احمد صاحب کا نہیں۔ بریلویوں نے خود تیار کیا اور چھپوا کر تقسیم کر دیا۔ (دیکھو فیصلہ کن مناظرہ ودیگر کتب دیابنہ)

مصنف چراغ سنت نے بھی اس کو نقل کیا ہے مگر ذرا لن ترانیوں کے ساتھ۔ چراغ ہدایت میں اس کا مکمل جواب دیا گیا اور دعوت دی گئی کہ آیئے ہم اس کا عکسی فوٹو دکھاتے ہیں مگر مولوی فردوس علی صاحب نے چراغ سنت کے دوسرے ایڈیشن میں لکھ دیا کہ عکس بھی جعلی ہے۔ میں نہیں مانتا، میں نہیں مانتا۔ اب بتایئے کہ میں نہ مانوں کا کیا علاج! اچھا اگر آپ ضد کرتے ہیں اور نہیں مانتے تو یوں کیجئے کہ گنگوہی صاحب کی دستی تحریر کا فوٹو "مکاتیب رشیدیہ ص ۱۰۲" موجود ہے جو دیوبندیوں نے خود اتارا ہے۔ یہ فوٹو جو ہمارے پاس ہے اور وہ جو آپ کے پاس ہے۔ یہ تحریر کے دونوں فوٹو کسی ماہر تحریر کے سامنے پیش کر کے فیصلہ کر لیتے ہیں۔ خرچہ ہمارے ذمہ۔ کیا یہ فیصلہ منظور ہے؟

رہا یہ سوال کہ گنگوہی صاحب نے اس کی تردید کر دی تھی تو یہ دیوبندیوں کی زاغ مفروضہ کی طرح عادت معروفہ ہے کہ ایک بات کہی اور پھر انکار کر دیا۔ اس کی ہزارہا مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں، ایک تازہ مثال ملاحظہ ہو:

اس وقت دیوبندی دو پارٹیوں میں بٹے ہوئے ہیں ایک پارٹی جماعتِ اسلامی کی حامی ہے اور دوسری مخالف۔ دیوبند میں مدرسہ دیوبندیہ کے مدرّسین اور ان کے اکثر تلامذہ مودودی صاحب کے خلاف ہیں اور عامر عثمانی دیوبندی ایڈیٹر "تجلّی" دیوبندی کی پارٹی مودودی پارٹی کی پوری ایجنٹ، یہی حال پاکستان میں بھی ہے۔ مولوی احمد علی صاحب صدر جمعیۃ العلماء اسلام مودودی صاحب کے سخت ترین مخالف ہیں۔

اور مولانا شبیر احمد عثمانی کے معتقدین مودودی صاحب کے موافق نیز قصور شہر میں بھی مولوی فردوس علی اور ان کے معتقدین مودودی صاحب کے مکمل حامی، مولوی فردوس علی صاحب جماعت اسلامی کی شان میں اکثر خطبے ارشاد فرمایا کرتے ہیں اور ان کے لٹریچر کے مطالعہ کی دعوت بھی دیتے رہتے ہیں۔ بلکہ درس قرآن پاک کا اور تبلیغ مودودیت کی، اس کی تردید میں بندہ نے ایک پمفلٹ شائع کیا تھا کہ "قرآن کو جال مت بناؤ" اور دوسری طرف مولوی طیب شاہ صاحب کوٹ مرادخاں وغیرہ مودودی صاحب کے سخت مخالف ہیں۔ وہ ملتان جا رہے تھے۔ گاڑی میں ایک ہی ڈبہ میں اکٹھے بیٹھنے کا اتفاق ہوا، دورانِ گفتگو میں مودودی صاحب کے متعلق سوال کیا، میں اس وقت مودودیت کے خلاف پمفلٹ شائع کر رہا تھا۔ تقریباً ہر مہینے ایک دو پمفلٹ لکھ کر چھپوا دیتا تھا تو طیب شاہ صاحب نے کہا کہ مجھے خود مودودی سے سخت اختلاف ہے۔ بہرحال دیوبندیوں کی یہ دونوں پارٹیاں ایک دوسرے کے خلاف فتوے بازیاں کرتی رہتی ہیں بس کچھ تفصیل آگے آئے گی۔

مولوی احمد علی صاحب لاہوری نے جب مودودی صاحب کے خلاف رسائل لکھے اور ثابت کیا کہ مودودی صاحب انبیاء کو گناہ سے معصوم نہیں سمجھتے، تو ایک دیوبندی مولوی نے جو مودودی صاحب کا حامی تھا صرف احمد علی پارٹی کو نیچا دکھانے کے لئے مولوی قاسم صاحب نانوتوی کی ایک عبارت ان کی کتاب تصفیۃ العقائد ص ۲۳ سے نقل کر کے دیوبند بھیجی اور فتویٰ طلب کیا اور یہ نہ بتایا کہ یہ عبارت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی ہے۔ مفتی دیوبند نے بے دھڑک اس کے قائل پر فتویٰ کفر صادر فرما دیا۔ جب وہ فتویٰ پاکستان پہنچا تو انہوں نے بطور اشتہار شائع کر دیا جو بلفظہٖ ہدیۂ ناظرین ہے:

اشتہار

دارالعلوم دیوبند کے مفتی کا مولانا محمد قاسم نانوتوی کو فتویٰ کفر

☆ یہ فتویٰ دیوبندیوں کے گلے میں مچھلی کے کانٹے کی طرح پھنس کر رہ گیا ☆

دارالافتاء دیوبند کی طرف سے جو فتویٰ موصول ہوا ہے، وہ درج ذیل ہے۔ مولانا محمد قاسم

صاحب دارالعلوم دیوبند کی عبارت:

"دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے، ہر قسم کا حکم یکساں نہیں، ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔ بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں۔ خالی غلطی سے نہیں"۔ (تصفیۃ العقائد، ص ۲۳)

۷۸۶

۴۱/د الجواب:

انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں۔ ان کو مرتکب معاصی سمجھنا العیاذ باللہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ نہیں، اس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریرات پڑھنا جائز بھی نہیں۔ فقط

(واللہ اعلم سید احمد سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند)

جواب صحیح ہے، ایسے عقیدے والا کافر ہے۔ جب تک وہ تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح نہ کرے اس سے قطع تعلق کریں۔ (مسعود احمد عفی عنہ)

(مہر دارالافتاء فی دیوبند الہند)

المشتھر: محمد عیسیٰ نقشبندی ناظم مکتبہ اسلامی لودھراں ضلع ملتان

جب یہ اشتہار شائع ہوا تو تمام دیوبندیوں کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں اور شور اٹھا کہ غلط ہے، غلط ہے، غلط ہے۔ جب مفتی دیوبند کو پتہ چلا، اوہ یہ تو

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

تو اعلان کر دیا کہ یہ جعلی ہے، جماعتِ اسلامی نے خود بنایا ہے۔ اس اعلان پر تبصرہ کرتے ہوئے دیوبند کا ماہنامہ "تجلی" لکھتا ہے۔

"اگر بعد میں یہ ثابت نہ ہو جاتا کہ یہ جسارت اور عقیدہ خود اپنے گھر کا ہے تو ہزار برس بعد بھی اس فتویٰ کو غلط نہ کہا جاتا"۔ ("تجلی" دیوبند، ماہ مئی ۱۹۵۶ء)

مذکورہ بالا فتویٰ سے دو چیزیں ظاہر ہو گئیں:

۱۔ مفتیانِ دیوبند فتویٰ لکھ کر پھر اس کا انکار کردیتے ہیں۔

۲۔ توہین آمیز کفریہ عبارات مفتیان دیوبند کے نزدیک بھی کفریہ اور توہین آمیز ہی ہیں مگر فرق صرف اتنا ہے کہ اگر یہ عبارات کوئی اور لکھے تو بلا شک وشبہ کافر اور اس کا نکاح فاسد لیکن اگر دیوبندیوں کے استاذ لکھیں تو عینِ اسلام۔ اس سے بڑھ کر بھی کوئی بددیانتی متصوّر ہوسکتی ہے؟ سچ ہے۔

تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامۂ سیاہ میں ہے

ناظرین! ان اکاذیب اور انکارات کا پورا منظر ہم کو المہند (جو کہ دیوبندیوں کی تصدیق شدہ کتاب ہے) میں ملتا ہے۔ جب دیوبندیوں کی توہین آمیز عبارات علمائے حرمین طیّبین کے سامنے پیش ہوئیں اور انہوں نے ان عبارات کو کفریہ قرار دیا تو دیوبندیوں نے دیکھا کہ ہماری سازشوں کا بیڑا غرق ہوا چاہتا ہے تو تمام دیوبندی مولویوں نے علمائے حرمین کو لکھا۔ یہ عقائد ہمارے نہیں ہیں اور وہ عقائد جو ان کی کتابوں میں مکمل درج ہیں۔ سب کا انکار کردیا۔ ہم دعوت دیتے ہیں کہ ایک طرف "تقویۃ الایمان"۔ "براہین قاطعہ"۔ "فتاویٰ رشیدیہ"۔ "بلغۃ الحیران"۔ "صراطِ مستقیم" وغیرہ رکھئے اور دوسری طرف "المہند" تو آپ کو صاف صاف ان توہین آمیز تحریروں سے انکار نظر آئے گا۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۱، جلد اوّل پر ہے کہ:

"محمد ابن عبدالوہاب کے عقائد عمدہ تھے، مذہب ان کا حنبلی تھا"۔

اور المہند میں ص ۱۹ پر ہے:

"ہمارے نزدیک محمد بن عبدالوہاب کا وہی حکم ہے جو صاحب ردّالمختار کا ہے۔ یعنی خارجی ہے یہی حال تمام کتاب کا ہے یعنی انکار ہی نکار اور پھر یہ دھوکہ علمائے حرمین شریفین کو، ادھر علمائے حرمین کو دھوکہ اور ادھر عوام کو گمراہ کرنے کے لئے اہلِ سنّت کا لبادہ، سچ ہے۔

لباسِ خضر میں یاں سینکڑوں رہزن بھی پھرتے ہیں
اگر دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

برادرانِ ملّت! یہ تھا علمائے دیوبند کا مسلک مسئلہ امکانِ کذب باری تعالیٰ میں، اب اس

کے متعلق علمائے اہل سنت کا عقیدہ ملاحظہ ہو:

اہل سنت کا عقیدہ:

قرآن کریم کی روشنی میں جمہور علمائے حقہ اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ کذب (جھوٹ) عیب اور نقص ہے اور اللہ تعالیٰ تمام عیوب ونقوص سے پاک ہے۔ اس کی تمام صفات واجبہ ہیں ممکنہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کے حق میں امکان کذب کا عقیدہ کفر و ارتداد ہے۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے:

۱۔ وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثاً۔

کلام میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کون ہے۔

۲۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لا يفلحون۔

بے شک جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ بخشے نہیں جائیں گے۔

۳۔ متاعٌ قَلِيْلٌ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

تھوڑا برتنا ہے اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے۔

لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔

جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔

ان آیات سے کذب کی برائی ظاہر ہے اور بری چیز کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا شانِ الوہیت میں سخت گستاخی اور بے ادبی ہے۔

۴۔ حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر (مفاتیح الغیب) ص ۲۵۶ جلد ۵ زیر آیت

وَظنوا انهم قد كذبوا فرماتے ہیں:

ان المؤمن لا يجوز ان يظن باالله الكذب ، يخرج بذالك من الايمان۔

کسی مومن کے لئے جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا گمان کرے۔ اس گمان سے ایمان سے خارج ہوگا۔

۵۔ اسی تفسیر کبیر میں آگے چل کر فرماتے ہیں:

ان العقلاء اجمعوا علی انه منزه من الکذب۔

عقلاء نے اللہ تعالیٰ کے کذب سے پاک ہونے پر اجماع کیا ہے۔

۶۔ حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

الکذب علیه تعالٰی محال۔

جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

۷۔ اور شرح عقائد جلالی میں ہے:

امکان المحال محال۔

محال کا امکان بھی محال ہے۔

علامہ ملّا علی قاری اور علامہ جلال دوانی کی ان تصریحات سے ثابت ہو گیا کہ جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال ہے اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ محال قدرت کے تحت داخل نہیں۔

۸۔ علامہ کمال الدین مسامرہ ص ۶۵ جلد ۲ پر فرماتے ہیں:

ولا یوصف الله تعالٰی بالقدرة علی الظلم و السفه واکذب لان المحال لا یدخل تحت القدرت۔

اللہ تعالیٰ کو ظلم، بے وقوفی، جھوٹ سے متصف نہیں کیا جا سکتا کیونکہ محال قدرت کے تحت داخل نہیں۔

۹۔ یہی الفاظ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فقہ اکبر میں فرمائے ہیں۔

۱۰۔ عقائد کی مشہور کتاب عقائد عضدیہ کے ص ۲۲ جلد ۲ میں ہے۔

والکذب نقص والنقص علیه محال فلا یکون من الممکنات و لا تشتمله القدرة۔

کذب نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے ممکن نہیں اور قدرت باری اس کو شامل نہیں۔

۱۱۔ شرح مواقف ص ۶۰۴ میں ہے:

انّهٗ نقص و النقص علیه محال اجماعاً۔

۱۲۔ اسی طرح علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں فرمایا ہے:

انّہٗ نقص مستحیلٌ علی اللہ تعالیٰ۔

۱۳۔ شرح عقائد جلالی میں ہے:

ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال ولا الجہل ولا الکذب لانہا نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال۔

اللہ تعالیٰ پر حرکت، انتقال، جہل، کذب صحیح نہیں، اس لئے کہ یہ نقائص ہیں اور نقائص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

نوٹ: ناظرین مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہو گیا کہ

۱۔ کذب نقص ہے۔

۲۔ نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

۳۔ محال قدرت کے تحت داخل نہیں۔

یہ ہے عقیدہ جمہور علمائے ملّت اسلامیہ کا، معتزلیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کذب پر یقدر ولا یفعل جھوٹ بولنے پر قادر ہے مگر بولتا نہیں۔ یعنی کذب قدرت کے تحت داخل ہے اور یہی عقیدہ ہے علمائے دیوبند کا۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۹ جلد ا،

"کذب داخل تحت قدرت ہے"۔

بلکہ یہ لوگ معتزلیوں سے بھی ایک قدم آگے ہیں۔ وہ تو صرف جھوٹ کو قدرت کے تحت داخل جانتے ہیں اور یہ جھوٹ کو اللہ تعالیٰ کے لئے کمال تصوّر کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو رسالہ یک روزی ص ۱۴۵ مصنفہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی:

"عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہٗ می شمارند و اورجل شانہ بآں مدح می کنند بخلاف اخرس و جماد کہ ایشاں را کسے بعد کذب مدح نمیکند و ظاہر است کہ صفت کمال ہمیں است کہ شخصے قدرت بر تکلم کلام کاذب می دارد و بناء بر رعایت مصلحت و مقتضائے حکمت بے تنزیہ از شوب کذب تکلم بکلام کاذب نمی نماید ہمہ شخص ممدوح می گردد و خلاف

کسے کہ او سان او ماؤف شدہ باہر گاو ارادہ تکلم کلام کاذب می نماید آواز او بندی گردد یا کسے دیگر دہن او را ابند نماید، ایں اشخاص نزد عقلاء قابل مدح نیستند "۔

ترجمہ: جھوٹ نہ بولنے کو اللہ تعالیٰ کے کمالات سے گنتے ہیں۔ اس سے اس کی مدح کرتے ہیں بخلاف گونگے اور پتھر کے اور صفت کمال یہی ہے کہ جھوٹ پر قدرت رکھتے ہوئے بلحاظ مصلحت اس کے آلائش سے بچنے کے لئے جھوٹ نہ بولے وہی شخص قابل تعریف ہوتا ہے۔ بخلاف اس کے کہ جس کی زبان ماؤف ہوگئی ہو یا جب کبھی جھوٹ بولنے کا ارادہ کرے۔ اس کی آواز بند ہو جائے یا کوئی اس کا منہ بند کر دے۔ یہ لوگ عقل مندوں کے نزدیک قابل تعریف نہیں ہیں "۔

مولوی اسمٰعیل صاحب کی اس عبارت کو مولوی محمود الحسن نے اپنی کتاب جھد المقل میں نقل کیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:

" جو لوگ جھوٹ نہ بولنے کو اللہ تعالیٰ کا کمال سمجھتے ہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ کی مدح کرتے ہیں یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کو جھوٹ بولنے پر قادر نہیں سمجھتے اور اس کا جھوٹ بولنا محال جانتے ہیں یہ اللہ کی تعریف نہیں ہو سکتی اور نہ یہ کوئی کمال ہے۔ بلکہ کمال تو یہ ہے کہ قدرت رکھتے ہوئے کسی مصلحت کے سبب اس کی آلائش سے بچنے کے لئے جھوٹ نہ بولے "۔

معلوم ہوا کہ مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا محال نہیں اور یہی کہا ہے مولوی اسمٰعیل نے اسی رسالہ یک روزی کے ص ۱۴۵ پر:

"لا نسلّم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد "۔

ترجمہ: ہم نہیں مانتے کہ جھوٹ بولنا محال بمعنی مسطور (تحت قدرت الٰہی نہیں)"۔

آگے لکھتے ہیں:

"والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد "۔

ترجمہ: اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو یہ لازم آئے گا کہ انسان کی قدرت اللہ کی قدرت سے بڑھ جائے "۔

یعنی جو کام آدمی کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ بھی کر سکتا ہے اور مولوی خلیل احمد صاحب نے بھی اپنی

جہالت کے تحت اُس کلیہ (جو مقدور العبد ہے وہ مقدور اللہ ہے) کا ترجمہ بھی یہی کیا ہے کہ جو کام آدمی کر سکتا ہے، اللہ بھی کر سکتا ہے یعنی کھانا، پینا، سونا، اٹھنا، بیٹھنا، چوری، فساد، ڈاکہ، شادی کرنا، بچے جننا وغیرہ وغیرہ۔ (نعوذ باللہ تعالیٰ عن ذالک علواً کبیراً)

ناظرینِ کرام! اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ دیو بندیوں کے نزدیک:

۱۔ جو کام انسان اپنے لئے کر سکتا ہے، خدا بھی اپنے لئے کر سکتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا محال نہیں، بلکہ بول سکتا ہے۔

اور جمہورِ علمائے اسلام کے نزدیک

۱۔ جھوٹ عیب ہے۔

۲۔ عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

۳۔ محال قدرت کے تحت داخل نہیں۔

۴۔ امکان کذب وجوب ذاتی کے منافی نہیں۔

۵۔ اور جو وجوب ذاتی کے منافی ہو اس سے اللہ تعالیٰ کا موصوف ہونا جائز نہیں۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کی صفات واجبہ بلقیدیہ ہیں۔

۷۔ اور اگر امکانِ کذب الٰہی مانیں تو پھر اس کا عمل حوادث ہونا لازم آئے گا۔ جو یقیناً باطل و مردود ہے۔

خُلفِ وعید:

دیو بندی حضرات کا امکانِ کذب الٰہی کو خُلف وعید کی فرع ماننا اور پھر یہ کہنا کہ چونکہ بعض متأخرین نے خلف وعید کو جائز سمجھا ہے لہٰذا امکان کذب باری تعالیٰ بھی جائز ہے۔ ان کی سراسر جہالت کا ثبوت ہے۔ انہوں نے خلفِ وعید اور امکانِ کذبِ الٰہی کو ایک ہی چیز تصور کیا ہے۔ حالانکہ خلف وعید اور امکان کذب دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جن علماء نے خلف وعید کو جائز کہا وہی اس کے ساتھ ساتھ امکان کذب الٰہی کو محال فرما رہے ہیں۔ اگر وہ امکانِ کذب الٰہی کو خلف وعید کی فرع مانتے تو ہرگز ہرگز امکانِ کذب کو محال نہ کہتے۔ معلوم ہوا کہ وہ ان کو دو علیحدہ علیحدہ چیزیں

مانتے تھے۔ دیکھئے شرح مقاصد میں یہ لکھا ہے:

"ان المتاخرین منهم یجوزون الخلف فی الوعید"۔

وہیں آگے چل کر یہ الفاظ موجود ہیں کہ:

"الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء و هو علی الله تعالٰی محال"۔

مواقف میں ہے:

"لا یعد الخلف فی الوعید نقصاً"۔

اسی مواقف میں یہ عبارت بھی پڑھئے:

"انه تعالٰی یمتنع علیه الکذب اتفاقاً"۔

بالاتفاق کذب باری تعالٰی محال ہے۔ اور پھر جو علمائے ملت خلف کو جائز جانتے تھے وہ صرف وعید میں ہی جواز کے قائل تھے۔ وعدہ میں نہیں، کیونکہ وعید سے مراد اخبار نہیں، انشاء تخویف و تہدید ہے۔ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں ہے:۔

"الخلف فی الوعید جائز فانّ الخلف فیه نقص مستحیل علیه سبحانه و ردّ بان ایعاد الله خبر فهو صادق قطعاً لاستحالة الکذب هناك واعتذر بان کونهٗ خبراً ممنوع بل هو انشاء للتخویف فلا بأس حنیئذ فی الخلف"۔

یعنی عقلاء کے نزدیک وعید میں خلف جائز ہے اور وعدہ میں نہیں کیونکہ خلف فی الوعد نقص ہے اور نقص اللہ تعالٰی پر محال لیکن وعید کی خبر خبر نہیں انشاء تخویف ہے۔ اور تفسیر بیضاوی انوار التنزیل، روح البیان اور شرح عقائد وغیرہ میں آیاتِ وعید کے متعلق صاف صاف تصریح موجود ہے کہ یہ آیات عفو سے مقید و مخصوص ہیں، یعنی جنہیں معاف نہ فرمائے گا وہ سزا پائیں گے۔ امکان کذب تو تب ہوتا اگر حتماً وعید فرمائی جاتی۔ اب جب یہ مقید بعدم عضو ہو گیا، چاہے وعید واقع ہو نہ ہو، اس کا کلام یقیناً یقیناً سچ ہے،

صاحب روح المعانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"کذب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف بالکلیہ محال ہے"۔

ناظرین! مندرجہ بالا تفصیلی بحث سے ثابت ہوگیا کہ دیوبندیوں کا عقیدہ امکان کذب الٰہی باطل اور خیال فاسد ہے۔ جس پر جمہور علمائے ملّت اسلامیہ متفق ہیں۔

۳۔ دیوبندی عقیدہ:

اللہ تعالیٰ جہت اور مکان سے پاک نہیں۔

دیوبندی مذہب کے امام اکبر مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنے رسالہ ایضاح الحق کے ص ۳۵ پر لکھتے ہیں:

"تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و اثبات روئت بلا جہت و محاذات.......... ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است۔ اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ فی شمارد"۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان و جہت سے پاک جاننا اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کو بلا جہت و محاذات ماننا یہ عقیدہ بدعات حقیقیہ سے ہے، جب کہ ان اعتقادات کو عقائد دینیہ سے شمار کرے"۔

معلوم ہوا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جہت و مکان وغیرہ سے پاک جاننا بدعت حقیقی یعنی گمراہی ہے۔

اب ہم صرف اس انتظار میں ہیں کہ دیوبندی مصنفین اپنی پٹاری سے ایک فتویٰ نکالیں اور اپنے الامہ شہید کو اس میں لپیٹ دیں۔ کیا وہ ایسا کریں گے؟

اہل سنت کا عقیدہ:

اللہ تعالیٰ مکان و جہت سے پاک و منزہ ہے، قیامت کے دن اس کا دیدار بھی بلا جہت و محاذات ہوگا، یہی عقیدہ جمہور علمائے اسلام کا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو فتاویٰ عالمگیری ص ۲۵۰، جلد ۲:

"یکفر باثبات المکان للّٰہ تعالیٰ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے مکان کا اثبات کرنا کفر ہے۔ نیز شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ

علیہ تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۵۵ میں فرماتے ہیں:

"عقیدہ سیز دہم آنکہ حق تعالیٰ را مکان نیست و او را جہت از فوق و تحت متصور نیست و ہمیں است مذہب اہل سنت و جماعت"۔

ترجمہ: اہل سنت و جماعت کا مذہب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے فوق، تحت، جہت، مکان نہیں ہے ان کے علاوہ عقائد کی تمام کتابوں میں یہ مسئلہ اسی طرح موجود ہے۔

۴۔ دیوبندی عقیدہ:

تمام باتیں لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی نہیں۔

دیوبندیوں کے قطب الاقطاب مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگردِ اعظم مولوی حسین علی واں بھچراں اپنی تفسیر بلغۃ الحیران صفحہ نمبر ۱۵۷، ۱۵۸ پر یوں رقم طراز ہیں:

"کل فی کتب مبین"

یہ علیحدہ جملہ ہے، ماقبل کے ساتھ متعلق نہیں تا کہ یہ لازم آئے کہ تمام باتیں اوّلاً کتاب میں لکھی ہوئی ہیں۔ جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے لکھ رہے ہیں۔

ناظرین! مولوی بھچری کی اس عبارت سے دو چیزیں بدلبۂ سامنے آ گئیں۔

۱۔ یہ کہ دیوبندیوں کے نزدیک مسئلہ تقدیر کا کوئی وجود نہیں۔

۲۔ یہ کہ دیوبندی اہل سنت و جماعت نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ مولوی حسین علی کی یہ عبارت کہ:

"جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے"۔

اور پھر اس اہل سنت و جماعت کے عقیدہ سے انکار صاف صاف بتا رہا ہے کہ دیوبندی عقائد اہل سنت کے خلاف ہیں۔ مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ میں بھی یہ لوگ معتزلہ کے ساتھ رہے اور یہاں بھی یہی حال ہے یعنی مسئلہ تقدیر میں جو مسلک معتزلہ کا ہے وہی دیوبندیوں کا ہے، وہ بھی منکر، یہ بھی منکر ....

اہل سنت کا عقیدہ:

اللہ تعالیٰ نے ازل سے سب چیزوں کو لوح محفوظ پر لکھ دیا ہے، چنانچہ سورۂ حدید میں ہے:

"مااصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأها اِنَّ ذالك علی اللّٰه یسیر۔

ترجمہ: زمین اور تمہاری جانوں میں کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر ہم نے اس کو پیدا ہونے سے پہلے ہی لکھ دیا ہے۔ بے شک یہ اللہ پر بڑا ہی آسان ہے۔

اور رہا یہ کہ کل فی کتب مبین علیحدہ جملہ ہے تو اس کی کیا دلیل؟ بلکہ اگر بالفرض اس کو علیحدہ بھی مان لیں پھر بھی یہ حقیقت دیگر آیات واحادیث سے روز روشن کی طرح ثابت ہے اور اس کا انکار متعصب منکر کے سوا اور کون کر سکتا ہے۔

۵۔ دیوبندی عقیدہ:

اللہ تعالیٰ مولوی رشید کے تابع ہے۔

جب مولوی رشید احمد گنگوہی مر کر مٹی میں مل گئے تو تمام دیوبندیوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی اور مولوی محمود الحسن صاحب صدر دیوبند نے "مرثیہ" لکھا۔ اس میں مولوی رشید احمد کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ؎

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا
میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی

(مرثیہ محمود الحسن ص ۱۴)

یعنی جدھر مولوی رشید احمد مائل ہوتا ہے حق تعالیٰ بھی ادھر ہی مائل ہوتا ہے۔ گویا حق تعالیٰ رشید احمد کے تابع ہے۔ (نعوذ باللہ)

ایک دفعہ میں نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کی رضا چاہتا ہے تو دیوبندیوں نے وہ شور برپا کیا کہ الامان، الحفیظ، دیکھئے، مولوی شریف نے اللہ کو حضور کے تابع بنا دیا۔ اس نے نبی کو خدا سے بڑھا دیا۔ حالانکہ میں نے اس کے لئے قرآن کریم کی دو آیتیں اور ایک

حدیثِ قدسی بھی پیش کیں جو ملاحظہ ہوں:

۱۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔

۲۔ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا۔

حدیثِ قدسی:

كلهم يطلبون رضائي و انا اطلب رضاك يا محمد۔

مگر اس کے باوجود بھی کفر و شرک کی مشینیں گولے برسانے لگیں۔

کیا کسی دیوبندی پٹاری میں مولوی محمود الحسن کے لئے کوئی فتویٰ ہے؟ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو مولوی رشید احمد کے تابع سمجھتے ہیں۔

۶۔ دیوبندی عقیدہ:

مولوی رشید احمد خدا ہے اور اس کی قبر طور ہے اور مولوی محمود الحسن موسیٰ علیہ السلام۔

اسی مرثیہ کے ص ۷ اپر مولوی محمود الحسن نے لکھا ہے:

تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار ارنی میری دیکھی بھی نادانی

یعنی رشید احمد گنگوہی کی قبر طور ہے اور پھر ارنی کہنے والے مولوی محمود الحسن موسیٰ علیہ السلام ہیں اور مولوی رشید اللہ تعالیٰ (لعنت بلعنت)

اگر کوئی سُنّی مسلمان کسی مزار پر فاتحہ پڑھے تو مشرک، گیارہویں کا ختم دلائے تو مشرک، میلاد منائے تو مشرک اور دیوبند کے صدر صاحب مولوی رشید کو خدا بنا ڈالیں اور خود موسیٰ علیہ السلام بن بیٹھیں اور قبر کو طور، تو یہ عین توحید ہے کیوں؟ اس لئے کہ دیوبندی مولوی نے لکھا ہے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

۷۔ دیوبندی عقیدہ:

مولوی رشید احمد مخلوق کا پالنے والا ہے۔

اسی مرثیہ کے صفحہ ۱۲ پر ہے۔

خدا ان کا مربّی وہ مربّی تھے خلائق کے
میرے مولا میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

یعنی اللہ تعالیٰ صرف مولوی رشید احمد کو پالتا تھا اور آگے مولوی رشید احمد تمام جہان کے مربّی یعنی پالنے والے ہیں۔

۸۔ دیوبندی عقیدہ: دیوبندیوں کا کعبہ گنگوہ ہے۔

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا راستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

یعنی دیوبندی کعبۃ اللہ پہنچ کر بھی رشید احمد گنگوہی کے شہر کا پتہ پوچھتے رہتے ہیں۔

(مرثیہ صفحہ ۱۳)

ناظرین! یہ ہے وہ دیوبندی توحید جس کی ہر روز رٹ لگائی جاتی ہے۔ اور بلند و بانگ دعوے کئے جاتے ہیں کہ ہم ہی پکے موحد ہیں اور باقی سارا جہاں مشرک! اگر سید عالم ﷺ کی شان والا تبار میں الفاظ کہے جائیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام نعمتوں کے قاسم ہیں کسی کو جو کوئی نعمت ملتی ہے مصطفیٰ ﷺ کے وسیلہ سے ملتی ہے۔ تو شرک شرک، کفر کفر کے فتوے حرکت کرنے لگتے ہیں۔ اب ہم منتظر ہیں کہ کب کسی دیوبندی کی پٹاری سے کوئی فتویٰ نکلے اور مولوی محمود الحسن صدر دیوبند کی خدمت میں پیش ہو۔ مگر یہ کیسے ہوسکتا ہے فتوے تو سارے بریلویوں کے لئے وقف ہیں۔ یعنی اگر سنّی بریلوی حضور علیہ السلام کو صرف وسیلۂ عظمیٰ ہی مانے تو کافر، مشرک، لیکن دیوبندیوں کے صدر...... رشید احمد کو بناڈالیں تو ...... یہ عین توحید ہے۔

آپ ہی اپنی جفاؤں پر ذرا غور کریں
ہم اگر بات کریں گے تو شکایت ہو گی

۹۔ دیوبندی عقیدہ:

اللہ تعالیٰ ہمیشہ عالم الغیب نہیں ہے۔

"اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے، یہ اللہ صاحب ہی کی شان نرالی ہے۔" (تقویۃ الایمان، ص ۲۳، مولوی اسمٰعیل دہلوی)

معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا علم قدیم وواجب نہیں، اسمٰعیل کے یہ الفاظ کہ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو، یعنی اس کو غیب معلوم کرنے کا اختیار ہے۔ جب چاہے کر لے، اور جب نہ چاہے تو...... اور پھر لفظ اختیار صاف صاف بتا رہا ہے کہ مولوی اسمٰعیل کے نزدیک خدا تعالیٰ کی یہ صفت اختیاری ہے واجبہ نہیں اور اختیار حدوث کو مستلزم ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا علم قدیم نہیں، حادث ہے اور وہ ہر وقت عالم الغیب نہیں، جب چاہتا ہے دریافت کر لیتا ہے ورنہ جاہل۔ (نعوذ باللہ الف الف مرة)

اہل سنّت کا عقیدہ:

جو کوئی اللہ تعالیٰ کو ایک لحہ کے لئے بے علم مانے وہ کافر ہے، مرتد ہے کیونکہ اس کا علم قدیم ہے، حادث نہیں، اس کی تمام صفات واجبہ میں ممکنہ نہیں، چنانچہ فتاویٰ عالمگیری ص ۲۵۸ ج ۲ میں ہے:

"و یکفر اذا وصف اللہ تعالٰی بما لا للیق بہ او نسبہ الی الجھل او العجز والنقص"۔

ترجمہ: "جو اللہ تعالیٰ کو جہالت عجز اور نقص سے منسوب کرے جو کہ اس کی شان کے لائق نہیں تو کافر ہوگا"۔

اسی فتاویٰ کے ص ۲۶۲ جلد ۲ میں ہے۔

"لو قال علم خدائے قدیم نیست یکفر"۔

ترجمہ: "جو کہے کہ اللہ کا علم قدیم نہیں ہے، کافر ہے"۔

فتاویٰ تاتارخانیہ میں یونہی موجود ہے۔

۱۰۔ **دیوبندی عقیدہ: اللہ تعالیٰ برے کام بھی کر سکتا ہے۔**

"افعال قبیحہ مقدور باری تعالیٰ ہیں"۔ (الجہد المقل ص ۸۳، جلد اوّل مصنفہ محمود الحسن دیوبندی)

معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ چوری، شراب خوری، زنا وغیرہ کر سکتا ہے۔

ناظرینِ کرام! آپ نے مندرجہ بالا دس تصریحات سے دیو بندیوں کے توحیدِ باری تعالیٰ میں قدر نظریات ملاحظہ فرما لئے۔ اب ان لوگوں کے وہ نظریات جو انہوں نے سید عالم ﷺ اور دیگر انبیائے کرام و اولیائے عظام کے متعلق قائم کیے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

۱۱۔ دیو بندی عقیدہ:

☆ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کروڑوں ہو سکتے ہیں۔

☆ حضور علیہ السلام کا مثل ممکن ہے۔

☆ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظیر ممکن ہے۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی مرشدِ اعظم مولوی فردوس علی اپنی کتاب "تقویۃ الایمان" کے ص ۱۰ پر لکھتے ہیں:

"اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی، جن اور فرشتے جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے"۔

مولوی اسماعیل کی تائید میں مولوی فردوس علی صاحب "حیات النبی" کے صفحہ ۹۲ پر لکھتے ہیں:

"اگر ساری مخلوقات جیسی ہزاروں مخلوقات پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہے تو رسول اللہ ﷺ کی نظیر کا ممکن ہونا بھی ثابت ہو گیا"۔

مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی اپنی کتاب "براہین قاطعہ" کے ص ۳ پر یوں رقمطراز ہیں:

"حضور علیہ السلام کی نظیر ممکن ہے"۔

ان تین حوالہ جات سے صاف ظاہر ہو گیا کہ مولوی اسمٰعیل، مولوی خلیل احمد اور مولوی فردوس علی وغیرہم کے نزدیک حضور علیہ السلام کا مثل ہو سکتا ہے۔

اہلِ سنت کا عقیدہ:

سیّد عالم ﷺ خاتم النبیین، رحمۃ للعٰلمین، شفیع المذنبین ہیں۔ لہٰذا حضور کی مثل محال بالذات ہے۔ تمام مفسّرین نے اس آیت:

"ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین"

کے تحت تصریح فرمائی ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل محال بالذات ہے اور محال قدرت کے تحت داخل نہیں۔

"ولا یلزم منہ عجز القادر المطلق"

اور اس سے اللہ تعالیٰ کا عجز لازم نہیں آتا۔ بلکہ یہ امر بسبب محال ہونے کے اس کی قدرت سے متعلق نہیں ہوسکتا۔ اس مسئلہ میں تمام علماء سلف وخلف متفق ہیں۔ چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فقہِ اکبر میں علامہ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "المعتمد فی المعتقد" سے نقل کیا ہے:

"قائل امکان مثلہ صلی اللہ علیہ وسلّم کافر"

"حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے امکانِ مثل کا قائل کافر ہے۔

اور اسی شرح فقہ اکبر میں ایک قول حضرت علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کا درج ہے آپ فرماتے ہیں:

"اگر سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مثل کے امکان کا عقیدہ رکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد وخاتم النبیین کی تکذیب ہوگی اور قرآن کریم کی آیات کی تکذیب کفر ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَ مَنْ اَظْلَمُ ممن افتری عَلَی اللّٰہِ الکذب"۔

ترجمہ: اور جو اللہ پر افتراء باندھے جھوٹ کا اس سے زیادہ ظالم کوئی نہیں"۔

نیز شرح منہاج سے علامہ ملاّ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی نقل کیا ہے کہ:

ترجمہ: "حضور علیہ السلام کے امکان مثل کا قول کفر ہے"۔

اس مسئلہ پر علاّمہ مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب "امتناع نظیر" صلی اللہ علیہ وسلم تحریر فرمائی جس کا مطالعہ ہر مومن کے لئے ضروری ہے۔

دوسوال:

دیوبندی مولویوں نے اپنے مرشد مولوی اسمٰعیل صاحب سے دو آیتیں یاد کررکھی ہیں۔ جن

کو بلا سوچے سمجھے محض جہالت کے طور پر مسئلہ امکان مثل صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بطور دلیل پیش کرتے رہتے ہیں:

۱۔ اَوَ لَيْسَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ بِقَادِرٍ علی ان یخلق مثلهم بلى وهو الخلق العليم ـ انما امره اذا اراد شيئا ان يقول له كن فيكون۔

ترجمہ: اور کیا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے ان جیسے اور نہیں بنا سکتا؟ کیوں نہیں! وہی ہے بڑا پیدا کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا، اس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اس سے فرمائے ہو جا، فوراً ہو جاتی ہے۔

۲۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر۔

ان دو آیتوں سے سارے دیوبندیوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ:

"اگر ساری مخلوقات جیسی ہزاروں مخلوقات پیدا کرنا اللہ کی قدرت میں داخل ہے تو رسول اللہ ﷺ کی نظیر کا ممکن ہونا بھی ثابت ہو گیا"۔

حالانکہ تمام تفاسیر معتبرہ میں صاف طور پر موجود ہے کہ آیت اولیٰ قیامت سے متعلق ہے اور اس کی تائید کرتی ہے۔ قرآن کریم کی یہ آیت جو سورۂ حٰم الاحقاف میں ہے:

اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خلق السمٰوات والارض و لم يعى بخلقهن بقدر على ان يحى الموتٰى - بلى ان الله على كل شئ قدير۔

ترجمہ: کیا انہوں نے نہ جانا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور ان کے بنانے میں نہ تھکا۔ قادر ہے کہ مردے جلائے، کیوں نہیں بے شک وہ ہر شے پر قادر ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ آیت احیاءِ موتی سے متعلق ہے اور اس کو سیدِ عالم ﷺ کے امکانِ نظیر کے ثبوت میں پیش کرنا بالکل غلط ہے کیونکہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قبرِ انور میں جسم منور کے ساتھ زندہ ہیں، جب زندہ ہیں تو زندہ کرنے کا کیا معنیٰ؟ ایک طرف تو دیوبندی مولوی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم حضور کو مردہ نہیں زندہ سمجھتے ہیں اور دوسری طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مُردوں میں شامل کرتے ہیں۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

اور آیت ان اللہ علی کل شیء قدیر میں مفسرین نے فرمایا ہے کہ کل شیء شائہ قدیر، یہ الفاظ جلالین شریف کے ہیں اور اسی طرح باقی مفسرین نے بھی تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہے اس پر قادر ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ عاجز ہے بلکہ یہ کہ اگر نبی کریم ﷺ کا مثل مانا جائے تو لامحالہ اس کو بھی خاتم النبیین ماننا ہوگا۔ اور خاتم النبیین حضور علیہ السلام کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے۔ خاصہ کیا ہوتا ہے، اگر مولوی دیوبندی اس کو سمجھ لیتے تو شاید یہ مذموم عبارت لکھ کر قرآن کریم کی تکذیب نہ کرتے مگر سمجھیں کیا، ان کو تو فیروز اللغات کی لغات ہی یاد کرنے سے فرصت نہیں ملتی اور ان کا شب و روز کا مشغلہ بس یہی ہے۔ تفاسیر و احادیث سے انہیں کیا تعلق؟ بس ناقل ہیں جو مکھیاں مولوی اسماعیل اور مولوی رشید احمد اور ملا منظور نے ماری ہیں ان کو انہوں نے مسل دیا ہے۔ جہاں کہیں کوئی حدیث پاک کی عبارت نظر پڑی، کہیں سے الفاظ دیکھے، اگر وہ غلط لکھے ہیں تو غلط ہی درج کر دیئے۔ اصل کتاب کو دیکھنا کہاں نصیب اور مولوی اسمٰعیل صاحب کے یہ الفاظ کہ:

"اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی، جن اور فرشتے، جبرائیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔"

کسی تشریح کے محتاج نہیں اور یہ الفاظ جس مرضِ قلبی کا پتہ دے رہے ہیں، وہ بظاہر ہے۔

"کروڑوں محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے"۔

کیسی بے حیائی اور جراٴت ہے سیدِ عالم کی شان اقدس میں۔

مولوی انور شاہ صاحب دیوبندی کہتے ہیں:

"ان التھور فی عرض الانبیاء کفر و ان لم لقصد السب" (اکفار الملحدین)

ترجمہ: "اگرچہ بے ادبی کی نیت نہ کرے صرف جراٴت کرنا ہی انبیاء کی شان میں کفر ہے"۔

"یٰا قوم الیس منکم رجل رشید"

اور اس کے باوجود دیوبندیوں کے تاویلی مولویوں کا دعویٰ ہے کہ یہ عبارت قرآن کریم کے عین مطابق ہے اور اس کے لئے ہزارہا آیات و احادیث پیش کی جا سکتی ہیں۔ (العیاذ باللہ)

مولوی صاحب! خدا کا خوف کیجئے، اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے۔ کیوں اسماعیل کے کفریات کو اسلام ثابت کر کے اپنی عاقبت بھی خراب کر رہے ہو۔

ڈرو خدا سے ڈرو خوف کبریا سے ڈرو
نبی کی غصے میں ڈوبی ہوئی نگاہوں سے ڈرو

۱۲۔ دیوبندی عقیدہ:

مولوی رشید احمد گنگوہی، حضور علیہ السلام کا ثانی ہے۔

زبان پر اہل اھوا کی ہے کیوں اعل ہبل شاید
اٹھا دنیا سے کوئی بانیء اسلام کا ثانی

(مرثیہ مولوی محمود الحسن، ص ۶)

معلوم ہوا کہ دیوبندی مولوی، رشید احمد کو (سیّد عالم ﷺ) کا ثانی سمجھتے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

۱۳۔ دیوبندی عقیدہ:

حضور علیہ السلام مولوی اشرف علی کی طرح تھے۔

"حضور علیہ السلام ہمارے مولانا تھانوی کی شکل ہیں" (اصدق الرؤیا، ص ۲۵)

"آپ کا قد مبارک، رنگت اور چہرہ شریف اور تن شریف حضرت مولانا اشرف علی جیسا تھا"۔ (اصدق الرؤیا، ص ۵)

اہل سنت کا عقیدہ:

حضور علیہ السلام کی مثل اور نظیر محال ہے۔ جو مخلوق میں کسی کو حضور کا ثانی سمجھے اور حضور کے بے مثل ہونے کا قائل نہ ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

۱۴۔ دیوبندی عقیدہ:

"حضور علیہ السلام کسی چیز کے مختار نہیں"۔

"جو ان کاموں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے۔ محمد یا علی نہیں اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ

کسی چیز کا مختار نہیں"۔ (تقویۃ الایمان، ص ۴۷)

اہل سنت کا عقیدہ:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو تمام اختیارات عطا فرمادیے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باذن اللہ مختار کل ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علی الاطلاق یہ کہہ دینا کہ وہ کسی چیز کے مالک ومختار نہیں سخت بے ایمانی ہے اور قرآن پاک کی متعدد آیات کا انکار ہے۔ سورۂ توبہ میں پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے:

۱۔ وما نقموا الا ان اغنهم الله و رسوله من فضله فان يتوبوا يك خيرا لّهم وان يتولوا يعذبهم الله عذابا اليما۔ لا فى الدنيا والآخرة وما لهم فى الارض من ولى ولا نصير۔

ترجمہ: اور انہیں کیا برا لگا یہی نا! کہ اللہ ورسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کردیا تو اگر وہ توبہ کریں تو ان کا بھلا ہے اور اگر منہ پھیریں تو اللہ انہیں سخت عذاب کریگا۔ دنیا وآخرت میں اور زمین میں کوئی نہ ان کا حمایتی ہوگا۔

۲۔ قاتلوا الذين لا يؤمنون باالله و لا باليوم الآخر ولا يحرّمون ما حرّم الله و رسوله، ولا يدينون دين الحق من الذين اوتوا الكتب حتى يعطوا الجزية عن يدوّ هم صاغرون۔

ترجمہ: لڑو ان سے جو ایمان نہیں رکھتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے۔ یعنی وہ جو کتاب دیئے گئے جب اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں ذلیل ہوکر"۔

۳۔ "انّا اعطينك الكوثر"۔

ترجمہ: اے محبوب! بے شک ہم نے آپ کو کثرتیں عطا فرمائیں"۔

۴۔ الذين يتبعون الرسول النبى الامى الذى يجدونه مكتوبا عندهم فى التورة والانجيل يامرهم بالمعروف وينهاهم عن المنكر و يحل لهم الطيبت

و یحرم علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلل التی کانت علیھم فالذین آمنوا بہ و عزروہ و نصروہ و اتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون۔

ترجمہ: جو رسول کریم کی پیروی کریں گے اور اس کے ظہور کی خبر اپنے یہاں توریت اور انجیل میں لکھی پائیں گے، وہ انہیں نیکی کا حکم دے گا اور برائی سے نکلے گا، پسندیدہ چیزیں حلال کرے گا اور گندی چیزیں حرام ٹھہرائے گا۔ اس بوجھ سے نجات دلائے گا جس کے تلے دب گئے ہوں گے۔ ان پھندوں سے نکالے گا جن میں وہ گرفتار ہوں گے۔ تو جو لوگ اس پر ایمان لائے اس کے مخالفوں کے مقابلہ میں روک بنے اور راہ حق میں اس کی مدد کی اور اس روشنی کے پیچھے ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجی گئی ہے۔ سو وہی کامیاب ہیں "۔

۵۔ ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ۔

ترجمہ: کسی مومن مرد اور عورت کو کوئی اختیار نہیں جب اللہ اور اس کا رسول کسی امر میں کوئی فیصلہ فرما دیں۔

۶۔ فلا وربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسکم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما۔

ترجمہ: تیرے رب کی قسم! مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے امور میں آپ کو حکم نہ بنائیں پھر آپ کے فیصلے سے اپنے قلوب میں کوئی بار نہ پائیں اور صحیح طور پر تسلیم کر لیں۔

۷۔ وما اتاکم الرسول فخذوہ و ما نھکم عنہ فانتھوا۔

ترجمہ: جو تمہیں رسول اکرم دیں لے لو اور جس سے روک دیں رک جاؤ۔

۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

" اوتیت مفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی "۔

(بخاری شریف ص ۵۰۸)

ترجمہ: زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں میرے ہاتھ میں دے دی گئی ہیں۔

۹۔ اور مسند امام احمد طبرانی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

"اوتیت مفاتیح کل شی "۔

ترجمہ: مجھے ہر چیز کی کنجیاں دے دی گئی ہیں۔

۱۰۔ اذا یئسوا الکرامۃ والمفاتیح یومئذ بیدی و لواء الحمد یومئذ بیدی

ترجمہ: قیامت کے دن جب لوگ ناامید ہوں گے، عزت اور کنجیاں میرے پاس ہوں گی اور حمد کا جھنڈا بھی اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔" تلك عشرة كاملة !

ان آیات و احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا اور آخرت کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما کر مالک و مختار کل بنا دیا۔

کنجیاں تمہیں دیں اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا، مالک و مختار بنایا

اب جو کوئی کہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں، تو یہ صاف صاف قرآن کریم اور احادیث طیبہ کا انکار ہے۔

ایک الزام کا جواب:

اس عبارت میں ایک چیز نہایت غور طلب ہے۔ مولوی اسمٰعیل نے یہاں دو دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم پاک اور دو دفعہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا نام پاک لکھا ہے اور صرف لفظِ محمد اور علی درج کیا ہے، صلی اللہ علیہ وسلم، رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں لکھا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کتابت سہو سے لفظ رحمۃ اللہ درہ گیا تو مصنف "چراغ سنّت" نے وہ شور بدتمیزی برپا کیا کہ الامان، الحفیظ اور اعلیٰ حضرت کو طرح طرح کی گالیاں دیں اور کہا کہ یہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بے ادبی ہے۔

اعلیٰ حضرت کے الفاظ ہیں:

جناب شیخ مجدد صاحب، اگر ان الفاظ سے اعلیٰ حضرت پر بے ادبی کا فتویٰ لگایا جا سکتا ہے تو

مفکر ملت ڈاکٹر اقبال نے بھی یہی الفاظ لکھے ہیں، ان پر بھی فتویٰ لگادیجئے۔ وہ لکھتے ہیں:

حاضر ہوا میں شیخ مجدّد کی لحد پر

دراصل کثرت استعمال سے نام مختصر لکھ دیا جاتا ہے، بے ادبی مقصود نہیں ہوتی۔ جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو مجدد مان لیا تو پھر بے ادبی متصور آسکتی ہے اور پھر اعلیٰ حضرت کی ذات سے جنہوں نے اپنی تمام عمر اولیاء اللہ کی شان بیان کرتے گزار دی، دشمنانِ اولیاء کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"تم مجھے پچاس ہزار گالیاں ہر روز دو اور یوں ہی میرے باپ دادا کو تو مجھے اس شرط پر منظور ہیں کہ تم اولیاء وانبیاء کی شان میں بے ادبی کا کوئی کلمہ نہ کہو"۔

سبحان اللہ! آپ اندازہ فرمائیں جو مقدس ہستی اولیاء سے اتنی محبت وعقیدت رکھے اس سے بے ادبی کیسے متصور ہو سکتی ہے۔ اور آج ان کے ماننے والے ہی اولیاء اللہ کے اعراس وختم شریف وغیرہ کراتے ہیں اور ان کی یاد کو تازہ کرتے رہتے ہیں، ان کے نام کی نیازیں پکوا کر غرباء ومساکین کو کھلاتے ہیں اور ان کی روحانیت سے فیض حاصل کرتے رہتے ہیں، بہر حال مولوی اسمٰعیل کے یہ الفاظ بڑے عام سے ہیں جس کا نام محمد یا علی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"بڑا بد نصیب ہے، وہ انسان جو میرا نام سن کر درود پاک نہ پڑھے"۔

مولوی اسمٰعیل صاحب کی یہ عبارت یقیناً شانِ رسالت وصحابیت میں صریح گستاخی ہے۔

پروردگارِ عالم جلّ مجدہ العظیم نے فرمایا:

"لا تجعلوا دعاء الرسول کدعاء بعضکم بعضاً"۔

ترجمہ: اے مسلمانو! حضرت کو اس طرح نہ بلاؤ، جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر بلایا کرتے ہو۔"

ثابت ہوا کہ عام الفاظ سے حضور علیہ السلام کا نام لینا امر الٰہی کے خلاف ہے اور توہین وبے ادبی ہے۔

۱۵۔ دیوبندی عقیدہ: صفت رحمۃ للعلمین حضور علیہ السلام کا خاصہ نہیں۔

مولوی رشید احمد گنگوہی سے ایک سوال پوچھا گیا، ہم وہ سوال اور جواب دونوں درج کر دیتے ہیں۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ رحمۃ للعالمین مخصوص آنحضرت ﷺ سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں؟"۔

الجواب: "لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں"۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص۹، جلد۲)

اہل سنت کا عقیدہ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ"۔

تمام مفسرین کرام نے اور محدثین عظام نے صاف تحریر فرمایا ہے کہ رحمۃ للعالمین ہونا حضور کا خاصہ ہے، آپ کے سوا کوئی رحمۃ للعالمین نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ رب العلمین ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمۃ للعالمین ہیں اور قرآن کریم نذیر اللعالمین ہے۔

۱۶۔ دیوبندی عقیدہ: دیوبندی مولوی نے حضور علیہ السلام کو گرنے سے بچایا۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کا شاگرد رشید، مولوی غلام خان کا استاد، مولوی حسین علی واں بھچراں اپنی کتاب "بلغۃ الحیران" کے ص ۸ پر بکتا ہے:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ مجھے بصورت معانقہ دوزخ کی پل صراط پر لے گئے اور میں نے دیکھا کہ آپ نے مجھے مہر لگا کر ایک تحریر دی اور آپ کے ساتھ بہت سے بڑے لوگ بھی تھے۔ تو میں نے بیت اللہ کے پاس دعا مانگی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور صلوٰۃ وسلام پڑھا تو آپ نے مجھ سے معانقہ کیا اور اذکار سکھائے:

و رائت انه یسقط فامسکۃ واعصمۃ معی السقوط۔

اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حضور گر رہے ہیں تو میں نے حضور کو روکا اور گرنے سے بچا لیا"۔ (استغفر اللہ، استغفر اللہ)

اہل سنت کا عقیدہ:

یہ الفاظ سید عالم ﷺ کی شان میں توہین آمیز ہیں، کیا شانِ رسالت میں اس سے بڑھ کر بھی کوئی دریدہ ذہنی متصور ہو سکتی ہے؟ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تمام گرتے ہوؤں کو محمد مصطفیٰ ﷺ نے تھاما اور کل قیامت کو آقا پلِ صراط پر کھڑے ہوں گے، اس لئے کہ کوئی امتی گر نہ جائے اور زبانِ اقدس سے فرما رہے ہوں گے۔ رب سلّم ربّ سلم۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رضا پل سے اب وجد کرتے گزریئے
کہ ہے ربّ سَلِّم صدائے محمد

۱۷۔ دیو بندی عقیدہ:

حضور علیہ السلام نے حضرت زینب سے عدّت گزرنے سے پہلے ہی نکاح کر لیا۔

یہی مولوی حسین علی واں بھچراں والا اپنی اسی کتاب "بلغۃ الحیران" کے ص ۲۶۷ پر لکھتا ہے:

"اور قبل الدخول طلاق دو تو اس عورت پر عدّت لازم نہ ہوگی۔ جیسا کہ زینب کو طلاق قبل الدخول دی گئی اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلا عدّت نکاح کر لیا"۔

اہل سنت کا عقیدہ:

یہ افتراء ہے، جھوٹ ہے، نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر اور جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جھوٹ بولے، اس کے متعلق آقا نے فرمایا:

"من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار"

ترجمہ: جو مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔

حالانکہ مسلم شریف جلد اوّل ص ۴۶۰ پر حدیث وارد ہے۔

"لما انقضت عدة زینب قال رسول الله صلّی الله علیه وسلم لزید فاذکرها علیّ"۔

ترجمہ: جب حضرت زینب کی عدت پوری ہوگئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت زید رضی اللہ

عنہ سے فرمایا کہ تم زینب کو میری طرف سے نکاح کا پیغام دو"۔

معلوم ہوا کہ عدّت سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیغام نکاح بھی نہیں بھیجا چہ جائیکہ نکاح، دیوبندی مولوی ہمیشہ حضور علیہ السلام پر اسی طرح جھوٹ و بہتان باندھ کر اپنی عاقبت خراب کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ایسی خرافات سے تمام مسلمانوں کو بچائے۔ آمین ثم آمین۔

۱۸۔ دیوبندی عقیدہ: حضور علیہ السّلام دیوبندی مولویوں کے شاگرد ہیں۔

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی براہین قاطعہ ص ۲۶ پر لکھتے ہیں:

"اس فقیر کے گمان میں یہ آتا ہے کہ مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے، یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی تو آپ نے عربی میں فرمایا: کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی، سبحان اللہ! اس سے رتبہ مدرسہ کا معلوم ہوا"۔

اہل سنت کا عقیدہ:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ ان کو اردو، مدرسہ دیوبند کے مدرّسین کے معاملہ کی وجہ سے آ گیا، پہلے نہیں تھا، قرآن وحدیث کے سراسر خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" وَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ۔

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کو مگر اس قوم کی زبان کے ساتھ۔

معلوم ہوا کہ جو رسول جس قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے تو اس قوم کی زبان بھی اللہ تعالیٰ سکھا دیتا ہے اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وما ارسلنك الا كافة للناس بشيرا ونذيرا"۔

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (یارسول اللہ) مگر تمام لوگوں کے واسطے بشیر اور نذیر۔ اور

"وما ارسلنك الا رحمة للعالمين"۔

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے۔

اور صحیح حدیث شریف میں آتا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

"ارسلت الی الخلق کافۃ"

ترجمہ: میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ تمام مخلوق کے رسول ہیں اور ارشاد ربانی کے مطابق حضور تمام مخلوق کی زبانیں اور لغتیں جانتے ہیں۔

نسیم الریاض شرح شفاء شریف جلد اوّل ص ۳۸۷ پر علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"انہ صلی اللہ علیہ وسلم لما ارسلہ اللّٰہ لجمیع الناس عَلَّمَہٗ جمیع اللغات"۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چونکہ تمام لوگوں کی طرف بھیجا ہے تو اللہ تعالیٰ نے تمام زبانیں بھی سکھادیں۔

تفسیر جمل ص ۵۱۲ جلد ۲ میں ہے:

"و ھو صلی اللہ علیہ وسلم کان یخاطب کل قومٍ بلغتھم و ان لم یثبت انہ تکلم بالغۃ الترکیتہ"۔

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر قوم سے ان کی زبان میں خطاب فرمایا کرتے تھے۔

دیوبندیو! حضور علیہ السلام کے متعلق یہ الفاظ کہ حضور کو اردو زبان مدرسہ دیوبند کے معاملہ کی وجہ سے آ گئی، حضور علیہ السلام کی سخت توہین ہے جس کو اہل سنت کبھی معاف نہیں کر سکتے۔ دیوبندیوں نے حضور کے استاد بننے کے شوق میں آپ پر کتنا بہتان عظیم باندھا۔ (العیاذ باللہ)

مولوی صاحب! اگر آپ کے گروہ دیوبند کے مدرسہ کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے خواب کو دلیل بنالیں اور پھر لفظ سبحان اللہ سے مکمل مطمئن اور خوش ہوں تو سب جائز اور اگر اہل سنت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان و فضیلت کے اظہار کے لئے کسی ولی اللہ کے خواب کو پیش کریں تو آپ دہائی مچانا شروع کر دیتے ہیں۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

۱۹۔دیوبندی عقیدہ: حضور علیہ السلام مر کر مٹی ہو گئے۔

"میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"۔(تقویۃ الایمان،ص۴۴)

اہل سنت کا عقیدہ:

"مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" یہ الفاظ سید عالم ﷺ کی توہین میں صریح ہیں،مولوی انور شاہ صاحب دیوبندی نے "اکفار الملحدین" میں لکھا ہے کہ:

"تاویل لفظ صریح میں قبول نہیں کی جا سکتی"۔

مولوی انور شاہ صاحب دیوبندی نے تمام دیوبندیوں کی تاویلات فاسدہ پر یک لخت پانی پھیر دیا اور ان کی "نور اللغات" جامع اللغات کی امداد سے کھڑی کی ہوئی عمارت کو ایک ٹھوکر سے گرا کر مٹی میں ملا دیا۔اس عبارت کو مولوی دیوبندی صحیح ثابت کرنے کے لئے نصف عبارت کا ترجمہ عربی میں کرتے ہیں اور نصف عبارت کا اردو میں یعنی لفظ مر کر کے لئے تو عربی عبارات لکھیں اور مٹی میں ملنا کی تشریح میں نو اللغات وغیرہ کو پیش کرتے ہیں۔اس طرح بڑی ایچ پیچ سے اس خبیث عبارت کو صحیح ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں،حالانکہ ہم اس باب کے ابتداء میں اصول بیان کر آئے ہیں کہ علمائے اسلام کے نزدیک اگر توہین آمیز عبارت کے کوئی معنی مستقیم بھی ہو جائیں،پھر بھی محاورات اہل زبان میں دیکھا جائے گا۔آیا اس کو بے ادبی شمار کیا جاتا ہے یا نہیں،تو ظاہر ہے کہ یہ الفاظ محاورات اردو میں کسی معزز انسان کے لئے استعمال نہیں ہو سکتے۔چہ جائیکہ انبیاء کی ذات اور پھر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ الفاظ کہے جائیں،مثلاً اگر یہی الفاظ کوئی مصنف دیوبندیوں کے حق میں استعمال کرے اور کہے:

"رشید احمد ایک دن مر کر مٹی میں مل ملنے والے ہیں"

تو یہ الفاظ مولوی صاحب کے حق میں یقیناً نا مناسب ہیں۔بہتر ہے کہ یوں کہا جائے،ایک دن سفر دنیا ختم فرمانے والے ہیں یا انتقال فرمانے والے ہیں وغیرہ وغیرہ۔تو اگر یہ الفاظ آپ کے حق میں جائز نہیں تو ذات مقدسہ سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں یقیناً توہین آمیز ہوں گے اور ان کی تاویل فاسد قرار پائے گی اور التاویل الفاسد کالکفر، تو مسلمہ ہے،ہمارا دیوبندیوں سے

صرف یہی مطالبہ ہے کہ وہ عبارت جس میں انبیاء کی توہین کا شائبہ تک بھی ہو، جلا دینے کے قابل ہے۔ مگر دیوبندیوں کو انبیاء کی توہین منظور ہے لیکن اپنے مولویوں کی عبارات کو قطعاً غلط نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ ان کے نزدیک ان کے مولویوں کا شان حضور سے زیادہ ہے۔ (نعوذ باللہ)

ناظرین! اس عبارت میں جہاں تک توہین کا تعلق ہے وہ ظاہر ہے، مگر ان الفاظ کو حضور کی طرف منسوب کرنا کہ "میں بھی ایک.................. "صریح بہتان ہے۔ افتراء اور بمطابق من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار کے مطابق اس کا قائل حتمی جہنمی ہے۔ اور ان مولویوں کی میں اور سے کی بحث ان کو بچا نہیں سکتی اور دوسرے جس حدیث کی تشریح میں یہ الفاظ لکھے گئے ہیں، اس کے سیاق اور مولوی اسماعیل کا طریق استدلال بتا رہا ہے کہ وہ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ نہیں مردہ ہیں اور ان کے الفاظ سے بدا ہۃً یہی سمجھ آتا ہے۔ اور یہ حدیث:

"اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ علی الاَرضِ ان تاکل اجساد الانبیاء فنبّی اللہ حی یرزق"۔ (مشکوۃ شریف، ص ۱۲۱)

ترجمہ: "اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ اللہ کے نبی زندہ ہوتے ہیں۔ اور رزق دیئے جاتے ہیں"۔

مولوی اسمٰعیل صاحب کے الفاظ کے پرخچے اڑا کر فضائے آسمانی میں بکھیر رہی ہے۔ مر کر مٹی میں ملنا ایک محاورہ ہے جس کو معززین کی شان میں استعمال کرنا سراسر بے ادبی ہے۔ یہ ایک جملہ ہے اور نہایت آسان سا معمولی سا پڑھا لکھا بھی سمجھ سکتا ہے۔ مگر دیوبندی مناظرین اس کو نصف نصف کر کے تاویل کرتے ہیں۔ مر کر علیحدہ اور مٹی میں ملنا علیحدہ۔ مر کر کا ترجمہ عربی اور مٹی میں ملنے کا اردو میں۔ سبحان اللہ کیا تاویل ہے اگر ایسی تاویلیں جائز ہونے لگیں کہ کسی لفظ کا ترجمہ کسی زبان اور کسی لفظ کا دوسری زبان میں، تو پھر جناب والا کوئی کفر کفر نہیں رہے گا اور مرزا قادیانی کی اس عبارت کہ: "میں نبی ہوں" قطعاً غلط نہیں کہا جائے گا۔ کیونکہ اس کی صاف صاف تاویل ہے کہ نبی نباء سے مشتق ہے اور نباء کا معنی ہے خبر اور نبی کا معنی خبر دینے والا یعنی مرزا قادیانی صرف خبر دینے والا تھا۔ نبی نہیں تھا، بہر حال ثابت ہو گیا کہ مولوی اسمٰعیل کے یہ الفاظ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں یقیناً

توہین آمیز ہیں جو جلا کر راکھ کر دینے کے قابل ہیں۔

۲۰۔ دیوبندی عقیدہ:

"حضور علیہ السلام کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں"۔

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ ص ۵۱ پر لکھا ہے۔

"شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں"

اہل سنت کا عقیدہ:

مولوی خلیل احمد نے یہ الفاظ درج کر کے ساری دیوبندیت کو ننگا کر دیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم شریعت کے متعلق دیوبندی عقیدہ پورے طور پر ظاہر ہو گیا، کہ یہ لوگ تو حضور اکرم ﷺ کے لئے دیوار کے پیچھے تک کا علم بھی ماننے کو تیار نہیں، چہ جائیکہ علم ما کان و ما یکون، پھر مستزاد یہ کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بدنام کرنے کے لئے ان کی کتاب "مدارج النبوت" سے یہ الفاظ درج کرتے ہیں سخت بے ایمانی کا مظاہرہ کیا۔ بالکل اسی طرح جیسے کوئی قرآن کریم سے لا تقربوا الصلوٰۃ کو ترک نماز کے ثبوت میں لکھ دے، اور انتم سکاری چھوڑ دے، اس سے بڑھ کر بھی کوئی دغابازی ہو سکتی ہے، یہی حال کیا ملا خلیل نے شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے۔

اصل عبارت مدارج النبوت ص ۷ جلد اوّل میں یہ ہے:

"من بندہ ام نمی دانم آنچہ در پس دیوار است جوابش آنست کہ ایں سخن اصلی ندارد و رواتت بداں صحیح نہ شدہ"۔

ترجمہ: شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ جو مشہور ہے کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں رکھتے، اس کا جواب یہ ہے کہ اس بات کی کوئی اصل نہیں اور یہ روایت صحیح نہیں ہے"۔

اور ادھر ملا صاحب نے "من بندہ ام نمی دانم آنچہ در پس دیوار است" تک درج کر کے اپنا خبیث مطلب نکال لیا، "جوابش آں ست" سے اگلی ساری عبارت ہضم کر گئے، یعنی سوال درج کر دیا اور اس کا جواب جو شیخ نے دیا، وہ چھوڑ دیا نیز اس کے متعلق حضرت ملا علی قاری، علامہ ابن حجر وغیرہما کے علاوہ شوکانی نے بھی تشریحاً لکھا ہے کہ، لا اصل لہ.

یہ سب پاپڑ بیلنے کے بعد دعویٰ یہ کہ بریلوی سلف کی عبارتوں میں ایچ پیچ کھیلتے ہیں، ہم بڑے شریف النفس انسان ہیں، نیز مولوی خلیل احمد کا یہ کہنا کہ شیخ روایت کرتے ہیں اس کی جہالت فی العلم کا پورا پورا نقشہ ہے یعنی یہ دیوبندیوں کے محدث حکایت اور روایت کا فرق بھی نہیں جانتے، حدیث کیا پڑھاتے ہوں گے بس یہی جہالت کا درس اور سند۔

حضرت استاذ العلماء مولانا سیّد ابوالبرکات سید احمد صاحب دامت برکاتہم نے ایک حدیث نقل کی:

"اللھم انت و انا و ما سواك تركت و لا جلك"

اس کا صاف معنی یہ ہے کہ:

"اللھم انت ربی و انا عبدك"

یعنی تو میرا رب ہے اور میں تیرا عبد، وما سواک ترکت لا جلک، مگر دیوبندی مولویوں نے اس کو یہ معنی پہنائے کہ نبی کریم، اللہ تعالیٰ کے حضور اکڑ کر بولے میں بھی ہوں اور تو بھی ہے، اپنی طرف سے ایک غلط مفہوم لے کر سیّد صاحب قبلہ پر گالیاں اور بدزبانی شروع کر دی جو کہ اس ملا کا معروف طریقہ ہے۔

ملا صاحب! کیا آپ نے اپنے بڑے ملا خلیل کی اس کارستانی پر بھی کبھی غور و فکر کرنے کی تکلیف گوارا فرمائی ہے۔ اگر اس خباثت پر آپ مطلع ہیں تو کیا آپ کے پاس کوئی دو چار گالیاں ان کے لئے بھی ہیں یا ان کے حق دار صرف بریلوی ہی ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ معلم کائنات ﷺ کے علم شریف کے متعلق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کیا عقیدہ ہے، آپ "اشعۃ اللمعات" شرح مشکوٰۃ شریف ص ۳۳۳ جلد اوّل پر صاف صاف اعلان فرما رہے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"من دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمین بود، عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آں"۔

اور مدارج النبوت ص ۲ جلد ا پر حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں یہ الفاظ مبارکہ تحریر

فرمائے:

"هو الاوّل هو الآخر هو الظاهر هو الباطن و هو بكل شئ عليم ۔

ناظرین! شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کی ان دو عبارتوں سے آپ کا عقیدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم شریف کے متعلق پورا پورا سامنے آ جاتا ہے یعنی آپ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو محیط تمام علوم جزوی وکلی اور بکل شئ علیم مانتے ہیں۔ دیو بندیوں کو چاہیے کہ جلدی سے ایک فتویٰ شیخ پر بھی لگا دیں کہ وہ بھی پکے مشرک ہیں۔ کیونکہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تمام علوم جزوی وکلی کی تصریح فرما رہے ہیں۔ اور آپ نے لفظ احاطۂ آں تحریر فرما کر تو مولوی فردوس علی کی "چراغ سنت" ص ۲۱۱ کی تحریر پر برق خاطف گرا دی۔ اس نے اسی صفحہ ۲۱۱ میں لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام کا علم ایک ذرّے کو بھی محیط نہیں۔ (ملخصاً)

اب بتایئے مولوی فردوس علی صاحب تو کہتا ہے کہ حضور کو ایک ذرّہ کے علم کا بھی احاطہ نہیں اور شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ "عبارت است از حصول تمامۂ علوم جزوی وکلی واحاطۂ آں"

۲۱۔ دیو بندی عقیدہ:

حضور علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو اپنی عاقبت کا علم نہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان ص ۳۱ پر لکھتے ہیں:

" کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا"۔

مولوی خلیل احمد کی کتاب براہین قاطعہ کی ص ۵۱ پر ہے۔

خود فخرِ عالم علیہ السلام فرماتے ہیں:

والله لا ادری ما يفعل بي ولا بكم ۔

"میں نہیں جانتا کہ میرے اور آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا"۔

اہل سنت کا عقیدہ:

سیّد عالم ﷺ صرف اپنی ہی کیا تمام مومنین کی عاقبت کا بھی علم رکھتے ہیں بلکہ کسی کافر کی

عاقبت بھی آپ سے پوشیدہ نہیں اور اس کے لئے قرآن کریم واحادیث طیبہ سے بے پناہ دلائل پیش کئے جاسکتے ہیں:۔

مصنف تفسیر عرائس البیان زیرآیت و علمك ما لم تكن تعلم تحریر فرماتے ہیں۔

۱۔ اے علوم عواقب الخلق وعلم ما کان و ما یکون اور سکھایا ہم نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے یعنی تمام مخلوق کے عواقب کے علوم اور علم ما کان ومایکون "۔ (ص ۱۵۹)

اور اسی آیت کے تحت تفسیر خازن جلد اص ۴۹۶ میں ہے۔

۲۔ "و علمك من خفيات الامور و اطلعك على ضمائر القلوب و علمك من احوال المنافقين و كيدهم۔"

اور سکھائے آپ کو پوشیدہ امور اور اطلاع دی آپ کو دل کی باتوں پر اور سکھا دیئے منافقوں کے حال اور ان کے مکر"۔

تفسیر نیشا پوری ص ۱۴۱ جلد ۴ زیرآیت وما کان الله ليطلعكم على الغيب و لكن الله يجتبى من رسله من يشآء لکھتے ہیں:

۳۔ "قال السدى قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عرضت على امتى فى صورها كما عرضت على آدم و علمت من يؤمن بى ومن يكفر۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت مجھ پر بصورتہا پیش کی گئی جس طرح آدم علیہ السلام اور میں نے جان لیا میرے ساتھ کون ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا"۔

علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح البیان میں زیرآیت و جئنابك على هؤلاء شهيدا

" و اعلم انه يعرض على النبى عليه السلام اعمال امته غدوة و عشية فيعرفهم بسيماهم و اعمالهم فلذالك يشهد عليهم "۔

یقین سے جان لے کہ ہر روز صبح وشام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر تمام امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں"۔

اور تفسیر مدارک میں ہے:

"ای شاهداً علی امن أمن بالایمان و علی من کفر بالکفر و علی من نافق بالنفاق"

حضور علیہ السلام گواہ ہیں مومنوں پر ان کے ایمان کے، کافروں پر ان کے کفر کے اور منافقوں پر ان کے نفاق کے"۔

بخاری شریف باب بدء الخلق کی جلد اول میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

۵۔ "قام فینا رسول الله ﷺ مقاماً فا اخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم حفظ ذالك من حفظه ونسية من نسميه۔

رسول اللہ ﷺ نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا: پس ہم کو ابتداء پیدائش خلق کی خبر دی، یہاں تک کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں میں اور دوزخی اپنی منزلوں میں پہنچ گئے جس کو یاد رہا، یاد رہا، جس کو بھول گیا وہ بھول گیا"۔

ترمذی شریف ص ۳۶ جلد ۲ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: آپ فرماتے ہیں:

۶۔ خرج علینا رسول الله صلّی الله علیه وسلم و فی یده کتابان فقال اتدرون ما هذا الكتابان فقلنا لا یا رسول الله الا ان تخبرنا فقال الذی فی یده الیمنٰی هذا کتاب من رب العالمین و فیه اسماء اهل الجنة و اسماء ابائهم وقبائلهم ثم اجعل علی اخرهم فلا یزادهم و لا ینقص منهم ابداً ثم قال للذی فی شماله هذا کتاب من رب العلمین فیه اسماء، آبائهم و قبائلهم ثم اجعل علی اخرهم فلا یزاد فیهم ولا ینقص منهم ابداً"۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے دست اقدس میں دو کتابیں تھیں، پس فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کتابیں کیا ہیں؟ ہم نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ! مگر یہ کہ آپ خود ہمیں خبر دیں، آپ نے فرمایا، میرے دائیں ہاتھ والی میں

تمام جنتیوں اور ان کے باپ اور دادا کا نام بھی موجود ہے اور جو کتاب بائیں ہاتھ میں ہے اس میں تمام جہنیوں کے نام اور اور ان کے باپ کا نام اور ان کے قبائل کا نام ہے، آخر میں میزان فرمائی اب نہ اس میں زیادہ کیا جائے گا نہ کم"

بخاری شریف باب اثبات عذاب القبر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

۷۔ مر النبی صلّی الله علیه وسلّم بقبرین یعذبان فقال انهما یعذبان و ما یعذبان فی کبیرا احدهما فکان لا یستتر من البول و اما الاخر فکان یمشی بالنیمیمة ثم اخذ جریدة رطبة فشقها بنصفین ثم عرز فی کل قبر واحدة وقال لعلّه ان یخفف عنهما مالم ییبسا "۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام دو قبروں پر گزرے جن میں عذاب ہو رہا تھا، تو فرمایا ان دو شخصوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور کسی بڑی بات میں نہیں ہو رہا۔ ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔ پھر ایک تر شاخ لے کر اس کو چیر کر آدھا آدھا کیا اور ہر قبر پر ایک ایک گاڑ دیا اور فرمایا جب تک یہ خشک نہ ہوں گی ان کے عذاب میں کمی رہے گی"۔

بخاری شریف کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں ہے:

۸۔ "قام علی المنبر فذکر الساعة و ذکر ان بین یدیها اموراً عظاما ثم قال ما من رجلٍ احب ان یسال عن شیءٍ فیسال عنه فواللّٰه لا تسئلونی فی عن شیءٍ الا اخبرتکم و مادمت فی مقامی هذا فقام رجل فقال این مدخلی قال النار فقام عبدالله بن حذافة فقال عن ابی قال ابوك حذافة ثم اکثر ان یقول سلونی سلونی "۔

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ممبر شریف پر کھڑے ہوئے۔ پس قیامت کا ذکر فرمایا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات ہیں پھر فرمایا کہ جو شخص جو بات پوچھنا چاہے پوچھ لے، قسم خدا کی جب تک میں اس جگہ منبر پر ہوں، تم کوئی بات مجھ سے پوچھو گے تو جواب دوں گا، ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ حضور نے فرمایا دوزخ، عبداللہ بن حذافہ اٹھے، عرض کی کہ میرا باپ کون ہے،

فرمایا: هذا انه، پھر بار بار فرماتے رہے پوچھو، پوچھو، پوچھو"۔

مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے کہ:

۹۔ "لقد ترکنا رسول الله صلی الله علیه وسلّم و ما یتحرك طائر جناحیه الا ذکر لنا منه علماً۔"

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم کو اس حال میں چھوڑا کہ کوئی پرندہ اپنے پر بھی نہیں ہلاتا مگر اس کا علم ہم کو بتادیا"۔

میدان بدر ہے سیّد عالم ﷺ میدان جنگ کا معائنہ فرمارہے ہیں ایک مقام پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

۱۰۔ هذا مصرع فلانٍ غداً و وضع یده علی الارض وهذا مصرع فلانٍ غداً و وضع یده علی الارض وهذا مصرع فلانٍ غداً و وضع یده علی الارضّ۔

راوی کہتے ہیں:

والذی نفسی بیده ما جاوز احد منهم عن موضع ید رسول الله ﷺ۔

ترجمہ: فرمایا یہ جگہ فلاں کافر کے گرنے کی ہے، یہ جگہ فلاں کافر کے گرنے کی ہے یہ جگہ فلاں کافر کے گرنے کی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ:

خدا کی قسم حضور کے بتائے ہوئے مقام سے کوئی ایک انچ بھی پس و پیش نہیں ہوا"۔

ناظرین! ان آیات و احادیث میں سیّد عالم ﷺ کی وسعتِ علم کی ایک جھلک نظر آرہی ہے، ان کے علاوہ ہزار ہا آیات و احادیث و اقوال علمائے ملّت اسلامیہ کو اگر جمع کیا جائے تو ایک دفتر درکار ہے۔ مگر "نہ مانوں" کا کیا علاج، رہ گئی یہ دلیل کہ حضور نے فرمایا "لا ادری ما یفعل بی و لا بکم "میں نہیں جانتا میرے اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ اس کو مولوی خلیل احمد کا حضور کی کمیٔ علم کے لئے دلیل لانا انتہائی مضحکہ خیز ہے۔ ملاکو عسٰی ان یبعثك ربك مقاماً محموداً، وللآخرة خیر لك من الاولٰی، لیدخل المومنین و المؤمنات جنٰت تجری من تحتها الانهار خالدین فیها، پر غور کرنا چاہیے۔ نیز اس کے متعلق تمام مفسّرین اعلان فرمارہے ہیں کہ

یہ آیت: انا فتحنا لك فتحا مبینا سے منسوخ ہو چکی ہے اور منسوخ سے دلیل نہیں پکڑی جا سکتی۔

۲۲۔ دیو بندی عقیدہ: حضور علیہ السلام کا گنبد گرانا واجب ہے۔

مدرسہ دیو بند میں ایک شخص نے سوال روانہ کیا، ہم سوال اور جواب دونوں درج کر دیتے ہیں فیصلہ ناظرین کے ذمہ:

سوال: "بعض تمثیلا کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے روضے پختہ بنے ہوئے ہیں، یہ کیسے درست اور جائز ہے؟ بالتشریح والتفصیل جواب تحریر فرمایئے"۔ فقط

الجواب: "قبور پر گنبد اور فرش پختہ بنانا ناجائز و حرام ہے اور جو اس فعل سے راضی ہو گنہگار ہیں۔

بندہ عزیز الرحمٰن مفتی دار العلوم دیو بند (فتاویٰ دیو بند ص ۱۴۰، جلد اوّل)

نیز مولوی اشرف علی تھانوی کے یہ الفاظ آپ کو "اضافات الیومیہ" کے ص ۱۴۰ جلد ا میں بھی ملیں گے، ملاحظہ ہو:

"ہمارے معز ز دوست نواب جمشید علی خاں نے بھی یہ سوال لکھ کر بھیجا کہ:" حدیث میں قبر پر عمارت بنانے کی ممانعت تو معلوم ہے تو کیا اس حدیث کی رو سے حضور کے گنبد شریف کا شہید کر دینا بھی واجب ہے؟۔"

مولوی اشرف علی کہتے ہیں:

"چونکہ واقعی بناء علی القبر کی حدیث میں مخالفت ہے اس لئے اوّل تو میں متحیر ہوا۔ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو ہوتی تو ہیں واقعی لیکن ان کا تذکرہ بدنما اور بے ادبی و بد تہذیبی ہوتا ہے"۔

ان دو عبارتوں سے معلوم ہوا کہ قومِ دیو بندیہ کے نزدیک حضور علیہ السلام کا روضہ مبارکہ حرام بنا ہوا ہے اور اس کا شہید کر دینا واجب ہے۔ (العیاذ باللہ الف الف مرۃ)

اہل سنت کا عقیدہ:

جو ایسا خبیث عقیدہ رکھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گنبد خضرا کو گرانا واجب سمجھے اس

کے لئے ہمارے پاس کچھ الفاظ ہیں جو ہم حاضر کر دیتے ہیں اور وہ یہ ہیں:

لعنت، لعنت، لعنت

مگر اس مقام پر ہم علمائے دیوبند اور ان کے مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کو کبھی معاف نہیں کر سکتے، ان دونوں نے مزارات اولیاء اللہ پر جانے سے روکنے کے لئے جو ناپاک طریقہ اختیار کیا ہے وہ ملاحظہ فرمایئے اور ساتھ ساتھ ان کا اولیاء اللہ سے بغض و حسد اور تمسخر بھی ظاہر ہے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی فتاوٰی رشیدیہ کے ص پر رقم طراز ہے۔

"مزارات پر جا کر قبور کی طرف پشت کر کے کھڑا ہونا چاہیے۔"

اور مولوی فردوس علی چراغ سنت ص ۱۲۶ طبع دوم پر لکھتا ہے۔

"اولیاء اللہ کی قبروں پر جا کر ان کے واسطے گناہوں کی بخشش مانگنی چاہیے اور کہنا چاہیے یا اللہ میرے اور اس بزرگ کے گناہ بخش دے"۔

یعنی حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ، حضرت غوث بہاؤالحق ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی، حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات پر جا کر یہ دعا مانگی جائے کہ "یا اللہ ان تمام بزرگوں کے گناہ معاف کر دے، اور پھر اس مسئلہ کی جو دلیل مولوی فردوس علی نے دی ہے اس نے تو اس کے دعوئ علم کا بھانڈا ہی پھوڑ دیا ہے اور اپنے سوا ساری دنیا کو علم میں یتیم سمجھنے والے کی جہالت طشت از بام ہو گئی، دلیل ملاحظہ ہو:

"حضور علیہ السلام جنگ احد کے شہیدوں کے لئے اور تمام صحابہ کی قبروں پر جا کر ان کے واسطے گناہوں کی بخشش مانگتے تھے۔ یہیں سے سنت قائم ہو گئی مگر بریلوی حضرات اس سنت کو بزرگوں کی سخت بے ادبی سمجھتے ہیں"۔

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام کی قبروں پر جا کر یہ فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ میرے اور ان کے گناہ معاف کر دے۔ لہٰذا ہم کو بھی یہی کہنا چاہیے کہ یا اللہ کہ ان اولیاء اللہ کے اور ہمارے

گناہ معاف کروے۔ واہ سبحان اللہ! سبحان اللہ کیا دلیل ہے، اگر اس دلیل کی داد نہ دی جائے تو ضرور ظلم ہوگا۔ اس لئے ہم داد دینے پر مجبور ہیں کہ نبی کریم ﷺ چونکہ صحابہ کے لئے استغفار کرتے ہیں لہٰذا ہمیں بھی اولیاء اللہ کے لئے استغفار کرنا چاہیے۔

مولوی صاحب! سیّد عالم ﷺ کو تو حق ہے کہ اپنی امّت کے لئے استغفار کریں مگر ہم سراپا گنہ گاروں کو کیا حق کہ مقبولانِ بارگاہِ ربّ العزت جو کہ گناہوں سے محفوظ ہیں ان کے گناہوں کے لئے استغفار کریں۔ مگر چونکہ آپ انبیاء کے چھوٹے بھائی ہیں لہٰذا آپ کے لئے یہ دلیل واقعی بہت بڑی ہے۔ نیز سوال میں مفتی دیوبند سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ انور کے متعلق بھی پوچھا گیا ہے جس کا جواب مفتی دیوبند نے یہ دیا کہ یہ حرام ہے۔ اب آپ فرمائیں کہ مفتی دیوبند کا یہ فتویٰ صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو پھر آپ کا یہ دعویٰ کدھر جائے گا کہ دیوبندی ہی مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح جانشین ہیں؟ یہ عجیب جانشین ہیں ویسے جانشین ہیں مگر آپ کے روضۂ انور کو حرام سمجھتے ہیں، جانشین ہیں، مگر آپ کا ختم شریف بدعت سمجھتے ہیں، ویسے جانشین ہیں مگر آپ کے مزار پر حاضری شرک سمجھتے ہیں، جانشین ہیں مگر آپ کا عرس مبارک کرنا کفر سمجھتے ہیں، جانشین ہیں مگر نقشبندی کہلانے والے کو یہودی کہتے ہیں، واہ واہ کیا جانشینی ہے۔ دوسری طرف اہل سنت و جماعت کو دیکھئے جن کو مصنف چراغِ سنّت بریلوی بدعتی کہتا ہے تمام پاکستان میں آپ کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے آپ کی سیرتِ طیّبہ عوام تک پہنچانے کے لئے آئے دن محافل منعقد کرتے رہتے ہیں۔ آپ اسی سال کو لیجئے اہل سنت کے تمام اخبارات و رسائل آپ کی محافل و اعراس کے اعلانات سے بھرے نظر آئیں گے ۔ صرف فقیر راقم الحروف نے ہی آٹھ ایسی محافل میں آپ کی مقدّس زندگی بیان کی جو صرف آپ کی یاد میں منعقد کی گئی تھیں۔ کیا آج تک کسی دیوبندی نے بھی آپ کی یاد میں کوئی جلسہ کیا، آپ کی ولادت و وصال کا دن منایا، کبھی ختم قرآن کر کے آپ کی روح پر فتوح کو نذر کیا، مگر کیسے کریں یہ تو ان کے نزدیک حرام قطعی ہوا، ہاں کبھی آپ کے ماننے والوں کے خلاف کوئی کتاب لکھنی ہو تو فوراً آپ کے ملفوظات سے چند عبارات کو غلط معنی پہنا کر پیش کر دیتے ہیں۔ اس کی پوری تفصیل آگے آرہی ہے ۔ مصنف چراغِ سنّت نے حضرت مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات کو جس بیدردی سے مسخ کیا ہے

اور جو جو ظلم آپ کے ملفوظات پر کئے ہیں پورے طور پر ظاہر کر دیئے جائیں گے۔ پھر اپنے جھوٹ کی نجاست کو چاٹنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔

۲۳۔ دیوبندی عقیدہ:

حضور علیہ السلام کے روضہ انور کی طرف قصد کر کے جانا شرک ہے۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب " تقویۃ الایمان " میں لکھتا ہے:۔

"اس کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا

اور ص نمبر ۱۱ پر ہے کہ

" کسی کی قبر پر یا چلہ پر یا کسی کے تھان پر جانا، دور دور سے قصد کرنا شرک ہے"۔

اہل سنت کا عقیدہ:

قرآن کریم سورۂ نساء میں ارشاد ہوتا ہے:

"ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وك فاستغفروا اللّٰه واستغفرلهم الرسول لوجدو الله توّابا رحيما۔ "(سورة النساء: ۶۴، پاره ۵)

کنز العمال شریف ص ۹۹ جلد ۸ میں حدیث ہے:

"من حج فزار قبرى بعد وفاتى كان كمن زارنى فى حياتى"۔

ترجمہ: جس نے حج کیا اور پھر میری قبر کی زیارت کی میرے وصال کے بعد وہ اس طرح ہے جس نے میری زیارت کی وصال سے پہلے۔

مسلم شریف ص ۳۱۴ جلد اوّل میں ملاحظہ ہو:

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نهيتكم عن زيارة القبور الا فزوروها"۔

ترجمہ: میں تمہیں زیارت قبور سے منع کیا کرتا تھا مگر اب زیارت کر لیا کرو" اور

" من زار قبرى وجبت له شفاعتى"۔

ترجمہ: "جو میری قبر کی زیارت کرے میرے ذمہ اس کی شفاعت لازم ہے۔

اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"واما الاولیاء فانهم متفاوتون فی القرب الی اللّٰه و نفع الزائرین بحسب معارفهم و اسرارهم۔

ترجمہ: "اور اولیائے کرام تقرب الی اللہ اور زائرین کو نفع پہنچانے میں مختلف ہیں یعنی بعض زیادہ نفع دیتے ہیں اور بعض کم، حسب معارف و اسرار"۔

اور جلد ثالث ص ۳۵۳ میں ہے:

"مقابر کی زیارت مستحب ہے اور اس پر مسلمانوں کا اجماع ثابت ہے یعنی یہ مسلمانانِ عالم کا اجماعی عقیدہ ہے۔"

اور ردالمختار وغیرہ میں زیارت قبور کو واجب لکھا ہے۔

نیز امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فلسطین سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر انور کی زیارت کے لئے بغداد حاضر ہوا کرتے تھے۔ (دیکھو مقدمہ شافعی)

نمونۂ چند دلائل تحریر کر دیتے ہیں، ورنہ ایک سمندر ہے دلائل کا جو ٹھاٹھیں مار رہا ہے، البتہ جو اندھا ہو کر انکار کرے اس کا کیا علاج ! اور

"لا تشد الرحال الا الی ثلث مسجد مسجد الحرام و المسجد الاقصی ومسجدی هذا "۔

اس کا جو مطلب وہابیہ دیوبندیہ نے لیا ہے اس کے متعلق حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا ہے کہ:

"وَ هُوَ غَلَطٌ"۔

اور اگر اس سے یہ مراد لیں کہ ان تین مساجد کے سوا ہر مقام کو سفر کرنا حرام ہے تو پھر کوئی سفر حلال نہیں رہے گا اور حجاج کا شدّ رحال منیٰ و عرفات صفا و مروۃ کی طرف بھی حرام ہوگا۔ اور اگر آپ کہیں کہ وہ دوسری نصوص سے ثابت ہے تو زیارتِ قبور کے لئے بھی "فزوروها" امر موجود ہے۔

۲۳۔ دیوبندی عقیدہ:

نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال لانا گدھے اور بیل کے تصور میں ڈوب جانے سے کئی درجہ برا ہے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی اپنی کتاب "صراط مستقیم" صفحہ ۸۶ پر لکھتے ہیں:

"بمقتضائے ظلمات بعضہا فوق بعض از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجۂ خود بہتر است وصرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ وخر خود است"۔

ترجمہ: "اس قاعدہ کے مطابق کہ بعض اندھیریاں بعض سے بڑھ کر ہوتی ہیں، زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی سے جماع کا خیال بہتر ہے اور بزرگانِ دین بلکہ سیّد عالم ﷺ کا خیال گدھے اور بیل کے تصور سے کئی درجہ بہت برا ہے"۔

اہلِ سنّت کا عقیدہ:

جو ایسا گندہ اور خبیث عقیدہ رکھے وہ منکرِ شانِ رسالت و ولایت ہے۔ اس کا سیّد عالم ﷺ سے کوئی تعلق نہیں، کل قیامت کے دن درک الاسفلین میں دوزخ کے شعلوں میں جل رہا ہوگا اور اس کا کوئی حامی و مددگار نہ ہوگا۔ کیونکہ اس عبارت میں حضور علیہ السلام اور اولیاء اللہ کی ایسی شدید توہین ہے جس کو تحریر کرتے ہوئے بھی قلم کانپتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر قوم دیوبند کی دغا بازیاں اور خبیث عقائد کو ظاہر کرنا مقصود نہ ہوتا تو خدا کی قسم ہم ایسے منحوس الفاظ کو اپنی کتاب میں لکھنا بھی گوارا نہ کرتے مگر افسوس صد افسوس کہ مولوی فردوس علی اس کفر کو بھی اسلام ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے اور اس عبارت کی غلط و فاسد تاویلات سے مولوی اسمٰعیل کے دامن سے یہ غلیظ دھبہ دھونا چاہتا ہے۔ مگر اس کو پتہ نہیں کہ اسمٰعیل کے دامن پر ایک دھبہ نہیں بلکہ ہزار ہا ہیں۔

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

سب سے پہلے اس فارسی عبارت کا جو اردو ترجمہ فردوس علی نے کیا ہے، وہ سنیے:

"اور نماز میں اپنی پوری توجہ کو خداوند تعالیٰ سے ارادۃً ہٹا کر اپنے پیر یا دوسرے قابل تعظیم لوگوں کی طرف۔ خواہ جناب رسالت مآب ہوں، پھیر دینا اپنی گائے یا گدھے پر متوجہ

ہونے سے بہت برا ہے۔"

صرف ہمت کا ترجمہ یہ کیا:

"اپنی پوری توجہ کو خداوند تعالیٰ سے ارادۃً ہٹا کر"

اور استغراق کا ترجمہ "متوجہ ہونا" کیا۔حالانکہ صَرف کا معنی پھیرنا اور ہمّت کا معنی ارادہ، قصد، خیال، توجہ ہے۔ ملاحظہ ہو، غیاث اللغات، منتخب اللغات، منتہی الادب وغیرہم اور المنجد باب الہاء میں ہے۔

"الهمة اول الارادة"۔

یعنی ارادہ کی ابتدائی حالت کو ہمت کہتے ہیں اور یہ یقیناً خیال ہے تو صرف ہمّت کا معنی ہوا، خیال لانا، ارادہ کرنا، توجہ پھیرنا...... مگر فردوس علی، اسمٰعیل کی اس عبارت کو صحیح کرنے کے لئے اس کا ترجمہ کرتا ہے:

"اپنی پوری توجہ کو اللہ تعالیٰ سے ارادۃً ہٹا کر"۔

سوال یہ ہے کہ اتنا لمبا معنی کس لفظ کا ہے۔ ہمت کا معنی تو صرف خیال، قصد، توجہ ہے اور لفظ استغراق کا معنی ہے محو ہونا، غرق ہونا، ڈوب جانا، (کریم اللغات ص ۸ وغیرہ من کتب اللغات) اور مولوی فردوس علی اس کا ترجمہ کرتا ہے۔ متوجہ ہونا، جو صریحاً غلط ہے۔ ترجمہ خود غلط کرتا ہے اور اعتراض اعلیٰ حضرت پر کہ انہوں نے ہمّت کا معنی غلط کیا ہے اور وسوسہ زنا کو وسوسہ فاحشہ سے تعبیر کیا ہے۔ اس پر ملاّ کو اعتراض ہے کہ زنا کو فاحشہ کیوں کہا، یہ اعلیٰ حضرت نے لطف لینے کے لئے کہا ہے۔ لعنت، لعنت بلعنت

ملاّ صاحب ! اگر فاحشہ کا لفظ لطف لینے کے لئے ہی لکھا جاتا ہے تو خدا تعالیٰ پر کیوں فتویٰ نہیں لگاتا۔ وہ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

"وَ لا تقربوا الزنٰی انه کان فاحشة و ساء سبیلا"۔

(پارہ ۱۵، آیت ۳۲)

یہ ہے مصنّف "چراغِ سنّت" کی تہذیب۔ کیا کوئی دیوبندی اس پر غور کرے گا۔ مگر کون

سوچے؟ ؎

ایں خانہ ہمہ چراغ است: ؎

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

اور پھر سوال الفاظ کی بحث کا نہیں ، ادائے مضمون کا ہے ، اسمٰعیل نے اس مضمون کو جس طریقۂ خبیثہ کے ساتھ ادا کیا ہے اس کو کبھی کوئی مسلمان صحیح قرار نہیں دے سکتا۔ البتہ فردوس علی کی اور بات ہے!

مسئلہ تو صرف یہ ہے کہ نماز میں غیر اللہ کا خیال نہیں آنا چاہیے، اس کو اسمٰعیل یوں ادا کرتا ہے:

"بزرگانِ دین بلکہ خود سید عالم ﷺ کا خیال نماز میں لانا گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے"۔

خیر عشاق تو جو تصور کرتے ہیں کرتے ہی ہیں ۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ دیو بندی حضرات نماز پڑھتے ہوئے گدھے اور بیل کا تصور جمائے رکھتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے غالبًا انہی کے لئے فرمایا ہے: ؎

" بر زبان تسبیح و در دِل گاوٗ خر "

ناظرین ! مصنف چراغ سنت چونکہ ، مودودی صاحب کا ایجنٹ اعظم ہے اس لئے جو طرز تحریر اس کی ہے وہ ہی اس کی ۔ مودودی صاحب ایک مقام پر لکھتے ہیں ، تقلید ناجائز و حرام ہے اور صرف ایک ورق الٹیے تو آپ پڑھیں گے کہ تقلید کے سوا چارہ نہیں ۔ یوں ہی فردوس علی صراط مستقیم کی اس ناپاک عبارت کو صحیح ثابت کرتا ہے اور اس کے ایک ایک لفظ پر لغات سے بحث کرتا ہے کہ نماز میں حضور علیہ السلام کی طرف توجہ گدھے اور بیل سے زیادہ بدتر ہے اور صرف ایک ورق آگے الٹیے تو آپ کو یہ لفظ نظر آئیں گے ۔ نماز میں رسول اللہ ﷺ کا خیال آنا اور لانا دونوں مبارک چیزیں ہیں ۔ اس کے بعد ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ یا تو یہ عوام کو گمراہ کرنا ہے یا دروغ گو را حافظہ نباشد ، ...... اور اہل سنت و جماعت کا مسلک اس مسئلہ میں یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی صورت کریمہ کو دل میں حاضر جاننا مقصدِ عبادت کے حصول کا ذریعہ عظمٰی ہے ۔ حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد: واحضر فی

قلبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قلب میں نبی کریم ﷺ کو حاضر سمجھ کر یہ کہے:

"السلام علیك ایها النبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔

اس کی تردید میں علماء دیو بند نے مکمل ایک بیان داغ دیا اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا لفظ حاضران کے قلب میں ایک مستقل کانٹا بن کر رہ گیا۔ اسمٰعیل کی غلط عبارات کو صحیح کرنے کے لئے تاویلیں کیں اور اس صحیح مسئلہ کو غلط کرنے کے لئے ایچ پیچ کھیلے۔ ملاحظہ ہو:

۱۔ صحابہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حاضر وغائب میں فرق کرنے کے لئے السلام علیک ایھا النبی بدل دیا اور السلام علی النبی پڑھنا شروع کیا۔

۲۔ السلام علیک کے "ایھا النبی " سے حاضر مراد نہیں بلکہ یہ تو لفظ جس طرح معراج میں عطا ہوا اسی حالت پر باقی ہے۔ (ملاحظہ ہو رسالہ الصلوٰۃ والسلام مصنفہ فردوس علی، ص ۳۶، ۳۷، ۳۸)

۳۔ حضور کو حاضر و ناظر سمجھنے والے کافر ہیں۔ (چراغ سنت)

ناظرین! یہ تین وہ توہمات ہیں جن پر دیو بندیوں کو بڑا ناز ہے۔ ہم ان تینوں کا تفصیل سے جواب عرض کرتے ہیں۔

سوال نمبر 1۔

یہ صحابہ کرام پر الزام ہے اور جھوٹ باندھا ہے۔ صحابہ عظام ہمیشہ السلام علیک ایھا النبی ہی پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے کبھی نماز میں السلام علی النبی نہیں پڑھا۔ دیو بندی اس مقام پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"جب آپ کا انتقال ہوا تو ہم صحابہ نے یوں پڑھنا شروع کیا: السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم "۔ (بخاری شریف کتاب الاستیذان، باب المصافحہ)

اس روایت کو جس بے ایمانی سے درج کیا، وہ ملاحظہ ہو، بخاری شریف کے الفاظ یہ ہیں:

"فلمّا قبض علیه السّلام قلنا سلام یعنی علی النبی ﷺ "۔

اس کا صاف صاف ترجمہ یہ ہے:

"جب حضور علیہ السلام کا وصال ہوا ہم نے نبی کریم کی ذات پر سلام کہا"۔

بخاری شریف میں نہیں ہے، البتہ بخاری شریف کے الفاظ یہ ہیں:

"سلام یعنی علی النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم "۔

اب آیئے اس روایت کے متعلق حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح "مرقاۃ المفاتیح" ص ۵۵۸ جلد اوّل میں دیکھیے۔

آپ ارشاد فرماتے ہیں:

" واما قول ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کنّا نقول فی حیاۃ رسول اللہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم السلام علیک ایّھا النبی فلمّا قبض علیہ السلام قلنا السلام علی النبی فھو روایۃ ابی عوانۃ و روایۃ البخاری الاصح منھا بنیت ان ذالک لیس من قول ابن مسعود بل من فھم الراوی عنہ و لفظھا فلما قبض قلنا سلام یعنی علی النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فقولہ قلنا سلام یحتمل انہ ارادیہ استمررنا بہ علی ما کنا علیہ فی حیاتہٖ و یحتمل انہٗ اراد عرضنا عن الخطاب و اذا احتمل بلفظ لم یبق فیہ دلالۃ کذا ذکرہٗ ابن حجر "۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود کا یہ قول کہ ہم حضور علیہ السلام کی حیات میں السلام علیک ایھا النبی کہتے تھے جب حضور کا وصال ہوا اور ہم نے السلام علی النبی کہا۔ یہ روایت ابوعوانہ کی ہے۔ بخاری کی روایت اس سے اصح ہے اس کے لفظ یہ ہیں۔ ہم نے سلام کہا یعنی حضور علیہ السلام پر اس نے بیان کر دیا کہ یہ قول ابن مسعود کا نہیں، راوی کا قول ہے اس نے اپنی فہم کے مطابق بیان کر دیا اور اس قول میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ جس طرح حضور علیہ السلام کو ظاہری حیات میں ہم السلام علیک ایھا النبی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

قلنا سلام یعنی علی النّبی اور دیوبندی لکھتے ہیں ہم نے السلام علی النّبی پڑھنا

شروع کر دیا۔ لفظ یعنی ہضم کر جاتے ہیں اگر یہ لفظ ہضم نہ کرتے تو دیو بندی مقصد کیسے پورا ہوتا۔ اس لئے حدیث سے یہ لفظ چھوڑ دیتے ہیں۔ بتایئے! اس سے بڑھ کر بھی کوئی دھوکہ بازی ہوسکتی ہے اور پھر قلنا کا ترجمہ یہ کیا کہ "ہم نے پڑھنا شروع کر دیا" یعنی ہم پڑھتے تھے، جو ماضی مطلق کا ترجمہ استمراری میں کرتا ہے وہ قوم دیو بندیہ کے مصنف اعظم ہیں۔ مولوی صاحبان قلنا صیغہ جمع متکلم کا ہے اور اس کا معنی ہے: ہم نے کہا یہ ماضی مطلق معلوم ہے۔ معلوم ہوتا ہے آپ لوگوں نے صرف بہائی کا بھی مطالعہ نہیں فرمایا ورنہ مطلق کو استمراری نہ بناتے یا پھر یہ عوام کو گمراہ کرنے کا سامان ہے۔ دیو بند میں آپ قلنا کا ترجمہ یہی پڑھاتے ہوں گے۔ قلت میں نے پڑھنا شروع کر دیا قلنا ہم نے پڑھنا شروع کر دیا اور اس پر جھوٹ کی ایک اور تہہ جمائی کہ صحابہ نے حاضر غائب میں فرق کرنے کے لئے یہ الفاظ بدل دیئے۔

مولوی صاحبان! اگر ہم اس کو صحیح مان لیں کہ صحابہ کرام حضور کی ظاہری حیات میں السلام علیک کہا کرتے تھے اور وصال شریف کے بعد السلام علی النبی کہنا شروع کر دیا اور صرف حاضر و غائب کا فرق کرنے کے لئے علیک بدل دیا اس لئے کہ اب حضور حاضر نہیں، تو میں پوچھتا ہوں کہ حضور کے زمانہ میں جو صحابہ مکہ معظمہ یا مدینہ پاک سے دور دراز ملکوں میں رہتے تھے وہ کیا لفظ پڑھتے تھے؟ اور اگر وہ بھی السلام علیک ہی پڑھتے تھے تو پھر حاضر و غائب کے فرق کا کیا معنی؟ کیا آپ اس وقت مکہ والے صحابہ کے لئے حاضر تھے یا نہیں؟ اگر تھے تو مسئلہ صاف اور اگر نہیں تو آپ کا یہ کہنا کہ حاضر و غائب کے فرق کے لئے قطعاً فضول اور غلط ہے۔

حضرات دیو بند! یہ الفاظ السلام علی النبی ابی عوانہ کی روایت میں ہیں اور یہ روایت کہا کرتے تھے۔ اسی طرح حضور کی وفات کے بعد کہتے رہے، دوسرا احتمال یہ ہے کہ ہم نے خطاب چھوڑ دیا جب الفاظ میں احتمال پیدا ہو گیا تو دلالت (قطعیہ) باقی نہ رہی۔

ناظرین! ملا علی قاری کی اس تصریح سے ثابت ہو گیا کہ:

۱۔ السلام علی النبی ابن مسعود کے الفاظ نہیں، راوی کا قول ہے۔

۲۔ یہ الفاظ بخاری میں نہیں۔

۳۔ اس سے دلیل نہیں پکڑی جا سکتی اور دیوبندی مولوی اس کو ابن مسعود کی روایت قرار دیتے ہیں اور اس کو بخاری کی طرف منسوب کرتے ہیں اور پھر اس سے دلیل پکڑتے ہیں اور ان تینوں کا رد ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کر دیا جو کافی اور وافی ہے۔

اب صحیح مسلم شریف ص ۱۷۴ پر حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں:

" علمني رسول الله صلّى الله عليه وسلّم التشهد و كفي بين كفيه كما يعلمني السورة من القرآن "۔

ترجمہ: رسول کریم ﷺ نے مجھے تشہد سکھایا اس وقت میری ہتھیلی حضور کے دونوں مبارک ہتھیلیوں کے درمیان تھی۔ جس طرح مجھے قرآن کی سورت سکھاتے تھے"۔

اس پر نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

"فاما الصلوٰة فهذه صفتها واما السلام فكما علمتم في التشهد و هو قولهم السلام عليك ايها النبي - (الٰى آخره)

ناظرین! اتنے اہتمام سے تعلیم دیئے ہوئے تشہد کو صحابہ کرام اپنے خیال سے کیسے بدل سکتے ہیں۔ یہ صحابہ کی ذات پر بہت بڑی جسارت اور الزام ہے کہ صحابہ عظام ایسے مہتم بالشان مسائل کو محض اپنے خیال سے بدل دیا کرتے تھے۔ یہ ایسی فاش بغاوت ہے جس کو اہل سنت کبھی معاف نہیں کر سکتے۔ دیوبندیوں کی طبیعت کی کجی کا کہاں کہاں ذکر کیا جائے۔

زلف میں اچھی طبیعت میں کجی اچھی نہیں

سوال نمبر ۲:

یہ ہے کہ السلام علیک ایھا النبی سے خطاب مراد نہیں بلکہ یہ ایقاء علی اصلہ ہے یعنی اللہ نے شب معراج میں جو حضور علیہ السلام کو مخاطب فرما کر السلام علیک ایھا النبی فرمایا تھا۔ اس سلام و خطاب کی حکایت کرنا مقصود ہے۔ یہ غلط ہے اس کے لئے کوئی مستند روایت قوم دیوبندیہ کے پاس نہیں اور جو روایت وہ پیش کرتے ہیں اس کے متعلق خود دیوبندیوں کے پیشوا مولوی انور شاہ صاحب نے عرف شذی صفحہ ۱۳۹ پر فرمایا ہے کہ جو روایت اس کے لئے پیش کی جاتی ہے:

" لم اجد سند هذه الرواية "۔

میں نے اس روایت کی کوئی سند نہیں پائی۔ جمہور محدثین وائمہ سلف نے تصریح کی ہے کہ "السلام علیک ایها النبی " سے مراد خطاب ہی ہے نہ نقل وحکایت۔ چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۰ جلد ا پر اس امر کی تشریح کرتے ہوئے (کہ نماز میں خطاب بشر مفسد صلوٰۃ ہے) تحریر فرماتے ہیں:

" و جواز الخطاب من خصوصياته عليه السلام "۔

یعنی نماز میں جو السلام علیک سے خطاب ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے۔

ناظرین! غور فرمایئے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کو خطاب کہہ رہے ہیں اور دیوبندی حضرات حکایت۔

مولوی صاحبان! اگر محض حکایت ہی مراد ہوتی جیسا کہ آپ کا خیال ہے تو یہ سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ محض حکایت کے طور پر تو قرآن کریم میں یا آدم، یا نوح، یا موسیٰ وغیرھا بھی وارد ہیں اور نمازوں میں بھی پڑھے جاتے ہیں اور نماز فاسد نہیں ہوتی۔ معلوم ہوا کہ نمازی نماز میں سلام سے حضور کو حاضر سمجھ کر خطاب کرتا ہے اور جمہور محدثین کرام وعلمائے ملت رحمۃ اللہ علیہم بالتفصیل تشریح فرما رہے ہیں کہ جب نمازی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو جب بارگاہ خداوندی میں نظر اٹھاتا ہے تو دیکھتا ہے کہ "اذا الحبيب فی حرم الحبيب حاضر " اللہ کا محبوب اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہے تو نمازی فوراً خطاب وندا کے ساتھ عرض کرتا ہے:

" السلام عليك ايها النبی ورحمة الله وبركاتهٗ "۔

یہ محبوب ومقبول تقریر حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ثانی ص ۲۵۰ پر اور علامہ امام قسطلانی نے مواہب اللدنیہ جلد ثانی ص ۲۳۰ پر علامہ زرقانی نے شرح مواہب اللدنیہ جلد ۷ صفحہ ۳۲۹ پر، قطب ربانی سیدی امام عبدالوہاب شعرانی کتاب المیزان صفحہ ۱۴۵ پر، مولانا عبدالحیٔ لکھنوی سعایہ جلد ثانی صفحہ ۲۲۷ پر فرمائی ہے۔

مندرجہ بالا تمام علمائے متبحرین رحمۃ اللہ علیہم کی عظیم الشان تصریحات کے باوجود اگر کوئی ہٹ دھرمی سے کام لے اور نہ مانوں والی رٹ لگائے رکھے تو بتائیے اس کا کیا علاج! علاوہ ازیں عالمگیری ص ۷۲، جلد اوّل میں ہے:

"ولا بد من ان یقصد بالفاظ التشهد معانیها التی وضعت لها من عنده کانه یحیی الله تعالٰی و یسلم علی النبی صلی الله علیه وسلم و علی نفسه و اولیاء الله تعالٰی کذا فی الزاهدی "۔

اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لایقصد الاخبار والحکایة عما وقع فی المعراج منه علیه السلام من ربه و من الملائکة"۔

یعنی نمازی السلام علیک ایها النبی پڑھتے وقت اخبار اور حکایت کا قصد نہ کرے جو معراج میں اللہ کی طرف سے واقع ہو۔

اور درمختار باب کیفیت الصلوٰۃ جلد اوّل میں ہے:

" و یقصد بالفاظ التشهد الانشاء کانهٗ یحیی الله و یسلم علی نبیه نفسه"۔

یعنی الفاظ سے حکایت نہیں انشاء کا قصد کرے گویا کہ وہ ربّ کو تحیۃ اور نبی کریم کو سلام عرض کر رہا ہے۔

ان جلیل القدر علماء کی تصریحات سے واضح ہو گیا کہ دیوبندی مناظرین کا اس کو حکایت کہنا بالکل باطل محض ہے۔ اس مسئلہ کی نفیس تحقیق کے لئے دیکھو تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر مصنفہ غزالیٔ زماں علّامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہٗ۔

سوال نمبر ۳:

جہاں تک مسئلہ حاضر و ناظر کا تعلق ہے یہ تو مسئلہ قرآن کریم کی متعدد آیات اور احادیث، اقوال علمائے اُمّت سے مبرہن ہو چکا ہے۔ اس کی تحقیق کے لئے علمائے اہل سنّت کی تصنیفات

کو دیکھیے۔ فی الحال ہم صرف ایک عبارت نقل کرتے ہیں:

"اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل" میں جناب شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"با چندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علمائے امت است، یک کس را دریں مسئلہ خلافی نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی است و بر اعمال امت حاضر و ناظر"۔

ترجمہ: اس اختلاف مذاہب کے باوجود جو علمائے امت میں ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ حضور علیہ السلام حقیقی زندگی سے بغیر تاویل ومجاز کے احتمال کے دائم باقی ہیں اور امت کے اعمال میں حاضر وناظر ہیں"۔

اس کے بعد ہم منتظر ہیں کہ علماء دیوبند کب شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ پر فتویٰ کفر لگاتے ہیں کیونکہ وہ تو حضور کے حاظر و ناظر ہونے کی تشریح فرمارہے ہیں۔ بتایئے۔

کیا وہ کافر ہیں؟ بحمد اللہ دیوبندی علماء کے نظریات کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیر دی گئیں۔

۲۵۔ دیوبندی عقیدہ:

شیطان کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ ہے۔

براہین قاطعہ، مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے ص ۵۱ پر ہے:

"الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں کہ علم آپ کا ان امور میں ملک

الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ ص ۵۲

ناظرین! مندرجہ بالا دو عبارتوں سے جو چیزیں بداہۃً سامنے ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ شیطان اور ملک الموت کا علم زمین کو محیط ہے۔

۲۔ اور یہ نص قطعی سے ثابت ہے۔

۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے محیط زمین کا علم ماننا شرک ہے۔

۴۔ کیونکہ یہ نص سے ثابت نہیں۔

۵۔ شیطان کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وسیع ہے۔

۶۔ حضور کا علم ملک الموت کے برابر بھی نہیں۔ چہ جائیکہ زیادہ۔

اہل سنت کا عقیدہ:

سیّد عالم ﷺ علی الاطلاق تمام مخلوق سے زیادہ علم والے ہیں۔ کسی فرد کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ نہیں جو شخص کسی کو حضور سے زیادہ عالم سمجھے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کیونکہ یہ توہین علم نبوی ﷺ ہے اور موھن نبی کریم ﷺ بالاتفاق کافر ہے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نسیم الریاض شرح شفاء شریف مطبوعہ مصر ص ۳۳۵ جلد ۲ پر فرماتے ہیں:

"فان من قال فلان اعلم منه صلّی الله علیه وسلّم فقد عابه و نقصه ...... والحکم فیه حکم السباب من غیر فرق بینهما"۔

ترجمہ: جو کوئی یہ کہے کہ فلاں نبی کریم ﷺ سے زیادہ عالم ہے۔ اس نے سیّد عالم پر عیب لگایا اور توہین کی۔ اس کے اور حضور ﷺ کو گالیاں دینے والے کا ایک ہی حکم ہے؟

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مخلوق کا کوئی فرد دنیا و آخرت کا کوئی علم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی باطنیت کے سوا حاصل نہیں کرسکتا۔ برابر ہے کہ انبیاء متقدمین ہوں یا وہ علماء ہوں جو حضور کی بعثت سے متأخر ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے اوّلین و آخرین کے تمام علوم عطا کئے گئے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ ہم آخرین سے ہیں اور حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے ان علوم میں تعیم فرمائی۔ لہٰذا یہ حکم ہر قسم کے علوم کو شامل ہے۔ خواہ علم منقول معقول ہو یا مفہوم وموہوب لہٰذا ہر مسلمان کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ وہ بواسطہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں علی الاطلاق سب سے زیادہ علم والے ہیں"۔

مولانا عبدالسمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "انوار ساطعہ" لکھی اور اس میں قاعدہ اصالت کے تحت کہ نبی کریم ہر چیز کی اصل ہیں، فرمایا:

" کہ جب چاند سورج کی چمک دمک تمام روئے زمین پر پائی جاتی ہے اور شیطان اور ملک الموت تمام محیط زمین پر موجود رہتے ہیں۔ بنی آدم کو دیکھتے اور ان کے احوال جانتے ہیں تو نبی کریم ﷺ کا اپنی روحانیت ونورانیت کے ساتھ بیک وقت بہت سے مقامات پر تمام روئے زمین میں رونق افروز ہونا اور اس کا علم رکھنا کس طرح ناممکن اور کفر وشرک ہوسکتا ہے"۔

یعنی چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کی اصل ہیں تو فرع میں کوئی کمال نہیں ہوسکتا جب تک اس کا وجود اصل میں نہ پایا جائے بخلاف عیب کے اور یہ قاعدہ واصول علماء کے نزدیک مسلّم ہے، ثابت ہوا کہ ملک الموت وشیطان کو جو علم ہے وہ حضور سے مستفاد ہے۔

اب مولوی خلیل احمد اس کا جواب "براہین قاطعہ" میں لکھنے بیٹھے تو لکھ دیا کہ:

"ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔

اب اس جاہل ملا خلیل کو کون سمجھائے کہ ...... افضلیت کی تو انہوں نے بات ہی نہیں کی تم نے ویسے ہی افضل ہونے کے سبب لکھ دیا۔ ملا خلیل نے اس بات کو بلا سوچے سمجھے لکھ دیا۔ اس بے چارے کو سخت غلط فہمی ہوئی مگر اس کے حامیوں نے آواز دی گرو جی ٹھہریئے! ہم نیچے پڑے ہوئے بھی ہار ماننے کو تیار نہیں اور پھڑک کر بولے:

"مولوی عبدالسمیع رامپوری کی یہ گستاخی ہماری نظر میں ہرگز قابل معافی نہیں توبہ توبہ حضور پاک کا علم شیطان کے علم سے ثابت کر رہے ہیں۔ اس صورت میں ہر مومن کو بھی روئے

زمین کا علم ہونا چاہیے کیونکہ ہر مومن کو بھی روئے زمین کا علم ہونا چاہیے کیونکہ ہر مومن بھی شیطان سے افضل ہے"۔ (چراغِ سنت، ص ۲۱۷، طبع ۲)

اکابر دیوبند تو مر کر مٹی میں مل گئے۔ اب اصاغر دیوبند کی باری ہے۔ یہ علم میں اگرچہ کورا ہے مگر ہے بڑا چالاک۔ اس نے اُس کفر و توہین کو صحیح بنانے کے لئے نو اصول بنائے، جو یہ ہیں:

۱۔ نبی کریم ﷺ کو ذرّہ ذرّہ کا علم نہیں۔

۲۔ نبی کریم ﷺ کا علم ایک ذرّہ کو بھی محیط نہیں۔

۳۔ عقیدہ کے لئے دلیل قطعی کی ضرورت ہے نبی حضور کے علم کے لئے کوئی دلیل نہیں۔

۴۔ معلومات دنیوی کا حضور کو کوئی علم نہیں۔

۵۔ علم صرف علم شریعت کو کہتے ہیں لہٰذا حضور کو صرف شریعت کا علم ہے۔

۶۔ غیر نبی دنیاوی معاملات میں نبی سے بڑھ سکتا ہے۔

۷۔ دنیاوی باتیں نہ جاننے سے نبی کی فضیلت میں کچھ فرق نہیں آتا۔

۸۔ جزئی چیز کا علم ادنیٰ کو ہو اور اعلیٰ کو نہ ہو تو یہ ہو سکتا ہے۔

۹۔ وہ تمام واقعات جو وقتاً فوقتاً حضور علیہ السلام کسی سے پوچھتے تھے یعنی تیرا نام کیا ہے؟ فلاں کا گھر کدھر ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام واقعات کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے علم ہونے کی دلیل ٹھہرایا۔

یہ ہیں وہ نو اصول جو دیوبندی علماء نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمئی علم میں پیش کئے۔ حقیقتاً یہ نو (۹) نہیں صرف ایک ہے جس کو پھیلا کر ۹ بنا دیئے تاکہ عوام سمجھیں کہ دیوبندی بہت بڑے عالم ہیں۔ اب جو تاویل اس خبیث عبارت کو صحیح کرنے کے لئے انہوں نے کی ہے۔ اس کا سارا دارومدار ذاتی و عطائی ہے۔ یعنی حضور سے نفی علم ذاتی کی ہے اور شیطان کے لئے اثبات علم عطائی کا ہے۔

یہ تاویل سخت اور غلط اور فاسد ہے کیونکہ حضور کے لئے ذاتی علم کا تو قائل ہے ہی نہیں پھر ذاتی عطائی کا فرق چہ معنیٰ دارد؟ بلکہ فردوس علی کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کے گرو اسمٰعیل دہلوی تو حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے عطائی کے بھی قائل نہیں۔ ملاحظہ ہو تقویۃ الایمان، ص:

"پھر خواہ یہ عقیدہ رکھے کہ ان کو خود بخود ہے یا اللہ تعالیٰ سے عطا کیا ہوا ہے ہر طرح ہر طرح شرک ہے"۔

اب فرمایئے اسمٰعیل تو علم عطائی کو بھی شرک کہہ رہے ہیں، جو علم نبی کے لئے شرک ہے شیطان کے لئے اسلام کیسے ہوا مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس سے آپ کا کچھ زیادہ ہی تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ بچائے! دوبارہ عرض کروں گا کہ اس عبارت میں غور کیجئے! شاید اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت نصیب فرمائے۔

حرف آخر:

مولوی صاحب! آپ نے اپنے اصول نمبر ۲ میں فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا علم ایک ذرہ کو بھی محیط نہیں مگر خلیل کی عبارت تشریح آپ نے علم محیط زمین کا شیطان کے لئے مان لیا ہے۔ کیا تاڑنے والے قیامت کی نظر نہیں رکھتے؟

۲۶۔ دیو بندی عقیدہ: اعمال میں امتی نبی سے بڑھ جاتا ہے۔

مولوی قاسم نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الناس کی ص ۵ پر لکھتے ہیں:

"انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں"۔

اہل سنت کا عقیدہ:

انبیاء علم و عمل دونوں میں غیر انبیاء سے ممتاز ہوتے ہیں اس کے خلاف عقیدہ باطل ہے، مولوی فردوس علی نے اس مقام پر ملا منظور سنبھلی کی کتاب فیصلہ کن مناظرہ سے ایک عبارت نقل کی ہے کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یجوز ان یکون غیر النبی فوق النبی فی علوم لا تتوقف بنوته علیها" (الکبیر ص ۴۹۵، جلد ۵)

اور اس عبارت پر اس کو بڑا ناز ہے۔ حالانکہ یہ بھی بالکل اسی طرح جس طرح دیو بندیوں

کے ملا خلیل نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے کیا۔ مولوی صاحب! یہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب نہیں وہ اپنا مذہب تفسیر کبیر کے اسی صفحہ پر یوں بیان فرماتے ہیں:

"والامۃ لا تکون اعلی حالاً من النبی"۔

"امت کسی حال میں کسی نبی سے اعلیٰ نہیں ہو سکتی"۔

یہاں بھی یہی دھوکہ بازذہن کارفرما ہے اور پورا منظر لا تقربوا الصلوۃ اورانتم سکاری کا سامنے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ساری "چراغ سنت" اسی طریقہ پر مبنی ہے۔ فقہاء واولیاء کی عبارات نصف نصف درج کردیں اور باقی چھوڑ دیں تاکہ دنیا کو گمراہ کرنے کا پورا پورا سامان تیار ہو سکے۔

مولوی صاحب! اللہ کے حضور پیش ہونا ہے آپ کو کیوں وہ وقت بھولتا جارہا ہے جہاں آپ اور ہم سب کو ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہوگا۔ خدارا باز آیئے ایسی کارستانیوں سے۔

۲۷۔ دیوبندی عقیدہ: قرآن کریم میں خاتم النبیین کا معنی آخری نبی عوام کا خیال ہے۔

مولوی قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اپنی کتاب تحذیر الناس ص ۳ پر لکھتے ہیں:

"بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اوّل معنی خاتم النبیین کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقّت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدیم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

اہل سنت کا عقیدہ:

آیت کریمہ میں خاتم النبیین کا معنٰی آخری نبی ہی ہیں اور یہ معنٰی منقول متواتر ہیں۔ الفاظ ومعانی دونوں کا نام قرآن کریم ہے۔ دونوں میں سے کسی ایک کا منکر، منکر قرآن ہے اور منکر قرآن دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس معنی متواتر پر جمہور علمائے امت کا اجماع ثابت ہے۔ اس کو عوام کا

خیال کہنے والا منکر قرآن ہونے کے علاوہ مرتکب تحقیر جمہور علمائے امت ہے اور علمائے ملت اسلامیہ کی تحقیر سخت گمراہی ہے۔ نیز یہ آیت کریمہ یقیناً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح ہے۔

سب سے پہلے مولوی قاسم کی اس عبارت کی تشریح سنئے:

عوام کے معنٰی عام لوگ، اہل فہم کے معنٰی سمجھ دار لوگ، جس وقت اہل فہم کے مقابلے میں عوام کا لفظ بولا جائے گا۔ اس وقت عوام کے معنٰی نا سمجھ لوگ ہوں گے۔ تقدم کے معنٰی پہلے اور آگے ہونا، تاخر کے معنٰی بعد کو اور پیچھے ہونا۔ زمانی کے معنٰی زمانے کے اعتبار سے، بالذات کے معنٰی اپنی ذات سے اور اپنی ذات کے اندر، فضیلت کے معنٰی خوبی اور بزرگی، مدح کے معنٰی تعریف۔

واقعہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:

"ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله و خاتم النبيين و كان الله بكل شيء عليماً۔

"یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں سے پچھلے نبی ہیں اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔"

ساڑھے تیرہ سو برس سے بھی پیشتر سے اب تک کے تمام اگلے پچھلے اولیاء وعلماء وعوام اہل اسلام کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ اس آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے صرف یہی معنٰی ہیں کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں اور جو شخص اس ضروری دینی معنٰی کے خلاف کوئی اور معنٰی اس لفظ کے بتائے وہ ہرگز مسلمان نہیں۔ بلکہ شریعت اسلامیہ کے حکم سے کافر، مرتد، بے دین ہے۔ لیکن مولوی نانوتوی صاحب کی اس عبارت کا صریح اور صاف اور واضح مطلب یہی ہوا کہ آیہ کریمہ میں خاتم النبیین کے یہ معنٰی سمجھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں یہ تو نا سمجھ لوگوں کا خیال ہے، سمجھ دار لوگوں کے نزدیک یہ معنٰی غلط ہیں۔ کیونکہ زمانے کے لحاظ سے سب سے پہلے یا سب سے پچھلے ہونا اپنی ذات کے اندر کوئی خوبی اور بزرگی نہیں رکھتا۔ بلکہ آیت کریمہ میں اگر وصف خاتم النبیین کے معنٰی سب سے پچھلا نبی مراد ہوں تو چونکہ یہ آیت مبارکہ حضور انور ﷺ کی تعریف میں ہے۔ لہٰذا اس تعریف کے مقام میں خاتم النبیین فرمانا کیوں کر صحیح ہوگا؟

یہی مولوی نانوتوی صاحب اپنی کتاب تحذیر الناس کے ص ۳، ۴ پر ایک مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"دیکھو زمین، پہاڑ، در و دیوار، چاند، آئینہ، آفتاب سب میں نور کی صفت موجود ہے۔ جب ہم تلاش کرتے ہیں کہ زمین کو، پہاڑ کو، دروازے کو، دیوار کو نور کی صفت کہاں سے حاصل ہوئی، تو پتہ چلتا ہے کہ ایک آئینہ ان چیزوں کے مقابل لگا ہوا ہے۔ اسی آئینے کے واسطے ان چیزوں کو نور کی صفت حاصل ہوئی۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ آئینے کے مقابلے میں چاند ہے۔ چاند کا نور آئینے کو بھی نور کی صفت دے رہا ہے۔ پھر ہم تجسس کرتے ہیں کہ چاند کو نور صفت کس سے ملی۔ تو یہ ہیئت فلکی و نظام شمسی سے ثابت ہوتا ہے کہ چاند کو بھی نور کی صفت خود اپنی ذات سے نہیں ملی، بلکہ چاند کے مقابلے میں آفتاب ہے، آفتاب ہی کا نور چاند کو نور کی صفت سے موصوف کر رہا ہے۔ آفتاب تک پہنچ کر یہ تجسس و جستجو کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ آفتاب صفت نور کے ساتھ بغیر کسی کے واسطے کے خود بخود اپنی ذات سے موصوف ہے اور آفتاب کے سوا چاند، آئینہ، دیوار، دروازہ، پہاڑ، زمین سب کے سب اپنی ذات سے نہیں بلکہ اسی آفتاب ہی کے واسطے سے صفت نور کے ساتھ موصوف ہیں۔

پھر اسی کتاب کے ص ۴ پر لکھتے ہیں:

"سو اسی طور رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمایئے یعنی آپ موصوف بوصف بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف بالعرض، اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے۔ پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔ آپ پر سلسلۂ نبوت ختم ہو جاتا ہے"

وصف کے معنی صفت، نبوت کے معنی پیغمبری، خاتمیت کے معنی خاتم ہونا، موصوف بالذات وہ ہستی ہے۔ جس کو کوئی صفت خود اپنی ذات سے بغیر کسی کے واسطہ کے حاصل ہوئی ہو۔ موصوف بالعرض وہ ہستی ہے جس کو کوئی صفت خود اپنی ذات سے نہیں بلکہ کسی دوسرے کے واسطے سے حاصل ہوئی ہو۔ مختتم کے معنی ختم ہونے والا ہے۔

تو مولوی نانوتوی صاحب کی اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہوا کہ آیت کریمہ میں جو حضور ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے۔ اس کے یہ معنٰی تصور کرنا چاہیے کہ حضور کو بغیر کسی دوسرے کے واسطے کے خود بخود اپنی ذات سے نبوت حاصل ہوئی ہے۔ یعنی نبیوں کو رسولوں سے نبوت حاصل ہوئی۔ رسولوں کو مرسلین اولوالعزم سے نبوت حاصل ہوئی۔ مرسلین اولوالعزم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت حاصل ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی اور کے واسطے کے خود اپنی ہی ذات سے نبوت حاصل کی تو جیسے آفتاب پر تفحص و جستجو کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا۔ اسی طرح حضور ﷺ پر تجسس و تلاش کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔

مولوی نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کے اس معنٰی کا کہ حضور ﷺ سب سے پچھلے نبی ہیں جو تمام اگلے پچھلے مسلمانوں کی ضروریات ایمانیہ میں داخل ہے ختم زمانی اور خاتمیت زمانی نام رکھا ہے اور مولوی نانوتوی صاحب نے خود اپنی طبیعت سے خاتم النبیین کے جو معنٰی گڑھے کہ حضور بغیر کسی اور کے واسطے کے خود اپنی ذات سے نبی ہیں۔ تفسیر و حدیث و کلام و اصول و فقہ و لغت کی کسی کتاب سے ہرگز ہرگز یہ ثابت نہیں کہ خاتم کے معنٰی موصوف بالذات ہیں۔

مولوی نانوتوی صاحب نے اپنے اس تراشیدہ و خراشیدہ معنٰی کا نام ختم ذاتی اور خاتمیت مرتبی رکھا ہے اور اپنی اسی کتاب تحذیر الناس کے ص ۶ پر لکھتے ہیں:

"شایانِ شان محمدی خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی"۔

اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہوا کہ حضور ﷺ کی شانِ مبارک کے لائق خاتم النبیین کے صرف یہی معنٰی ہیں کہ حضور بغیر کسی دوسرے کے واسطے کے خود اپنی ذات سے نبی ہیں لیکن خاتم النبیین کے یہ معنٰی کہ حضور ﷺ سب سے پچھلے نبی ہیں۔ حضور کی شان کے لائق نہیں۔

مولوی نانوتوی صاحب نے اپنی اسی کتاب تحذیر الناس کے ص ۱۴ پر لکھا ہے:

"اختتام اگر بایں معنٰی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا، تو آپ کا خاتم ہونا انبیائے گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو۔ جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"۔

اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہوا کہ خاتم النبیین کے، اگر یہی معنی لئے جائیں کہ حضور ﷺ سب سے پچھلے نبی ہیں تو یہ خرابی ہوگی کہ حضور اس صورت میں صرف انہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خاتم ہوں گے جو حضور سے پہلے دنیا میں تشریف لا چکے ہیں لیکن اگر خاتم النبیین کے وہ معنیٰ لئے جائیں جو میں نے بیان کئے کہ حضور بغیر کسی دوسرے کے واسطے کے اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں تو اس میں یہ خوبی ہے کہ اگر حضور کے زمانے میں بھی کبھی کہیں اور کوئی نبی ہو تو پھر بھی حضور ویسے ہی خاتم النبیین رہیں گے۔ یعنی حضور کے زمانے میں جو اور نبی ہوں گے وہ سب اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور ہی کے واسطے سے نبی ہوں گے۔ لیکن حضور بغیر کسی اور نبی کے واسطے کے خود اپنی ہی ذات سے نبی رہیں گے۔

"مولوی نانوتوی صاحب اپنی اسی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں:

"اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے، جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

اور اتصاف ذاتی بوصف نبوت کے معنیٰ اپنی ذات سے خود بخود نبی ہونا۔ مماثل نبوی کے معنیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل افراد مقصودہ بالخلق کے معنی وہ لوگ ہیں جن کا پیدا فرمانا اللہ تعالیٰ کو منظور ہے۔ انبیاء کے افراد خارجی سے مراد وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو دنیا میں تشریف لا چکے۔ انبیاء کے افراد مقدرہ سے مراد وہ نبی جو دنیا میں پیدا تو نہیں ہوئے لیکن فرض کر لیا جائے کہ وہ بھی پیدا ہو جائیں۔

اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہ ہوا کہ اگر خاتم النبیین کے یہ معنیٰ مراد ہوں کہ حضور ﷺ سب سے پچھلے نبی ہیں تو اس میں یہ خرابی ہے کہ حضور کا صرف انہی انبیاء علیہم السلام سے افضل ہونا اور حضور کا صرف انہی انبیاء علیہم السلام میں بے مثل ہونا ثابت ہوگا۔ جو دنیا میں پیدا ہو چکے لیکن اگر خاتم النبیین کے معنیٰ وہ مراد ہوں جو میں نے بیان کئے کہ حضور بغیر کسی دوسرے نبی کے واسطے

کے اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں تو اس میں یہ خوبی ہے کہ جو نبی دنیا میں پیدا نہیں ہوئے ان سے بھی حضور کا افضل ہونا ثابت ہو جائے گا۔ اور جو نبی دنیا میں پیدا ہو چکے اور جو نبی پیدا نہیں ہوئے ان سب میں سے کسی کا بھی حضور کے مثل نہ ہونا ثابت ہوگا۔ بلکہ اگر یہ مان لیا جائے کہ حضور ﷺ کے زمانہ مبارک کے بعد بھی اور نبی پیدا ہوں گے تو بھی حضور کے خاتم الانبیاء ہونے میں کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ بلکہ حضور ہی کے واسطے سے نبی ہوں گے اور حضور اسی طرح بغیر کسی دوسرے نبی کے واسطے کے خود ہی اپنی ذات سے نبی رہیں گے"۔

مولوی نانوتوی صاحب نے اپنی ان عبارتوں میں حضور ﷺ کے سب سے پچھلے نبی ہونے کے جو عقائد ضروریہ دینیہ میں ہے۔ سخت شدید تکذیب کی اور خود اپنے جی سے ختم نبوت کے ایسے معنے گھڑے جن سے قیامت تک ہزاروں، لاکھوں جدید نبیوں، نئے پیغمبروں کے لئے نبوت کا دروازہ کھول دیا۔

مولوی نانوتوی صاحب سے سیکھ کر ہر شخص معاذ اللہ کہہ سکتا ہے کہ میں نبی و پیغمبر ہوں۔ لیکن میں خود اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور ہی کے واسطے سے نبی و پیغمبر بنا ہوں۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے رسالے "ایک غلطی کا ازالہ" میں بالکل بعینہٖ اسی طرح اپنے نبی و رسول و پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ مرزا قادیانی نے بھی خاتم النبیین کے یہی معنٰی لکھے ہیں کہ کسی شخص کے لئے مرتبہ نبوت حاصل کرنے تک پہنچنے کا بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کے کوئی راستہ نہیں۔

ایک یہ بات ہمیں ضرور گزارش کرنی ہے کہ آیت مبارکہ میں خاتم النبیین کے صرف یہی معنٰی کہ حضور ﷺ سب سے پچھلے نبی ہیں۔ ساڑھے تیرہ سو برس سے بھی پیشتر سے اب تک تمام خواص و عوام اہل اسلام مانتے چلے آئے ہیں۔ یہی معنٰی تمام علمائے کرام و صوفیائے عظام و متکلمین فخام و مفسرین عالی مقام نے بتائے۔ یہی معنٰی صحابہ کرام نے تابعین کو، تابعین نے تبع تابعین کو، تبع تابعین نے اپنے بعد والوں کو سمجھائے بلکہ یہی معنٰی خود حضور ﷺ نے سینکڑوں حدیثوں میں ارشاد فرمائے۔ بلکہ خود باری تعالیٰ نے بیسیوں آیات مبارکہ میں متعدد طریقوں سے خاتم النبیین کے صرف

یہی معنی سکھائے ہیں۔

(اس امر کا اقرار قادیانی مرزائیوں کے مقابلہ میں خود دیو بندی مولویوں کو بھی بار بار کرنا ہی پڑا)

مولوی قاسم نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الناس کے ص ۲۹ پر لکھتے ہیں:

"باقی رہی یہ بات کہ بڑوں کی تاویل کو نہ مانئے تو ان کی تحقیر نعوذ باللہ لازم آئے گی۔ یہ انہی لوگوں کے خیال میں آ سکتی ہے جو بڑوں کی بات فقط از راہ بے ادبی نہیں مانا کرتے، ایسے لوگ اگر ایسا سمجھیں تو بجا ہے المرء یقیس علی نفسہ اپنا یہ وطیرہ نہیں۔ نقصان شان اور چیز ہے اور خطا و نسیان اور چیز اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آ گیا اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا؟۔

گاہ باشد کہ کودکے ناداں
بغلط بر ہدف زند تیرے

اس عبارت کا صاف واضح صریح مطلب یہ ہوا کہ ساڑھے تیرہ سو برس سے بھی پیشتر سے آج تک کسی مولوی، کسی امام، کسی عالم، کسی متکلم، کسی مفسر، کسی صوفی، کسی ولی، کسی تابع تابعین، کسی تابعی، کسی صحابی نے حتیٰ کہ خود حضور نبی کریم ﷺ نے آیہ کریمہ میں خاتم النبیین کے وہ معنی ہرگز ہرگز نہیں بتائے جو مولوی نانوتوی صاحب نے تصنیف کئے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی اور واسطے کے خود اپنی ذات سے نبی ہیں۔ خاتم النبیین کے یہ معنی گھڑنے کی مشقیں تو صرف مولوی نانوتوی صاحب نے فرمائیں اور نانوتوی صاحب ہی نے ان سب حضرات کے بتائے ہوئے سمجھائے ہوئے، ارشاد فرمائے ہوئے معنی میں خرابیاں خامیاں غلطیاں بتائیں تو مولوی نانوتوی صاحب فرماتے ہیں کہ ساڑھے تیرہ سو برس سے بھی پیشتر سے اب تک کے تمام اکابر پیشوایانِ اسلام کے بتائے ہوئے معنی کو غلط جاننے اور ان کے مقابلہ میں میرے تصنیف کئے ہوئے معنی کو صحیح ماننے سے ان اکابرِ اسلام کی کوئی توہین نہیں ہوتی۔ خاتم النبیین کے معنی سمجھنے میں ان سب حضرات کا اکابرِ اسلام سے بھول چوک تو ضرور ہو گئی لیکن اس بھول چوک سے ان کی شان میں کچھ کمی نہیں آ گئی۔ ان تمام حضرات اکابرِ اسلام اوّلین و آخرین میں کسی نے اس مسئلہ ضروریہ دینیہ کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی اس لئے ان میں سے کوئی بھی

خاتم النبیین کے صحیح معنی نہیں سمجھ سکا۔ اس سے ان کا مرتبہ گھٹ نہیں گیا اور میں نے باوجود ایک نادان بچہ ہونے کے ٹھکانے کی بات کہہ دی۔ خاتم النبیین کے معنٰی صحیح طور پر بتا دیئے۔ اس سے میرا مرتبہ کچھ بڑھ نہیں گیا۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک ناسمجھ لڑکا غلطی سے صحیح نشانے پر تیر مار لیتا ہے۔ مولوی نانوتوی صاحب نے ان عبارتوں میں تمام اکابر اسلام اوّلین وآخرین کو بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عوام یعنی ناسمجھ لوگوں میں شامل کر کے سخت اہانت کی ہے۔

اس موقعہ پر دیوبندی مصنفین کو ایک اعتراض ہے جس کا جواب حاضر ہے حقیقت یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنٰی آخری نبی ہی ہیں۔ ساڑھے تیرہ سو برس سے بھی پیشتر سے اب تک کے تمام اگلے پچھلے علماء و اولیاء و عوام اہل اسلام کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ اس آیہ کریمہ میں خاتم النبیین کے صرف یہی معنٰی ہیں کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں۔ سب سے پہلا اعتراض دیوبندیوں کا یہ ہے کہ صرف یہی معنی کی کوئی دلیل پیش کریں اور ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ ایک دلیل بھی نہیں رکھتے۔ اگر حصر کی کوئی دلیل ہے تو پیش کریں۔

جواب: ہم نے اگر کسی اہلِ سنت عالم کی کوئی کتاب پیش کی تو آپ ہرگز نہیں مانیں گے کیونکہ آپ کو نہ ماننوں کا مرض ہے اس لئے ہم دو دیوبندی مولویوں کی کتابیں پیش کرتے ہیں اور یہ دونوں عالم ہزارہا دیوبندی علماء کے استاذ ہیں۔

۱۔ مولوی مفتی محمد شفیع صاحب کراچی۔ دیوبندیوں کے مفتی اعظم

۲۔ مولوی محمد ادریس صاحب کاندھلوی۔ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور۔

مفتی محمد شفیع نے اپنے رسالہ "ہدیۃ المہدیین" کے ص ۲۱ اور ص ۳۵ پر لکھا ہے:

"لغت عربی اس پر حاکم ہے کہ آیت میں جو خاتم النبیین ہے اس کے معنٰی آخری نبی ہیں اور نہ کچھ اور .... امت نے خاتم کا یہی معنٰی مراد ہونے پر اجماع کیا ہے۔ اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے اور اصرار کرے تو قتل کیا جائے۔

اور یہی معنی انہوں نے ختم النبوۃ فی القرآن، ختم النبوۃ فی الآثار میں بھی بیان کئے ہیں۔

مولوی صاحب ! اپنے مفتی اعظم کی اس عبارت کو دوبارہ پڑھئے اور غور کیجئے، اس عبارت سے یہ نتائج سامنے ہیں:

ا۔ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہیں نہ کچھ اور۔

۲۔ اس معنٰی پر امت کا اجماع ہے۔

۳۔ اس کے منکر کو قتل کیا جائے۔

اب ہم یہ عرض کریں گے کہ ایک دس پیسہ کا کارڈ کراچی لکھئے اور پوچھئے مفتی صاحب اس حصر کی کیا دلیل ہے اور یہ بھی لکھنا کہ آپ کے اس فتویٰ سے مولوی قاسم صاحب کافر و مرتد ہو گئے ہیں۔ کیونکہ وہ آخری نبی کا معنٰی عوام کا خیال بتا رہے ہیں۔

دوسرے دیوبندی عالم ادریس کاندھلوی صاحب ہیں جو جامعہ اشرفیہ لاہور کے محدّث ہیں۔ انہوں نے ایک کتاب مسک الختام فی ختم النبوۃ علی سید الانام لکھی ہے۔ اس کے ص ۱۵ پر لکھتے ہیں:

"لفظ خاتم جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہوگا تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہیں لہٰذا آیت مذکورہ میں چونکہ خاتم کی اضافت نبیین کی طرف ہو رہی ہے اس لئے اس کے معنی آخر النبیین اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہوں گے"۔

اور صفحہ ۲۰ پر ہے:

"خاتم النبیین کے جو معنی ہم نے بیان کئے یعنی آخر النبیین کے تمام ائمہ لغت اور علمائے عربیت اور تمام علمائے شریعت عہد نبوت سے لے کر اب تک سب کے سب یہی معنی بیان کرتے آئے ہیں۔ ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ تعالیٰ ایک حرف بھی کتب تفسیر اور کتب حدیث میں اس کے خلاف نہ ملے گا"۔

اور صفحہ ۲۰ پر ہے:

"خلاصہ کلام یہ کہ خاتم النبیین کے معنٰی آخر النبیین کے ہی ہیں۔ جس نبی پر یہ آیت اتری اس نے اس آیت کے یہی معنٰی سمجھے اور سمجھائے اور جن صحابہ نے اس نبی سے قرآن اور

اس کی تفسیر پڑھی انہوں نے بھی یہی معنی سمجھے۔ فمن شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر "۔

ناظرین! مولوی ادریس صاحب کی ان تینوں عبارتوں سے یہ نتیجہ سامنے ہے:

۱۔ لفظ خاتم جب قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی صرف آخری ہوتے ہیں۔

۲۔ تمام ائمہ لغت اور علماء عربیت اور علماء شریعت نے عہد نبوت سے لے کر آج تک یہی معنی بیان کئے ہیں۔

۳۔ اس کے خلاف تفسیر و حدیث میں ایک لفظ بھی نہیں ملے گا۔

۴۔ نبی کریم نے بھی یہی معنٰی سمجھے سمجھائے

۵۔ صحابہ کرام نے بھی یہی معنٰی سمجھے۔

فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر،

اب دیوبندی حضرات کے اس دعوئی پر غور کیجئے کہ خاتم النبیین سے آخرالنبیین کا معنی مراد لینے پر ایک دلیل بھی نہیں۔

الفضل ما شهدت به الا عداء۔

تحذیر الناس صفحہ ۴ والی عبارت جس میں مولوی قاسم نے لکھا ہے کہ آپ موصوف بوصف بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف بالعرض کا مطلب یوں بیان کیا ہے کہ آپ بالذات نبوت سے موصوف ہیں اور دوسرے انبیاء بالعرض (یعنی) آپ کی نبوت دوامی اور قدیمی ہے اور دوسروں کی حادث عرضی۔

چراغ ہدایت صفحہ ۸۰ پر اس کی تشریح علامہ رضوی صاحب نے یوں کی ہے:

"موصوف بالذات وہ ہستی ہے جس کو کوئی صفت بغیر کسی کے واسطے حاصل ہوئی ہو، اور موصوف بالعرض وہ ہستی ہے جس کو کوئی صفت اپنی ذات سے نہیں بلکہ کسی دوسرے کے واسطے سے حاصل ہوتی ہو"۔

اور وہ یہ معنی ہیں جو دیوبندی مصنف چراغ سنت نے شرح مطالع کے حوالے سے صفحہ ۱۹۹ پر

درج کئے ہیں۔

"السادس ان یحصل لموضوعه بلا واسطة و فی مقابلة العرضی۔ یعنی ذاتی وہ ہے جو بلا واسطہ حاصل ہو اور عرضی وہ ہے جس کا حصول بالواسطہ ہو، یہی معنی رضوی صاحب نے کئے ایک مقام پر انہوں نے مولوی قاسم صاحب کی ساری تشریح کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھا کہ مولوی قاسم صاحب کے نزدیک ذاتی اور عرضی کے معنی یہ ہیں کہ حضور کی نبوت قدیم ہے اور باقی انبیاء کی حادث یعنی فنا ہونے والی، پھر اس کی رضوی صاحب نے تردید کی کہ یہ معنی غلط ہیں۔ حد ہوگئی۔ اگر رضوی صاحب نے حادث کا معنی فنا ہونے والا کیا ہے تو آپ نے ۱۹۵ پر کیوں باقی انبیاء کی نبوّت کو حادث عرضی لکھا۔ حادث کا معنی آپ کے نزدیک کیا ہے؟ رہا یہ کہ انہوں نے بالعرض کا معنی عارضی وفنا ہونے والا کیا ہے، تو یہ غلط ہے، انہوں نے تو چراغ ہدایت میں صاف صاف فرمایا کہ موصوف بالعرض وہ ہستی ہے کہ جس کو کوئی صفت کسی دوسرے کے واسطے سے حاصل ہو، پتہ نہیں معترض اندھا ہو کر بلا سوچے سمجھے کیوں اعتراض کرتا ہے۔ ہاں اگر اعتراض نہ کرے تو اقرار کرنا ہوگا اور اقرار کرنا بڑا مشکل ہے۔ پارٹی کیا کہے گی۔

۲۸۔ دیوبندی عقیدہ:

اگر حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

مولوی قاسم صاحب تحذیر الناس صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں:

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے"۔

اہل سنّت کا عقیدہ:

یہ ہے کہ اگر بفرضِ محال حضور علیہ السلام کے زمانہ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو سیّد عالم ﷺ کی خاتمیت میں ضرور فرق آئے گا۔ اس مقام پر چراغ ہدایت میں علامہ محمود احمد رضوی صاحب کی ایک نفیس تقریر ہے جو درج ذیل ہے۔

آگے چلئے!

مولوی قاسم نانوتوی نے اسی کتاب پر اکتفاء نہیں کیا کہ حضور کے ارشاد فرمائے ہوئے معنی کو جاہلوں کا خیال اور اس کے خلاف اپنی طرف سے ایک نئے معنی گھڑے۔ بلکہ انہوں نے اس پر تفریعاً یہ بھی لکھ دیا کہ جو معنی میں کرتا ہوں اس کی بناء پر تو

"آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا، بلکہ بالفرض آپ کے زمانے میں کبھی کہیں اور کوئی نبی ہو۔ جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہے گا۔

تحذیر الناس ص ۱۴، پھر ص ۲۸ پر لکھا کہ:

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔

یعنی وہ کہتے ہیں کہ جب خاتم النبیین کے معنی یہ ہوں کہ حضور اصلی نبی ہیں اور دیگر انبیاء عرضی نبی ہیں تو پھر بالفرض حضور کے زمانہ میں یا حضور کے بعد بھی کوئی نبی ہو۔ جب بھی حضور کی خاتمیت میں فرق نہ آئے گا۔ کیونکہ اس صورت میں حضور اصلی نبی رہیں گے اور دوسرا نبی عرضی نبی ہوگا۔ لیکن اس عبارت کے بعد حضور اکرم کا آخر الانبیاء ہونا کہاں باقی رہا۔ اگر حضور کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا تجویز کیا جائے تو خاتمیت بمعنی آخریت کہاں رہی اور خاتمیتِ ذاتی کے لئے مولوی قاسم نے مانا ہے کہ خاتمیت زمانی لازم ہے۔ چنانچہ صفحہ ۸ پر لکھا ہے:

"ختم نبوت بمعنی معروض کو تأخر زمانی لازم ہے"۔

مولوی حسین احمد مدنی نے اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:

"تیسرا طریقہ یہ ہے کہ فقط ایک ہی معنی خاتم سے مراد ہوں اور وہ خاتمیت مرتبی ہے اور اس کی خاتمیت زمانی لازم ہے"۔

تو جب یہ بات ہے تو اس عبارت کے بعد خاتم زمانی تو بالکل باطل ہوگئی جو خاتمیت مرتبی کا لازم تھا اور جب لازم باطل ہوا تو ملزوم بھی باطل ہو جاتا ہے تو اس عبارت سے نہ خاتمیت ذاتی باقی رہتی ہے اور نہ خاتمیت زمانی، دونوں کا صفایا ہو جاتا ہے، اس لئے ہم کہتے ہیں:

کہ جب یہ کہا جائے کہ بالفرض حضور کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمد یہ میں فرق نہ آئے گا، یہ عبارت اس لئے قابل اعتراض ہے کہ اس سے خاتمیت زمانی تو یقیناً حضور کی خاتمیت میں فرق آتا ہے اور مولوی قاسم کہتے ہیں ،فرق نہیں آتا۔تو اس سے خاتمیت زمانی تو باطل ہو گئی اور خاتمیت مرتبی کو خاتم زمانی لازم تھی۔ جب لازم باطل ہوا تو ملزوم بھی باطل ہو گیا اور اس طرح اس عبارت سے ختم زمانی وختم ذاتی دونوں کا خاتمہ ہو گیا۔

لن ترانیوں کے جوابات:

قارئینِ کرام !اگر ہماری ان مدلل تصریحات سے عبارت تحذیر الناس کے تمام پہلو آپ کے سامنے آ گئے ہیں اور ان اعتراضات کے جوابات بھی ہو گئے ہیں جو دیو بندی تاویل نگار کرتے رہتے ہیں:

۱۔ مصنف چراغ سنت نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کو انگریز کا ایجنٹ کہا۔ہم نے ثابت کیا کہ بفضلہٖ تعالیٰ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ انگریز کے ایجنٹ نہیں تھے بلکہ علماء دیوبند انگریز کے ایجنٹ تھے۔جنہوں نے انگریز سے جہاد حرام قرار دیا اور سکھوں سے جہاد کی آڑ میں سب سے پہلے مسلمانانِ یاغستان سے جنگ کی۔اور اسی طرح ہندوستان پر انگریزوں کے قدم مضبوط کیے۔

۲۔ مصنفِ چراغ سنت نے دعویٰ کیا کہ عبارت تحذیر الناس بالکل حق وثواب ہے اور خاتم النبیین کے جو معنی مولوی قاسم نے کئے اس سے حضور کی فضیلت دوبالا ہو جاتی ہے۔ہم نے ثابت کیا کہ عبارت تحذیر الناس کفر وضلال پر مشتمل ہے اور اس سے حضور کی فضیلت نہیں بلکہ توہین ہوتی ہے۔

۳۔ مصنفِ چراغ سنت نے فریب دیا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عبارت تحذیر الناس میں تیرہ فریب کئے اور مختلف ٹکڑوں کو جوڑ کر علمائے عرب کے سامنے پیش کیا۔ہم نے ثابت کر دیا کہ عبارت تحذیر الناس کا ہر ٹکڑا مستقل طور پر قابل اعتراض ہے اس کو علیحدہ علیحدہ لکھیے یا ایک جگہ جمع کر دیجیے مفہوم میں کچھ خلل نہیں آتا۔

بہت بڑے فریب کا جواب:

اسی دیو بندی مصنف نے چراغ سنت کے صفحہ نمبر ۱۵۴ پر لکھا ہے:

"ہاں اگر خاتمیت معنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت کیجئے جیسا کہ اِس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ کے اور کسی کو افرادِ مقصودہ باخلق میں مماثل نبوی نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے۔ (تحذیر الناس)

اس عبارت میں مولوی احمد رضا خاں نے یہ کاری گری کی کہ جتنا حصہ خط کشیدہ ہے وہ لکھ دیا اور پہلا حصہ جس میں اتصاف ذاتی کے لفظ ہیں وہ چھوڑ دیا۔ اب علمائے عرب کیا جانیں پیچھے سے کتنی عبارت خان صاحب سمندر میں پھینک آئے ہیں"۔ (چراغ سنت ص ۱۵۴)

جواب:

اس موقع پر مصنف چراغ سنت کا اعتراض صرف اس قدر ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے خط کشیدہ حروف والی عبارت تو لکھ دی اور اوپر والی عبارت نہیں لکھی۔

میں کہتا ہوں کہ یہ اعتراض اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جب کہ دونوں عبارتوں کے علیحدہ علیحدہ کرنے سے مفہوم بگڑ جائے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں عبارتیں مستقل طور پر قابل اعتراض ہیں، کیونکہ اوپر والی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم ذاتی نبی ہیں اور دیگر انبیاء عرضی نبی ہیں۔ یہی وہ معنی ہیں جو مولوی صاحب نے اپنی طرف سے آیہ خاتم النبیین کے کئے ہیں جو بجائے خود قابل ذکر ہیں اور جلی حروف والی (خط کشیدہ) عبارت کا یہ مطلب ہے کہ جب آیہ کریمہ خاتم النبیین کے معنی ذاتی نبی کے ہوئے تو اب بالفرض کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔

یہ عبارت بھی مستقل طور پر کفر ہے کیونکہ اس سے ختم زمانی ختم مرتبی دونوں کا صفایا ہو جاتا ہے کیونکہ مولوی قاسم صاحب نے یہ مانا ہے کہ خاتم مرتبی کو ختم زمانی لازم ہے تو اس عبارت سے ختم زمانی جو لازم تھی وہ تو قطعاً باطل ہوگئی...... کیونکہ اگر خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے لئے کئے جائیں تو پھر یہ کہا جائے کہ............ بالفرض حضور کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو ...... خاتمیت محمدیہ میں فرق نہیں آئے گا"۔

اس سے خاتمیت زمانی باطل ہو جاتی ہے، کیونکہ بالفرض نبی پیدا ہونے کی صورت میں یقیناً حضور آخری نبی نہیں رہتے اور حضور کی خاتمیت بمعنی آخریت میں فرق آتا ہے۔تو جب خاتمیت زمانی جو خاتمیت مرتبی کو لازم تھی اس عبارت سے باطل ہوئی تو ملزوم بھی باطل ہو جاتا ہے لہٰذا اس عبارت نے خاتمیت زمانی و خاتمیت ذاتی دونوں کا صفایا کر دیا۔اس لئے عبارت کا یہ ٹکڑا مستقل طور پر کفر ہے۔

(کوئی اہل علم ہو تو ہماری اس عبارت پر ایمانداری سے غور کرے) بہر حال جب عبارت کے دونوں ٹکڑے قابل اعتراض ہیں تو اعلیٰ حضرت بریلوی نے دونوں میں سے ایک لکھ دیا تو کیا قصور کیا؟

دوسرا فریب:

دیوبندیوں کے مصنفین لکھتے ہیں کہ بریلویوں کو لفظ "بالفرض" پر اعتراض ہے، قرآن وحدیث میں ایسے فرض اور بالفرض بے شمار ہیں:

لو کان فیهما آلهة

اگر زمین وآسمان میں خداوند تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا خدا ہوتا تو زمین وآسمان خراب ہو جاتے۔

ولو تول علینا بعض الاقاویل ...... الخ

بالفرض اگر ہمارا سچا رسول کچھ بناوٹی باتیں کرنے لگے تو ہم اس کو داہنے ہاتھ سے پکڑ لیں کیا خداوند کو حضور علیہ السلام پر کچھ بدظنی ہو چلی تھی"۔(چراغ سنت، ص ۱۵۵)

جواب:

قارئین کرام! اس موقع پر اگر ہم دیوبندی مصنفین کے ان کلمات کا تجزیہ کر دیں اور ان کی جہالت کا حال بیان کریں تو بات بہت دور چلی جائے گی۔دراصل ہم کو لفظ بالفرض پر اعتراض نہیں ہے بلکہ اعتراض مولوی قاسم کے ان لفظوں پر ہے۔

"تو پھر خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہیں آئے گا"۔

غور سے پڑھئے، مولوی قاسم کی عبارت یہ ہے:

"بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا"۔

غور کیجئے! بالفرض اگر نبی پیدا ہو تو حضور کی خاتمیت میں فرق آئے گا یا نہیں آئے گا۔ اگر آپ کہیں کہ "نہیں آئے گا" تو یہ غلط ہے، کیوں ...... اس لئے کہ:

۱۔ اگر بالفرض دیوبندی مصنفین کی دونوں آنکھیں نکال دی جائیں تو پھر بھی ان کی بینائی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

۲۔ بالفرض اگر دیوبندیوں کے سر کو جسم سے جدا کر دیا جائے تو پھر ان کے زندہ رہنے میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

۳۔ بالفرض اگر دیوبندی حضرات اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو پھر بھی ان کے نکاح میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

۴۔ بالفرض اگر دیوبندی زنا کر لیں تو پھر بھی ان کی پاک دامنی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

تو جناب آیئے! فرق آئے گا یا نہیں آئے گا۔ تو اعتراض ان لفظوں پر ہے کہ "فرق نہیں آئے گا"۔

اور یہی مولوی قاسم کہتے ہیں:

"بالفرض حضور کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمد یہ میں کچھ فرق نہیں آئے گا"۔

تو فرض کا لفظ ان تمام مثالوں میں موجود ہے جو قابلِ اعتراض ہیں، قابل اعتراض لفظ یہ ہیں "کچھ فرق نہیں آئے گا"۔

ہم کہتے ہیں اور ساری دنیا کے انسان کہتے ہیں کہ بالفرض حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمد یہ میں ضرور فرق آئے گا۔ کیونکہ اس صورت میں حضور آخری نبی نہیں رہیں گے اور مولوی قاسم کہتے ہیں:

"بالفرض حضور کے بعد نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمد یہ میں کچھ فرق نہیں آئے گا"۔

مجھے امید ہے کہ قارئین کرام خوب اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے۔ اب بھی اگر کوئی ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس عبارت کو اسلام کہے تو یہ اس کی مرضی ہے۔

اہل فہم کے لئے

اہل علم کی خدمت میں گزارش ہے۔ یہ بالفرض والی عبارت مولوی صاحب نے خاتمیت

مرتبی مراد لینے کی صورت میں فرض کی ہے۔لیکن اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کو یعنی خاتمیت مرتبی کو خاتمیت زمانی لازم ہے۔تو اس عبارت سے خاتمیتِ زمانی باطل ہو جاتی ہے۔جب یہ باطل ہوئی تو خاتمیت مرتبی بھی باطل ہوگئی۔کیونکہ لازم کا بطلان ملزوم کے بطلان پر دلالت کرتا ہے۔جیسا کہ اوپر ہم تفصیل کے ساتھ لکھ چکے ہیں۔

فافہم

نیز یہ یاد رکھیں کہ اس عبارت کے متعلق تمام دیوبندیوں کو بھی یہ تسلیم ہے کہ خاتمیتِ زمانی باطل ہو جاتی ہے۔چنانچہ خود ان کے مصنفین نے بھی جب اصل عبارت کو لکھا تو ڈیش میں یہ بھی لکھ دیا کہ (خاتمیت ذاتی) جس سے واضح ہوتا ہے کہ خاتمیت زمانی کا انتفاء اس عبارت سے ان کو بھی تسلیم ہے، بلکہ تمام علمائے دیوبند کو تسلیم ہے۔

قارئین کرام! گو اس تشریح سے دیوبندی مصنفین کے تمام فریبوں کی قلعی کھل گئی ہے مگر ممکن ہے وہ جہلاء کو بہلانے کے لئے یہ کہہ دیں کہ ہماری تحریر کے لفظ لفظ کا علیحدہ علیحدہ کر کے جواب نہیں دیا۔تو اب علیحدہ علیحدہ جواب بھی سن لیجئے،تحذیر الناس کی عبارت یہ ہے:

"بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا"۔

اور قرآن کی ایک آیت کا ترجمہ یہ ہے:

"اگر زمین و آسمان میں خدا کے سوا دوسرا خدا ہو تو زمین و آسمان میں فساد پیدا ہو جائے گا"۔

ان دونوں عبارتوں میں جو فرق ہے وہ ایک جاہل سمجھ سکتا ہے مگر دیوبندی کی ہٹ دھرمی اور پھر دیدہ دلیری ملاحظہ ہو کہ دونوں عبارتوں کو ایک کر رہا ہے۔دیکھئے! قرآن تو یہ کہتا ہے کہ اگر زمین و آسمان میں کوئی اور خدا ہوتا تو ان میں فساد نہ آئے گا۔کوئی جاہل سے جاہل شخص بھی ایسا کہہ سکتا ہے؟

مولوی قاسم نانوتوی صاحب نے یہ ہی کہا ہے کہ اگر بالفرض حضور کے بعد کوئی اور نبی پیدا ہوتا تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

حالانکہ کہنا یہ چاہیے تھا کہ اگر بالفرض حضور کے بعد کوئی اور نبی مانا جائے تو بھی خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آئے گا ...... کیونکہ قرآن میں یہ ہی ہے: کہ اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی اور

خدا ہو تو پھر ان میں فساد آجائے گا...... اگر قرآن میں یہ ہوتا کہ پھر بھی فساد نہ آئے گا، تو البتہ کسی دیوبندی مصنف کا اس آیت کو پیش کرنا اس کے لئے مفید ہوتا۔

اسی سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ تحذیر الناس کی عبارت کس قدر غلط ہے اور کتنی گمراہیوں کا مجموعہ ہے۔

تیسرا فریب:

اس موقع پر اپنی جان میں دیوبندی مصنفین جو سب سے بڑا فریب دیتے ہیں، وہ یہ لکھتے ہیں:

"لیجئے، جس لفظ پر آپ مولوی قاسم کو کافر بتاتے ہیں، وہی لفظ مجدد الف ثانی نے بھی لکھا ہے، اگر بالفرض اس امت میں کوئی پیغمبر پیدا ہوتا تو فقہ حنفی پر عمل کرتا۔ اب ہم بریلویوں سے پوچھتے ہیں کہ جلدی کیجئے ان پر فتویٰ لگایئے"۔ (چراغ سنت، ص ۱۵۶)

جواب:

قارئین! اپنی جان میں دیوبندی مولویوں نے بہت ہی بڑا تیر مارا ہے اور اس کی حقیقت بھی تار عنکبوت سے زیادہ بودی ہے۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ اعتراض بالفرض کے لفظ پر نہیں ہے۔ بلکہ مولوی قاسم کے ان لفظوں پر ہے۔

"تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہیں آئے گا"۔

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اگر بالفرض ایسا فرماتے تو ہم ان پر بھی فتویٰ لگا دیتے جناب مجدد صاحب کے "فرض" اور قاسم کے "فرض" میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

دیکھئے! حضرت مجدد صاحب کو تو چھوڑیئے، خود حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو فاروق اعظم ہوتے"

حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"اگر بالفرض اس امت میں کوئی پیغمبر ہوتا تو فقہ حنفی پر عمل کرتا"۔

حضور کی حدیث اور مجدد صاحب کے قول میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی مقدم باطل ہے تالی

بھی باطل ہے۔یعنی چونکہ حضور کے بعد نبی نہیں اس لئے حضرت عمر نبی نہیں۔تو مجدد صاحب کے قول اور حضور اکرم کے ارشاد میں کوئی تضاد نہیں،یہ تو ایک فرضی شکل ہے،مقدم باطل تالی بھی باطل ہے۔اس کے برعکس مولوی قاسم کی عبارت میں صرف فرض ہی نہیں ہے بلکہ اس فرض سے جو نتیجہ نکالا جارہا ہے وہ غلط ہے،یہ لفظ۔

"تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔

یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے:

"اگر دو خدا فرض کر لئے جائیں تو پھر بھی خدا کی یکتائی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔

اور قرآن کہتا ہے:

"اگر دو خدا فرض کرلو،زمین وآسمان کے انتظام میں فرق آجائے گا،خدا کی توحید اور اس کی یکتائی میں فرق آجائے گا"۔

ناظرین!یہ تھی عبارت تحذیر الناس پر مکمل تقریر علامہ رضوی صاحب کی،اس کے مطالعہ کے بعد دیو بندی مولویوں کو چاہیے تھا کہ توبہ کی طرف رجوع کرتے اور اس باطل وغلط عقیدہ سے بیزاری کا اعلان کر دیتے،مگر آہ،فرقہ بازی،پارٹی بازی،تعصب نمائی،ضد،ہٹ دھرمی اور پھر اس کا جواب دینے کے لئے جو قلم اٹھایا تو ہوش وحواس قائم نہ رہے اور عجیب عجیب پر جہالت باتیں لکھیں حتیٰ کہ اسی بدحواسی کے عالم میں چراغ سنت کے صفحہ ۲۰۸ پر ایک حدیث لکھی جس کے عبارت میں کان کے اسم کو منصوب لکھ دیا۔حدیث یوں تحریر ہے:

"لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نبِیًّا لَکَانَ عُمَر"۔

یہاں آپ لفظ نبیا دیکھیں گے یہ بھی بالکل قلنا کے ترجمہ کی طرح ہے۔وہاں بھی ہم نے سبقا پڑھایا تھا کہ قُلْتُ کا ترجمہ:میں نے کہا،قلنا،ہم نے کہا،یہاں بھی نحو میر اٹھا کر پڑھانا ہے،کیا کیا جائے ملّا منظور سنبھلی سے نقل کئے ہوئے اعتراضات کا جواب دیں یا اس نام نہاد مصنف کو صیغے کے ترجموں کے لئے صرف اور عوامل کے عمل سمجھانے کے لئے نحو سمجھائیں ......نحو میر پڑھائیں......نہیں نہیں نحو میر تو انہوں نے ضرور پڑھی ہو گی،شاید بھول گئی ہو اور پھر ہو سکتا ہے کہ کہہ دیں،میر سیّد

شریف نے غلط لکھا ہے، کان کا اسم منصوب ہی ہوتا ہے، اس لئے ہم مولوی عبدالرحمٰن صاحب خطیب کوٹ فتح دین خاں دیوبندی قصوری کا رسالہ "عمدۃ النحو" دکھاتے ہیں، اس لئے کہ دیوبندی مولوی کبھی غلط نہیں کہتا۔ تمام محدثین ومفسرین وعلمائے ملت غلط کہہ سکتے ہیں۔ مگر دیوبندی حاشا وکلا غلط نہیں لکھ سکتا ان کی عبارات ہی کسی کی سمجھ میں نہیں آتیں اس لئے ہم دیوبندی مولوی کا رسالہ دکھاتے ہیں:

عمدۃ النحو ص ۵۱ سبق ۲۲ افعال ناقصہ ومقاربہ، افعال ناقصہ: یہ تعداد میں تیرہ ہیں ہمیشہ جملہ اسمیہ کے شروع میں آیا کرتے ہیں، بوقت ترکیب مبتدا ان کا اسم اور خبر ان کی خبر کہلاتی ہے۔ افعال ناقصہ ہمیشہ اپنے اسم کو حالت نصبی میں کر دیا کرتے ہیں۔

امثلہ۔ کان اللہ علیماً۔ صار خالد فقیرا۔ اصبح الامیر مریضاً وغیرہم

دیکھئے مولوی صاحب خوب یاد کرلو، کہ کان کا اسم مرفوع ہوتا ہے اور حدیث شریف کی عبارت یوں ہے:

لو کان بعدی نبیّ لکان عمر

اب بتایئے اس جہالت کا کیا جواب دیا جائے، سمجھ نہیں آتی کہ اس علم وفضل کے ساتھ اہل سنت کے عقائد کے خلاف کتاب لکھنے کا آپ کو کیوں کر الہام ہو۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب نے آپ کو صحیح مشورہ دیا تھا کہ آپ ابھی کچھ دن اور تعلیم حاصل کریں۔

بریں علم و دانش بباید گریست

بہر حال اس کو مولوی فردوس علی نے اس کے جواب میں پیش کیا ہے، کہ مولوی قاسم کی عبارت صحیح ہے اور یہ مثال مثبت کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پورے حواس باختہ ہیں۔

مولوی صاحب! اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر ہوتے۔ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں، لہٰذا عمر فاروق نبی نہیں۔

مولوی صاحب! پھر بات وہیں کی وہیں رہی کہ لازم باطل اور ملزوم بھی باطل، یعنی حضور کے بعد کوئی نبی نہیں، لہٰذا عمر فاروق بھی نبی نہیں اگر کوئی ہوتا تو حضرت عمر ہوتے۔

اگر مولوی قاسم یہ کہتے کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت میں فرق آجائے گا۔ تو واقعی آپ کی مثال ٹھیک تھی۔ اب دیکھیں آپ کدھر بھاگتے ہیں، مرزائیوں کے پاس جائیے شاید کچھ مواد مل جائے۔ مولوی صاحب خدا کا خوف کیجئے۔ مولوی قاسم کی عبارت کوئی قرآن کی آیت نہیں، ایک صریح غلط چیز کو الفاظ کے ہیر پھیر میں ڈال کر کیوں صحیح بنانے کی کوشش کرتے ہو۔ عوام کو گمراہ کرنے میں شاید آپ کو بڑا لطف آتا ہے۔

ایک انوکھی مثال:

اس جگہ مصنف چراغ سنت نے ایک اور مثال درج کی ہے اور اس کے بعد یہ لکھا ہے کہ بریلوی حضرات سوچ کر جواب لکھیں۔ وہ مثال یہ ہے کہ آفتاب کا طلوع ملزوم ہے اور دن کا ہونا اس کو لازم ہے اگر ہم دن کے وقت کسی دوسرے آفتاب کا وجود مان لیں تو آفتاب کے لازم دن کے وجود کو کیا نقصان پہنچے گا؟

جواباً عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا الٰہ ہے اور وحدہٗ لاشریک ہے، اگر آپ زمین و آسمان میں بفرض محال کوئی اور خدا مان لیں تو آپ کے ایمان میں کوئی فرق آئے گا یا نہیں؟ ذرا سوچ کر جواب لکھیں۔ ما ذا جوابکم فھو جوابنا۔

۲۹۔ دیوبندی عقیدہ: حضور علیہ السلام کے علم کو پاگلوں حیوانوں کے علم سے تشبیہ۔

دیوبندی امت کے حکیم مولوی محمد اشرف علی صاحب تھانوی اپنے رسالہ حفظ الایمان صفحہ ۸ مطبوعہ دیوبند میں لکھتے ہیں کہ:

"آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے"۔

اہل سنت کا عقیدہ:

حضور سید عالم ﷺ کے علم شریف کو بچوں اور پاگلوں اور حیوانوں سے تشبیہ دینا صریح کفر

ہے۔ مولوی اشرف علی کی اس عبارت میں حضور علیہ السلام کی توہین ہے اس لئے یہ عبارت جلا دینے کے قابل ہے۔ یہاں پہنچ کر ہمیں مولوی فردوس علی صاحب پر بڑا ترس آتا ہے وہ اس عبارت کے متعلق چراغ سنت کے صفحہ ۲۲۱ پر لکھتے ہیں:

"خدا کی قسم یہ جیسا اور ایسا حفظ الایمان میں نہیں ہے"۔

سبحان اللہ، سبحان اللہ، خدا کی قسم، سبحان اللہ، مولوی صاحب! ہم نے کاتب سے اسی لئے لفظ "ایسا" موٹی قلم سے لکھوایا ہے کہ آپ دیکھ سکیں اور اس پر ایک اور لطیفہ سنئے، یہاں تو قسم اٹھاتے ہیں کہ لفظ "ایسا" نہیں ہے، مگر صرف ایک صفحہ آگے دیکھئے تو لکھتے ہیں کہ بعض مخلصین نے مولوی اشرف علی کو مشورہ دیا کہ اس عبارت سے لفظ "ایسا" نکال دیں تو انہوں نے مشورہ دینے والے کو دعا دی اور لفظ ایسا اڑا دیا۔

مولوی صاحب! اگر خدا کی قسم یہاں لفظ "ایسا" نہیں تھا تو پھر اڑایا کیا؟ ۔

تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں

آگے چل کر مصنف چراغ سنت نے لفظ ایسا پر امیر اللغات سے بحث کی ہے۔ یہ تو خیر ہم مانتے ہیں کہ مولوی فردوس علی صاحب کو اردو لغات پر کافی عبور ہے یہاں انہوں نے اس عبارت کو صحیح ثابت کرنے کے لئے "ایسا" کی پانچ قسمیں لکھی ہیں اور ہر قسم کے ساتھ ایک ایک جملہ اردو کا تحریر کیا ہے تاکہ قرینہ سے معلوم ہو جائے کہ یہاں یہ لفظ کس قسم سے ہے تو عرض یہ ہے کہ اس عبارت حفظ الایمان میں لفظ "ایسا" تشبیہ کے لئے ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو ہمارا مدعا ثابت اور اگر نہیں تو نفی کی دلیل پیش کیجئے؟

اس عبارت کے متعلق مصنف "چراغ سنت" نے ایک اور بات کہی ہے کہ اشرف علی صاحب نے اس عبارت کو بدلا دیا تھا اور......لفظ......حکم کیا جانا......ایسا، ہر صبی و مجنون و جمیع حیوانات و بہائم کے اڑا دیئے تھے، بہر حال یہ ایک اچھا رجحان تھا اگر اسی طرح دوسرے دیوبندی مصنفین بھی اپنی غلط اور بے ادبی سے بھری ہوئی عبارات کو بدل دیتے تو آج قوم کو یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا اور آج بھی میں تمام علماءِ دیوبند سے انصاف کے نام پر اپیل کروں گا کہ تمام مل کر وہ عبارات جن میں

انبیاء و اولیاء کی توہینیں ہیں ختم کر کے ملّتِ اسلامیہ کے حال پر مہربانی کریں۔

جہاں تک مسئلہ علم غیب نبوی کا تعلق ہے تو اس کے اثبات کے لئے قرآن و احادیث سے ایسے روشن دلائل ہیں کہ جن کا انکار دیوبندی حضرات کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا اور وہ بھی اگر پارٹی بازی اور تعصب سے علیحدہ ہو کر غور کریں تو انکار کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ مگر شاید انکار کی کوئی سوچی سمجھی سکیم ہے جس پر تقریباً ایک صدی سے عمل کیا جا رہا ہے۔

عِلم اور اِطلاع:

دیوبندی مولوی اس مسئلہ میں ایک عجیب توہم میں گرفتار ہیں جس میں حقیقت کا اعتراف بھی ہے اور ضد و ہٹ دھرمی اور پارٹی کا ساتھ بھی، وہ کہتے ہیں کہ جی نبی کریم ﷺ کے علم غیب کو علم غیب نہیں، اطلاع علی الغیب کہنا چاہیے، ان کا دعویٰ ہے کہ آج تک کسی عالم نے علم کا لفظ حضور کے لئے استعمال نہیں کیا۔ سب اطلاع کہتے ہیں۔ ویسے مصنّف چراغِ سنّت اور اس کے حواریوں کو اس میں خرابی نظر آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ پھر حضور کو عالم غیب کہنا پڑے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہے جو اور کسی پر نہیں بولا جا سکتا یعنی یہ شرک فی الاسماء ہو گا۔ اس شبہ کو مصنف چراغِ سنّت نے کتاب کے صفحہ ۲۲۳ پر لکھا ہے اور اس کو شرک قرار دیا ہے۔ سب سے پہلے ان مولوی صاحبان کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ شرک کیوں ہے؟ اگر آپ کہیں کہ یہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے اسم کے طور پر ہے تو ہم کہیں گے کہ سمیع، بصیر، رحیم، رؤف وغیرہم بھی اللہ تعالیٰ کے اسماء ہیں، مگر قرآن میں ہی مخلوق پر بھی ان کا استعمال موجود ہے۔

فجعلناه سميعا بصيرا و بالمؤمنين رؤف رحيم۔

اگر یہ شرک نہیں تو وہ شرک کیوں؟ اگر آپ کہیں کہ اس کے لئے تو نص ہے اور اس کے لئے نہیں تو پھر یہ پوری جہالت ہوگی گویا آپ نے یہ کہہ دیا کہ یہ شرک کرنے کے لئے تو قرآن کریم میں اجازت ہے اور اس شرک کے لئے نہیں (العیاذ باللہ) خدا کی قسم! ہمیں رہ رہ کر آپ لوگوں کے علم و فضل کی ضرور داد دینی پڑتی ہے، ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ وہ کون ٹیچی ٹیچی آپ کو کہہ گیا تھا کہ عقائد اہل سنّت کے خلاف ضرور ہی کتابیں لکھو ورنہ روٹی ہضم نہ ہوگی۔ رہ گئی یہ بات کہ کیا کسی نے مخلوق کے لئے

لفظ علم غیب لکھا ہے یا نہیں، تو سنئے! سب سے پہلے تفسیر ابن جریر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق یہ الفاظ ہیں:

کان رجلا یعلم الغیب۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

و نعتقد ان العبد ینقل فی الاحوال حتی یصیر الی نعمت الروحانیه فیعلم الغیب۔

اور مضمرات میں ہے:

اِنّ الانبیاء یعلمون الغیب۔

ان کے علاوہ ہزارہا علماء کرام و محدثین و مفسرین عظام نے مخلوق کے لئے لفظ علم غیب استعمال کیا ہے اور پھر اطلاع اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ جب حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے مطلع علی الغیب ہوئے تو یہ اطلاع حضور کے لئے یقیناً علم ہے۔ یہ عجیب الٹی منطق ہے کہ حضور کو اطلاع علی الغیب ہے علم غیب نہیں۔ غالباً تمام دیوبندی مولویوں کو کتابوں پر اطلاع ہوتی ہے علم نہیں ہوتا۔ یعنی مطلع تو ہوتے ہیں مگر ہوتے ہیں بے علم۔ سبحان اللہ۔

گر ہمیں کتب و ہمیں ملاّ　　کار طفلان تمام خواہد شد

۳۰۔ دیوبندی عقیدہ:

لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ

۲۴ شوال ۱۳۳۵ ہجری کو ایک مرید نے اپنے پیر مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی طرف ایک خط بھیجا اور اس کا جواب مولوی اشرف علی تھانوی نے دیا، سوال و جواب دونوں ہدیۂ ناظرین ہیں:

سوال مرید:

"میں نے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا اور سو گیا، کچھ عرصہ بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں، اتنے میں دل میں خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف پڑھنے میں، اس کو صحیح پڑھنا

چاہیے، اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں، دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے، لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ ﷺ کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے۔ حالانکہ مجھ کو اس کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے، اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی۔ زمین پر گر پڑا اور نہایت زور کے ساتھ چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا۔ لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا۔ لیکن جب حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے۔ بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں۔ لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں: اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی، حالانکہ اب بیدار ہوں، خواب نہیں، لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں، اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی، خوب رویا، اور بھی وجوہات بہت سی ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں، کہاں تک عرض کروں"۔

اس خط میں جو لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور اللھم صلی علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی پڑھنے کا واقعہ لکھا ہوا ہے اس کا جواب مولوی اشرف علی تھانوی نے یہ دیا:

جواب پیر:

"اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو، وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے"۔

(رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵، روئداد مناظرہ گیا ص ۸۵ تا ص ۸۷، اشرف المعمولات ملفوظات تھانوی ص ۱۷)

اہلِ سنّت کا عقیدہ:

یہ کلمات، کلماتِ کفر ہیں اور اس کا قائل کافر، اگر حالتِ خواب میں کہتا ہے تو شیطان اس پر

غالب ہے، توبہ و استغفار کرے اور اگر حالت بیداری میں کہے تو اس کے کفر و ارتداد میں کوئی شک نہیں اور اس کا یہ کہنا کہ میں مجبور ہوں تو گویا اس نے اس کفر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی یہ اس سے بڑھ کر کفر ہے۔

۳۱۔ دیوبندی عقیدہ:

نبی کریم ﷺ دیوبندی بزرگوں کے پیچھے پیچھے ہوتے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

(اصدق الرؤیا تھانوی، جلد۲، صفحہ۲۶)

"انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب ہیں، پھر باجی سے سن کر میں نے بھی یہی کہا، پھر دریافت فرمایا کہ حاجی صاحب کے پیچھے کون ہیں؟ باجی نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ"۔

اہلِ سنت کا عقیدہ:

سیّد عالم ﷺ کو اپنے پیروں کے پیچھے سمجھنا شانِ رسالت میں سخت گستاخی اور بے ادبی ہے جو قومِ دیوبندیہ کے نام نہاد حکیم الامت کے سوا اور کون کر سکتا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں جماعت کرا رہے ہیں، حضور علیہ السلام حجرہ سے تشریف لائے، صدیق اکبر نے دیکھا کہ حضور پیچھے کھڑا ہونا چاہتے ہیں فوراً پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ اس خیال سے کہ کہیں آقا کی طرف پیٹھ نہ ہو جائے، کسی نبی کو یہ جرأت نہیں کہ حضور علیہ السلام کے آگے ہو، بیت المقدس میں تمام انبیاء کرام موجود ہیں اور مصلّی خالی ہے، یہ مصلّی اس ذات کے لئے ہے جس کے آگے ہونے کی کسی کو جرأت نہیں۔

در آں مسجد امام انبیاء شد
صفِ پشیاں را پیشوا شد!

۳۲۔ دیوبندی عقیدہ:

نبی کریم ﷺ، دیوبندیوں کے باورچی ہیں۔ (نعوذ باللہ الف الف مرۃ)

(شمائم امدادیہ صفحہ۲۶)

"نیز دیکھا کہ زوجہ شیخ فداء حسن والدہ حافظ احمد حسین مہاجر و امین حجاج مقیم مکہ زاد باللہ شرفا و کرامہ برائے حضرت ایشاں کھانا پکا رہی ہیں، آنحضرت ﷺ اس مرحومہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اٹھ تا کہ میں مہمانانِ امداد اللہ کے واسطے کھانا پکاؤں"۔

اہلِ سنّت کا عقیدہ:

حضور علیہ السلام کی ذات کے متعلق ایسے خبیث الفاظ درج کرنے والے پکے لعنتی اور مردود و بے ایمان ہیں یہاں پہنچ کر ہم ناظرین سے یہ اپیل کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ کیا ہم اس دعوے میں سچے نہیں کہ دیوبندی انبیائے کرام کے سخت بے ادب ہیں اور ان لوگوں کا اس بے ادبی کی وجہ سے اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ خدا کی قسم ہم ایسے ناپاک وخبیث الفاظ درج کرنے بھی گوارا نہ کرتے مگر کیا کیا جائے مجبوراً آپ کو یہ دکھانا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ کوئی اٹھے اور ان کے گمراہ کنندہ لبادوں کو پھاڑ دے اور مکروہ چہرے ننگے ہو جائیں اور حق و باطل میں تمیز ہو جائے۔

۳۳۔ دیوبندی عقیدہ:

نبی کریم ﷺ کو واہ واہ کہنا چاہیے۔

بلغۃ الحیران مصنفہ مولوی حسین علی واں بھچروی ص ۲۲۶ پر ہے:

"یا رسول اللہ واہ واہ تو نے اپنے اللہ کے حکم کی تعمیل کی"۔

۳۴۔ دیوبندی عقیدہ:

انبیاء کرام جھوٹ بولنے سے معصوم نہیں۔

تصفیۃ العقائد مصنفہ مولوی قاسم نانوتوی صاحب دیوبندی ص ۲۴

"دروغ (جھوٹ) بھی کئی طرح پر ہوتا ہے، جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں، ہر قسم سے نبی کا معصوم ہونا ضروری نہیں"۔

اور صفحہ ۲۵ پر لکھتے ہیں:

"بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء معاصی سے پاک ہیں، خالی غلطی سے نہیں"۔

اہل سنت کا عقیدہ:

جھوٹ عیب ہے اور انبیاء کرام عیوب سے معصوم ہیں اور اس کا خلاف سخت گمراہی اور بے دینی ہے۔

۳۵۔ دیوبندی عقیدہ: نبی سے غلطی ہوسکتی ہے

بوادر النوادر تھانوی ص ۱۹۷

"ایک واقعہ کی تحقیق کی غلطی ہے جو علم و فضل یا ولایت بلکہ نبوت کے ساتھ بھی جمع ہوسکتی ہے"

۳۶۔ دیوبندی عقیدہ:

حضور علیہ السلام کی توہین کرے مگر نیت نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

تھانوی صاحب امداد الفتاویٰ صفحہ ۱۲۶ جلد ۴ میں لکھتے ہیں:

"اہانت و گستاخی کردن جناب انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کفر است و اگر بتاویلے و توجیہے گوید کافر نشود"۔

ترجمہ: توہین اور گستاخی انبیاء کرام کی کفر ہے اور اگر تاویل اور توجیہ کے ساتھ کرے تو کافر نہیں ہوتا"۔

اہل سنت کا عقیدہ:

توہین نیت شرط نہیں، نیت ہو یا نہ ہو توہین ہر حال میں توہین ہی رہے گی، اس کی تفصیل ہم پہلے بھی لکھ آئے ہیں، مولوی مرتضیٰ حسن ناظم دیوبند "اشد العذاب" ص ۱۶ پر لکھتے ہیں"

"جو شخص کسی ضروری دینی بات کا انکار کرے، چاہے تاویل کرے یا نہ کرے بہر صورت کافر ہے، مرتد ہے، جو اس کو کافر و مرتد نہ کہے وہ بھی کافر و مرتد ہے"۔

دراصل دیوبندی مصنفین یہ بات اس لئے لکھتے جاتے ہیں کہ تقویۃ الایمان، براہین قاطعہ، تحذیر الناس، حفظ الایمان وغیرہ کی توہینی اور گندی عبارتوں اور گالی گلوچ کو جائز کیا جاسکے۔ سچ ہے:

نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا ستم کیشی تمہاری کو
اگرچہ ہو چکے ہیں تم سے پہلے فتنہ گر لاکھوں

۳۷۔دیوبندی عقیدہ: عیسیٰ علیہ السلام نبی نہیں تھے۔

مولانا ابوالکلام آزاد اپنے رسالہ "الہلال" کلکتہ، پرچہ نمبر ۱۳ بابت ۲۴ ستمبر ۱۹۱۳ء کے ص ۲۳۹ میں لکھتے ہیں:

"سلسلۂ ابراہیمی میں دراصل دو ہی صاحب شریعت رسول آئے ہیں، پہلا بنی اسحاق میں خاندان بنی اسرائیل کا اولوالعزم پیغمبر جس نے فراعنۂ مصر کی شخصی حکمرانی اور محکومی وغلامی سے اپنی قوم کو نجات دلائی۔ دوسرا اس کے مورث اعلیٰ خلیل اللہ کی دعا کا مقصود و مطلوب اور بنی اسمٰعیل کا نبی امّی جس نے نہ صرف اپنے خاندان اپنی قوم اور اپنے وطن کو بلکہ تمام عالم انسانیت کو انسانی حکمرانی کی لعنت سے نجات دلائی۔ مسیح ناصری کا تذکرہ بے کار ہے، وہ شریعت موسوی کا ایک مصلح تھا، پر خود کوئی صاحب شریعت نہ تھا۔ اس کی مثال ان مجدّدین ملت اسلامیہ کی سی تھی، جن کا حسب ارشاد صادق ومصدوق تاریخ اسلام میں ہمیشہ ظہور ہوتا رہا۔ وہ کوئی شریعت نہیں لایا، اس کے پاس کوئی قانون نہ تھا وہ خود بھی قانون عشرہ موسویہ کا تابع تھا۔ اس نے خود تصریح کری "میں توریت کو مٹانے نہیں آیا بلکہ پورا کرنے آیا ہوں"۔ (یوحنا، ۱۳!۳۵)

اہلِ سنّت کا عقیدہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول اور نبی تھے، صاحب شریعت تھے، انجیل کتاب لائے، قرآن کریم میں آپ کا یہ اعلان اٰتنی الکتب وجعلنی نبیا۔ (سورۂ مریم) موجود ہے۔ ان کو ابوالکلام کا یہ کہنا کہ وہ صاحب شریعت نہیں تھے۔ قرآن کریم اور انجیل کا انکار کرنا ہے۔ جو یقیناً گمراہی و ارتداد ہے مگر دیوبندی مصنّفین کو ان کے فرشتہ نے یہ خوب اچھی طرح یاد کرایا ہوا ہے کہ تم دیوبندی مولویوں کی طرح ہر عبارت کی تاویل کیا کرو غلط ہو یا صحیح تم یہی رٹ لگائے جاؤ کہ صحیح ہے، صحیح ہے۔ کوئی ماں کا بچہ اس کو نہیں سمجھ سکتا، اب مولوی صاحبان اس کی تاویل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "ابوالکلام صاحب نے عیسیٰ علیہ السلام کو مصلح کہا ہے اور مصلح نبی کو کہتے ہیں لہٰذا انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار نہیں کیا"۔ (چراغ سنّت، ص ۲۰۲)

جواباً عرض ہے کہ مولوی صاحبان! آزاد صاحب کی عبارت کو غور سے پڑھیں وہ کہتے ہیں:

۱۔ سلسلہ ابراہیمی میں صرف دو ہی پیغمبر ہوئے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام اور محمد مصطفیٰ ﷺ۔

۲۔ مسیح ناصری کا تذکرہ بے کار ہے۔

۳۔ وہ صاحب شریعت نہیں تھے۔

۴۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے دین کے مجدد تھے۔

۵۔ ان کے پاس کوئی دین نہیں تھا۔

۶۔ وہ خود قانون عشرہ موسوی کے تابع تھے۔

حضرات دیوبند! اس عبارت میں عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا صاف انکار ہے۔ انجیل سے انحراف ہے اور صرف ان کے مجدد ہونے کا اقرار ہے۔ آپ نے صرف ایک لفظ مصلح کو لے لیا اور اس پر قرآن کریم کی ایک آیت پڑھ دی اور حجۃ اللہ البالغہ کا حوالہ دیدیا اور ابوالکلام کی عبارت کو صحیح ثابت کرنے کے لئے تاویل کردی۔ سبحان اللہ ! اگر اسی کا نام تاویل ہے تو پھر کوئی کفر کفر نہیں رہے گا۔

حضرت! تاویل کی دو قسمیں ہیں، ایک صحیح اور دوسری فاسد، اور التاویل الفاسد کالکفر آپ کا مسلمہ مسئلہ ہے۔

۳۸۔ دیوبندی عقیدہ:

مولوی رشید احمد گنگوہی عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر ہیں۔

مولوی گنگوہی صاحب مر کر مٹی میں مل گئے یعنی مٹی میں مل گئے تو ہر دیوبندی کے گھر صف ماتم بچھ گئی، صدر دیوبند مولوی محمود الحسن نے مرثیہ لکھا اور اس کے ص ۳۴ پر ایک شعر لکھا کہ گنگوہی صاحب نے:

مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم

یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے تو صرف مردوں کو زندہ کیا مگر ہمارے مولوی صاحب ان سے بھی بڑھ گئے انہوں نے مردوں کو بھی زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا۔ یہاں ایک بات نہایت قابل غور

ہے، وہ تمام احادیث جو حضور علیہ السلام کے مردوں کو زندہ کرنے میں وارد ہوئی ہیں، ان سب احادیث کو دیوبندی موضوع اور غلط کہتے ہیں۔

ناظرینِ کرام! ہمیں احساس ہے کہ آپ قوم دیوبندیہ کی مسلسل اور بے پناہ بے ادبیوں کو پڑھ کر ضرور اکتا چکے ہوں گے اور آپ کی زبان پر کئی بار ایسے گستاخ فرقہ پر لفظ لعنت کا آیا ہوگا۔ یہ دیوبندی قوم کا لٹریچر ہے جو مجبوراً ہمیں سنانا ہے ہمیں معلوم ہے کہ یہ فرقہ اب دم توڑ رہا ہے اور مستقبل قریب میں اپنی موت آپ ہی ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ اب تمام دیوبندی اپنے سابقہ مولویوں کی عبارتوں کو غلط قرار دے رہے ہیں حتیٰ کہ تحقیقاتی عدالت میں جسٹس منیر وغیرہ کے سامنے تو کئی دیوبندی مولویوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ یہ ان کا اپنا خیال تھا، ہم ان عبارات سے بری ہیں۔ اب صرف چند ایک مولوی ایسے رہ گئے ہیں جنہوں نے ان عقائد کا انکار بھی کیا اور ان غلط عبارات کی تاویلیں کر کے ان کو صحیح ثابت کرنے کی بھی کوشش کی۔ اس لئے ہمیں مجبوراً دوبارہ وہ عبارتیں ناظرین کے سامنے رکھنا پڑیں تاکہ آپ حقیقت حال سے پوری طرح واقف ہو جائیں۔

ان لوگوں کو جو سب سے بڑا اعتراض اہلِ سنت پر ہے وہ یہ ہے کہ یہ خداوند تعالیٰ کی صفات مخلوق میں ثابت کرتے ہیں۔ اس موقع پر میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ مردوں کو زندہ کرنا اور زندوں کو مرنے نہ دینا اللہ کی صفتیں ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو پھر نکالئے اپنی پٹاری سے ایک فتویٰ اور لگایئے صدر دیوبند پر کہ وہ خالق کی صفات مولوی گنگوہی میں ثابت کر کے شرک کر رہے ہیں۔

۳۹۔ دیوبندی عقیدہ:

انبیاء گاؤں کے چوہدریوں کی طرح ہوتے ہیں۔

تقویۃ الایمان صفحہ ۳۵

"جیسا ہر قوم کا چوہدری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کو ہر نبی اپنی امت کا سردار ہے"۔

اہلِ سنّت کا عقیدہ:

انبیاء کے حق میں چوہدری اور زمیندار کا لفظ استعمال کرنا بے ادبی ہے۔

۴۰۔ دیوبندی عقیدہ:

انبیاء اللہ کی بارگاہ میں چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ (معاذ اللہ)

تقویۃ الایمان، ص ۸:

"اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا، اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے"۔

اہل سنت کا عقیدہ:

یہ بکواس اور صریح توہین ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء کرام و اولیاء عظام و محدثین بہت عزت والے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔

"إِنَّ العزة لله ولرسوله وللمؤمنين - ان اكرمكم عندالله اتقكم - بل عباد مكرمون - و كان عند الله وجيها -

مگر دیوبندی قوم کے پیشوا اسمٰعیل بڑی مخلوق یعنی انبیاء و اولیاء اور چھوٹی مخلوق یعنی عام آدمی سب کو چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہتا ہے اور یہ خالص کفر ہے۔

۴۱۔ دیوبندی عقیدہ:

تقویۃ الایمان صفحہ ۲۲ پر ہے:

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

اہل سنت کا عقیدہ:

یہ کمالاتِ نبوّت کا انکار ہے اور منکر کمالاتِ نبوی بالاتفاق کافر ہے۔

۴۲۔ دیوبندی عقیدہ:

انبیاء بے حواس ہو جاتے ہیں۔

تقویۃ الایمان، ص ۱۴:

"اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے تو وہ رعب میں آ کر بے

حواس ہو جاتے ہیں"۔

اہلِ سنّت کا عقیدہ:

اللہ تعالیٰ کا حکم انبیاء کے ذریعے مخلوق تک پہنچتا ہے، اگر حکم سنتے ہی وہ بھی بے حواس ہو جائیں تو احکامِ الٰہی اور دین کی خیر منائیے۔ خشیتِ الٰہی اور چیز ہے۔

۴۳۔ دیوبندی عقیدہ:

انبیائے کرام سے محبت کرنا ضروری نہیں۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی افاضات الیومیہ ص ۵۶۴ جلد ۴ پر لکھتے ہیں:

"میں کم بخت کیا چیز ہوں کہ میں اس کا انتظار کروں کہ مجھ سے محبت ہو۔ خود حضرات انبیاء کرام سے بھی طبعی محبت کرنا فرض نہیں"۔

اہلِ سنّت کا عقیدہ:

انبیائے کرام علیہم السلام سے محبت کرنا امتی کے لئے ضروریاتِ دین میں سے ہے اور ضروری دینی بات کا انکار صریح گمراہی ہے۔

۴۴۔ دیوبندی عقیدہ:

حضرت امام حسین علیہ السلام کا ذکر کرنا حرام ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۴ جلد ۲۔

"محرم میں ذکر شہادت حسنین علیہما السلام اگرچہ روایت صحیحہ ہو...... تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہے"۔

اہلِ سنت کا عقیدہ:

محرم شریف میں شہادت کا ذکر جمیع علمائے سلف وخلف کا طریقہ ہے۔ صحیح روایات اور شرعی حدود کے اندر رہ کر اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ عزیزی حصہ اوّل ص ۱۰۵ مطبوعہ مجتبائی میں فرماتے ہیں:

"سال میں فقیر کے گھر میں دو مجلسیں ہوتی ہیں ایک ذکر وفات شریف میں اور دوسری شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ میں، عاشورے کے دو دن پہلے سے تقریباً چار سو آدمی جمع ہو جاتے ہیں اور وہ فضائل امام حسین جو احادیث میں وارد ہوئے ہیں، بیان ہوتے ہیں"

۴۵۔ دیوبندی عقیدہ:

حضرت امام حسین اندھے تھے۔ (نعوذ باللہ)

حسین علی واں بھچراں مولوی گنگوہی کا خلیفہ اعظم تفسیر بلغۃ الحیران صفحہ ۳۹۹ میں لکھتا ہے:

" کور کورا نہ مرو در کربلا
تا نیفتی چوں حسین اندر بلا "

ترجمہ: کربلا میں اندھوں کی طرح نہ جا تا کہ امام حسین کی طرح مصیبت میں نہ گرے"۔

ناظرین! یہ شعر قابل تشریح نہیں اس میں امام عالی مقام کی جو توہین ہے وہ اظہر من الشمس ہے، جو شخص امام عالی مقام علیہ السلام کی شان میں ایسے خبیث الفاظ کہے ہم اس کی خدمت میں لعنت کے سوا کیا پیش کر سکتے ہیں۔

۴۶۔ دیوبندی عقیدہ:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شدید توہین!

قوم دیوبندیہ کے حکیم تھانوی صاحب رسالہ "الامداد" صفر ۱۳۳۵ھ میں لکھتے ہیں:

"ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر اشرف علی کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا میرا ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا کہ کم سن عورت ہاتھ آئے گی۔ اس مناسبت سے کہ جب حضور ﷺ نے حضرت عائشہ نے نکاح کیا، حضور کا سنِ شریف پچاس سے زائد تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں، وہی قصہ یہاں ہے"۔ (معاذ اللہ)

ناظرین! انصاف و دیانت سے سوچئے کہ اس سے بڑھ کر بھی کوئی توہین متصور ہو سکتی ہے۔ کوئی جاہل سے جاہل بھی ماں کو خواب میں دیکھ کر یہ تعبیر نہیں لے سکتا کہ عورت ہاتھ آئے گی۔ کتنا گندہ اور نجاست آلود ذہن ہے جو ماں کو عورت سے تعبیر کرتا ہو اور پھر یہ توہین اس ذات بابرکات کی ہے جن

کی عفت وطہارت میں قرآن کریم کی ۱۷ آیتیں نازل ہوئیں، جو صدیقہ ہیں، عفیفہ ہیں، طیبہ ہیں، طاہرہ ہیں، عالمہ ہیں، زاہدہ ہیں، عابدہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ لعنت ہو ایسے ذہن پر، تف ہے ایسی گندی تعبیر پر، نفرین ہے ایسے مذہب پر اور پھر لفظ کمسن عورت ہاتھ آئے گی، اپنے اندر جو ذالت رکھتے ہیں کسی سے پوشیدہ نہیں، حقیقت ہے کہ مجھے پہلے مولانا اشرف علی سے ایک گونہ حسنِ ظن تھا اور میں سمجھتا تھا کہ یہ دوسرے گستاخ دیوبندیوں کی طرح نہیں ہیں مگر واللہ جب سے میں نے یہ عبارت پڑھی ہے، سمجھا ہے کہ واقعی "ایں خانہ ہمہ چراغ است" ان کے ہر ادنیٰ و اعلیٰ نے توہین و بے ادبی کو اپنا شعار ہی بنالیا ہے۔ مسلمان لعنت بھیجتے ہیں ایسے مذہب پر جس میں ام المؤمنین کی اس قدر توہین ہو۔

۴۷۔ دیوبندی عقیدہ:

صحابہ کو کافر کہنے والا سنّی ہی رہتا ہے۔

مولوی گنگوہی سے کسی نے پوچھا کہ صحابہ پر طعن کرنے والا اور صحابہ کو مردود کہنے والا سنّت و جماعت سے خارج ہوگا یا نہیں؟

جواب: "وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنّت و جماعت سے خارج نہ ہوگا"۔ فقط

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۱، ج ۲)

اہلِ سنّت کا عقیدہ:

صحابہ کرام کی شان میں ایسے کلمات صریح کفر ہیں، صحابہ پر طعن کرنے والے کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں، امام اہل سنّت و جماعت حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ردّ الرفضۃ ص ۲ پر فرماتے ہیں:

"جو حضرات شیخین صدیق اکبر و فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما خواہ ان میں سے ایک کی ہی شان میں گستاخی کرے، اگرچہ صرف اسی قدر کہ انہیں امام و خلیفہ برحق نہ مانے، کتب معتمدہ فقہ حنفی کی تصریحات اور آئمہ ترجیح و فتویٰ کی تصحیحات پر مطلق کافر ہے"۔

صحابہ پر طعن کرنے والا دیوبندیوں کے نزدیک پکا سنّی اور اہل سنت کے نزدیک پکا کافر......

فیصلہ بذمہ ناظرین کہ.................شیعہ کے ایجنٹ کون ہیں؟

شرم ان کو مگر آتی نہیں

۴۸۔ دیوبندی عقیدہ:

بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ تحریمہ ہے۔

سوال: بدعتی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: مکروہ تحریمہ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم، بندہ رشید احمد گنگوہی

۴۹۔ دیوبندی عقیدہ:

میلاد شریف ناجائز ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۵۰ پر ہے:

مسئلہ: انعقاد مجلس میلاد بدوں قیام بروایات صحیحہ درست ہے یا نہیں؟

انعقاد مجلس میلاد بہر حال ناجائز ہے۔ تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک اگر سلام و قیام بھی نہ کیا جائے اور روایتیں بھی صحیح بیان کی جائیں پھر بھی میلاد شریف کی مجلس ناجائز ہے۔

۵۰۔ دیوبندی عقیدہ:

جس عرس میں صرف قرآن پڑھا جائے وہ بھی ناجائز ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۹۴ پر ہے:

سوال: جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جائے اور تقسیم شیرینی ہو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی عرس اور مولود شریف میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

ناظرین! یہ پچاس عقائد دیوبندیوں کے ہزار ہا عقائد خبیثہ کا صرف ایک ورق ہے۔ انکے خرافات کے لئے ایک مستقل کتاب چاہیے ان کا کافی حصہ مولانا حافظ غلام مہر علی صاحب گولڑوی نے اپنی کتاب "دیوبندی مذہب" میں درج فرما دیا ہے۔ جس کا مطالعہ ضرور چاہیے اور ان عقائد کی تردید کے لئے بہترین اور جامع اصول غزالیٔ زمان علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی ملتان شریف کی کتاب

"الحق المبین" اور "التشہیر ردتحذیر" میں پڑھیے۔

آخر میں ہم عرض کریں گے کہ جو حوالہ جات اوپر پیش کیے گئے ہیں۔ حتی الوسع ہر حوالہ نہایت احتیاط سے لکھا گیا ہے اور اصل کتابوں کو دیکھ کر پھر ہر عقیدہ پر تبصرہ صرف اس لئے کیا گیا ہے کہ حق اور باطل واضح ہو جائے اور تصویر کے دونوں رخ سامنے آ جائیں تا کہ صحیح اور غلط میں پورا پورا امتیاز ہو سکے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ ہمارے پیش کئے ہوئے حوالہ جات سے کوئی حوالہ غلط ثابت ہو جائے تو ہم فی حوالہ یک صد روپیہ انعام کا اعلان کرتے ہیں۔

خبر کرو ذرا دیوبندی خورد بینوں کو

....

اکابرینِ اسلام پر دیوبندی فتویٰ بازوں کی یلغار

دیوبندی نظریات کا یہ انداز بڑا عجیب وغریب ہے کہ وہ ایک زبان سے لوگوں میں یہ فریاد کرتے ہیں کہ بریلوی ہمارے عقائد پر تنقید کرتے وقت حد سے گزر جاتے ہیں اور ہمارے بزرگانِ دیوبند کے نظریات پر کفر کے فتوے عائد کرتے رہتے ہیں۔ دوسری طرف یہ لوگ پوری شدت کیساتھ امتِ رسول کے صالحین اور اسلاف کو جن مکروہ الفاظ سے یاد کرتے ہیں وہ انہیں کا دل گردہ ہے یہ لوگ جس بے باکی اور بے دردی سے بزرگانِ دین کو کوستے ہیں۔ ان کے چند نمونے پڑھتے وقت آپ سینے پر ہاتھ رکھیں گے۔

مولانا رومی اور مولانا جامی کافر تھے (نعوذ باللہ)

ایہہ ملا جامی کیہا اندر تحفے کفراں والے
جو جامی رومی دے پھلک اوہ کافر سڑن منہ کالے

(شہباز، صفحہ ۱۳۳، مصنفہ مولوی نور محمد دیوبندی)

مولانا جامی ہلکے کتے تھے۔ (نعوذ باللہ)

مثنوی رومی دے وچ جامی شارح چک چلا
ہلکیاں کتیاں والے چکوں رکھیں شرم خدایا

(شہباز، ص ۱۳۴، مصنفہ مولوی نور محمد دیوبندی)

ناظرین! ان ناپاک اور خبیث فتووں کو ملاحظہ فرمایئے اور ساتھ ساتھ دیوبندی تہذیب پر بھی غور فرماتے جایئے:

حضرت امام حسین اندھے تھے۔ (نعوذ باللہ)

کور کورا نہ مرو در کربلا
تا نیفتی چوں حسین اندر بلا

(بلغۃ الحیران، ص ۳۹۹، مصنفہ مولوی حسین علی واں بھچراں)

ترجمہ: اندھوں کی طرح کربلا میں نہ جا
تا کہ امام حسین کی طرح مصیبت میں نہ گرے۔" (استغفراللہ)

یارسول اللہ کہنے والے سب کافر ہیں:

"جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یارسول اللہ بھی کہنا ناجائز ہوگا، اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کافر ہے"۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۹۰، جلد ۳)

مولوی فردوس علی قصوری کا فتویٰ:

"حضور کو حاضر و ناظر و علم غیب ماننے والے سب کافر و مشرک ہیں"۔

"یہیں سے حاضر و ناظر اور عالم الغیب کی جرأت کر لیتے ہیں اور یہی وہ منحوس، نامبارک، جاہلی عقیدہ ہے جس سے تمام نعت خوانی کی رونق بازار ہے۔ کفر و شرک کا یہ زبردست ہتھیار آج لاکھوں مسلمانوں کو کھا چکا ہے جو محبت کے پردے میں دینِ اسلام کو چھوڑ کر دارالکفر میں جا بسے"۔ (الصلوٰۃ والسلام، صفحہ ۱۱۲)

"یہ کفر و شرک ہے، بریلوی حضرات سے ہمارا یہی جھگڑا ہے"۔ (چراغ سنت، ص ۴۳)

مولانا احمد رضا خاں صاحب دجّال اور ان کے اتباع کتّوں سے بدتر ہیں:

"رسولِ مقبول علیہ السلام دجال بریلوی اور ان کے اتباع کو سحقاً سحقاً فرما کر اپنے حوض مورود و شفاعت محمود سے کتّوں سے بدتر کر کے دھتکار دیں گے"۔ (الشہاب الثاقب صفحہ ۱۲۰)

ہم بریلویوں کو مشرک کہتے ہیں:

"یہی وجہ ہے کہ ہم بریلویوں کو کافر نہیں کہتے بلکہ مشرک کہہ دیتے ہیں"۔

(رسالہ "حیات النبی" صفحہ ۲۴، مصنفہ مولوی فردوس علی)

مشرک کہہ دیتے ہیں مگر...... کہتے کچھ نہیں، اہل کفر و بدعت کہہ دیتے ہیں مگر...... کہتے کچھ نہیں، دوزخ کے کتے، چمگادڑ، بدتمیز، بدزبان، منہ پھٹ کہہ دیتے ہیں مگر ...... کہتے کچھ نہیں، کیونکہ ہم علمائے دیوبند ہیں اور یہ حقیقتِ مسلمہ ہے کہ علمائے دیوبند کچھ بھی نہیں کہتے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ "ہم کچھ بھی نہیں کہتے"۔

تمام بدعتی (سنی) بے ایمان ہیں:

"بدعتی کے معنی ہیں باادب بے ایمان"

(افاضات الیومیہ، ج ۴، صفحہ ۸۱، مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

دیوبندیوں کے شیخ القرآن کا فتویٰ:

حضور کو حاضر وناظر ماننے والے پکے کافر ہیں جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے اور ان کا نکاح کوئی نہیں۔

"نبی کو جو حاضر ناظر کہے بلاشک شرح اس کو کافر کہے"۔

(جواہر القرآن، صفحہ ۶۰، مصنفہ مولوی غلام خاں راولپنڈی)

"جو انہیں کافر ومشرک نہ کہے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے"۔

(جواہر القرآن، صفحہ ۷۷، مصنفہ مولوی غلام خاں راولپنڈی)

"ایسے عقائد والے لوگ پکے کافر ہیں اور ان کا کوئی نکاح نہیں"۔

(جواہر القرآن، صفحہ ۷۸، مصنفہ مولوی غلام خاں راولپنڈی)

بدعتی (سنی) کافروں سے بُرے ہیں:

"مدارات تو حضور نے کافروں تک کی فرمائی ہے کافر کی مدارات میں فتنہ نہیں اور بدعتی کی مدارات میں فتنہ ہے"۔ (افاضات الیومیہ، ج ۴، صفحہ ۴۷۸)

حضور کو مختار کل سمجھنے والے سب کافر ہیں:

"بزرگوں کو مختار کل سمجھتے ہیں جو عقیدے ہندوؤں کے تھے وہ مسلمانوں کے ہو گئے"۔

(افاضات الیومیہ، ج ۴، صفحہ ۵۸۱)

مشائخ کے ہاتھوں کو بوسہ دینے والے اور دوزانو ہو کر بیٹھنے والے سب کافر اور لعنتی ہیں

"زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دے دیا، اس کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے تو یہ سب افعال اس پیر کی عبادت ہوں گے اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے۔

(جواہر القرآن، مولوی غلام خان دیوبندی، ص ۶۱)

"جوان کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے"۔(صفحہ ۷۷، غلام خاں دیوبندی)

مگر یہ یاد رکھئے کہ علماءِ دیوبند کسی کو کچھ نہیں کہتے، بریلوی ان پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں ....اور وہ ہیں بگلے بھگت۔

نقشبندی بدعتی ہیں۔

"نقشبندیوں میں کثرت سے بدعات ہوتی ہیں"۔(افاضات الیومیہ، صفحہ ۱۲، جلد ۳)

دیوبندی حضرات کو چاہیے کہ فتوے کی پٹاری سے مزید سانپ نکالیں، دیکھئے، آپ کے دین کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کیا کہہ رہے ہیں کہ نقشبندیوں میں کثرت سے بدعات ہیں، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں کاتب سے ایک دو مقام پر لفظ رحمۃ اللہ رہ گیا تو آپ نے آسمان سر پر اٹھالیا تھا کہ دیکھئے خاں صاحب نقشبندی بزرگوں کے بے ادب ہیں، حسد رکھتے ہیں، آج لگایئے یہی فتویٰ مولوی اشرف علی تھانوی پر۔

نقشبندی، چشتی، قادری، سہروردی کہلانے والے یہودی ہیں! (تقویۃ الایمان ص ۷۹)

یہ ہیں آپ کے علامہ شہید رحمۃ اللہ علیہ، جن کی عبارت کو صحیح ثابت کرنے کے لئے آپ نے پورا زور لگا دیا۔ یہ سب نقشبندیوں کو یہودی کہہ رہے ہیں۔ لگایئے فتویٰ؟ مگر لگا کیسے سکتے ہیں، فتوے تو سب بیچارے بریلویوں کے لئے ہیں۔ اگر یہ الفاظ اعلیٰ حضرت کی کتاب میں ہوتے تو آپ دیکھتے کیا شور اٹھتا۔

یا شیخ عبدالقادر جیلانی پڑھنے والے کافر ہیں:

"کوئی یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہتا ہے...... جاہل مسلمانوں کا شرک و بدعت میں وہی حال ہوگیا ہے جیسے کافروں کا تھا"۔ (تذکیر الاخوان، صفحہ ۲۹۹)

عید کے دن سویاں پکانے والے کافر ہیں:

"شوال میں عید کے دن سویاں پکانا اور بعد نماز عیدین کے بغلگیر ہو کر ملنا یا مصافحہ کرنا وغیرہ (ایسا شخص مسلمان نہیں)۔(تذکیر الاخوان، صفحہ ۸۷)

عرسوں میں جانے والے کافر:

"تمام فلاں بخش رکھنا اور غلام فلاں رکھنا، آخری چہار شنبہ کو سیر کرنا، ربیع الاوّل میں مولود کی محفل ترتیب دینا اور جب وہاں ذکر حضرت کے پیدا ہونے کا آوے تو کھڑے ہونا، ربیع الثانی کو گیارہویں کرنا، عرس میں جانا، حلوا پکانا اور چراغ بہت سے جلانا، عید کے روز سویاں پکانا، یہ تمام کام کرنے والا مسلمان نہیں ہے"۔ (تذکیر الاخوان، صفحہ ۸۶، اسمٰعیل دہلوی)

قبروں پر حافظوں کو بٹھانے والے کافر:

اسقاط مروجہ کرنا، حافظوں کو قبروں پر بٹھانا، قبروں پر چادریں چڑھانا، مقبرے بنانا اور قبروں پر تاریخ لکھنا۔ الیٰ آخرہ یہ کام کرنے والے اس آیت کے موجب مسلمان نہیں"۔ (تذکیر الاخوان، ص ۸۶)

عید میلاد منانا کرشن کے سانگ سے بھی بدتر ہے:

"یہ ہر روز اعادۂ ولادت کا مثل ہنود کے سانگ کھنیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں"۔
(براہینِ قاطعہ، صفحہ ۱۴۸)

میلاد منانے والے کافروں سے بھی برے ہیں:

"بلکہ یہ لوگ اس قوم (کفار) سے بھی بڑھ کر ہیں۔ (براہینِ قاطعہ، صفحہ ۱۴۹)

بریلی میں رہنے والے تمام کافر ہیں:

"اگر بریلی میں ایک بھی حقیقی مسلمان ہوتا تو آج بریلی مسلمان ہوتی"۔
(افاضات الیومیہ، صفحہ ۱۸۵، جلد ۳)

سلطان المشائخ حضرت قبلہ عالم سیّد پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق دیوبندیوں کے امیر شریعت کا فتویٰ:

تحریک خلافت کے ایام میں ایک جلسہ ڈنگا ضلع گجرات میں منعقد ہوا۔ (ڈنگا) میرے گاؤں سے ۵ میل کے فاصلہ پر ہے) جس میں تقریر کرتے ہوئے عطاء اللہ شاہ بخاری نے کہا:

"میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کا غلام تھا مگر چونکہ آپ ہمارے ساتھ نہیں ملے اور تحریک

خلافت میں نہ ملنا کفر ہے، لہٰذا میں نے بیعت توڑ لی۔"

اس تقریر کو سننے والے ابھی کافی لوگ وہاں موجود ہیں جو اس امر کے شاہد ہیں۔ کوئی صاحب تصدیق کرنا چاہیں تو اس کا کرایہ میں خود ادا کروں گا ساتھ چل کر تصدیق کر سکتا ہے۔

تمام بدعتی شیطان:

"اہل بدعت کی مثال ایسی ہے جیسے شیطان"۔ (مزید المجید، صفحہ ۷۳)

گیارہویں شریف کرنے والے سب کافر ہیں:

"ربیع الثانی کو گیارہویں کرنے والا اس آیت بموجب مسلمان نہیں"۔

(تذکیر الاخوان، صفحہ ۸۶)

عید کے دن ایک دوسرے سے ملاقات کرنے والے بدعتی ہیں:

"عیدین میں معانقہ کرنا بدعت ہے"۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۵۴، جلد ۲)

نماز کے بعد مصافحہ کرنے والے بدعتی:

"یہ نماز کے بعد مصافحہ بدعت ہے"۔ (افاضات الیومیہ، صفحہ ۲۹۹، جلد ۱)

قبروں پر جانا بدعت ہے:

"عرس کا التزام کرے یا نہ کرے، بدعت و نادرست ہے، تعین تاریخ سے قبروں پر اجتماع کرنا گناہ ہے"۔ (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۱۴۱، جلد ۲)

تمام بدعتی گدھے ہیں:

"میں نے کانپور کے بدعتیوں کا ذکر کیا ہے وہ ایسے بدعتی تھے جیسے ایک شخص کا گدھا"۔

(افاضات الیومیہ، صفحہ ۳۱۳، جلد ۶، اشرف علی تھانوی)

ناظرین! یہ ہیں دیوبندی کارپوریشن کی فتویٰ بازاریاں جو ہند و پاکستان کے مسلمانوں پر چھڑکاؤ کرتی رہی ہیں اور یہ ہیں وہ فتوے جن کی حمایت میں دیوبندی قلم کار قلم اٹھا کر ان فتوے باز مولویوں کی کارگزاریوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیجئے چند ایک اور فتوے سنئے:

قبروں پر آستانوں پر جانے والے مشرک ہیں:

"یہی وجہ ہے کہ بزرگوں کی تلاش اور اتباع چھوڑ کر قبروں اور آستانوں پر جاتے ہیں اور کئی طرح کے شرک کرتے ہیں" (چراغ سنت، صفحہ ۱۴)

آج تقریباً پونے دو سو سال گزر گئے مگر دیوبندیوں کی فتوے بازی ہے کہ رکنے کا نام نہیں لیتی۔

سنیوں کا جنازہ نہ پڑھا جائے:

"اگر اس عقیدہ (حاضر و ناظر، علم غیب) کے ساتھ کوئی مر گیا تو اس کے لئے صدقات وغیرہ کئے جائیں، دعائیں مانگی جائیں تو کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ ان کے لئے نہ دعا مانگنی چاہیے، نہ صدقہ و خیرات دینا چاہیے اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے"۔

(جواہر القرآن، صفحہ ۱۳۱، مصنفہ مولوی غلام خان)

سنیوں کا کوئی نکاح نہیں:

"ایسے عقائد باطلہ (حاضر و ناظر وغیرہ) میں مبتلا ہو کر جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے، ایسے عقائد والے لوگ پکے کافر ہیں اور ان کا کوئی نکاح نہیں"۔ (جواہر القران صفحہ ۱۴۷)

میلاد شریف اور مراقبہ کرنے والے صوفی شیطان ہیں:

سوال: اگر کوئی صوفی بعض کلام خلاف شرع کرتا ہو مثلاً مولود شریف مع قیام عرس بلا راگ اور فاتحہ بر آب و طعام دست برداشتہ و نماز معکوس و مراقبہ بر قبور بعدہٗ الم نشرح وغیرہ اور کوئی بات کفر و شرک کی کرتا ہو تو فرمائیے کہ ایسے صوفی سے مرید ہونا اور اس کی صحبت میں بیٹھنا جائز ہے یا نہیں اور ایسے صوفی کو بوجہ اپنے مجاہدہ و تہجد گزاری کے اور حبِ الٰہی کے کچھ کمال بھی حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: نہ وہ قابل بیعت ہے اور نہ وہ صاحب طریقت ہے، بلکہ شیطان ہے"۔

(فتاویٰ رشیدیہ، مولوی رشید احمد گنگوہی، صفحہ ۷۶، جلد ۱)

علی بخش، حسین بخش، عبدالنبی نام رکھنے والے مشرک ہیں! :

علی بخش، حسین بخش، عبدالنبی نام رکھنا شرک ہے۔(بہشتی زیور، صفحہ ۳۶، جلد ا)

بزرگوں کا ادب کرنا شرک ہے:

"لاکھوں، کروڑوں انسان بلکہ مسلمان دنیا میں ایسے ہیں جو زمین و آسمان کا خالق مالک اللہ کو سمجھتے ہیں۔اس کے باوجود اٹھتے بیٹھتے بزرگوں کو پکارتے ہیں، منتیں ان کی مانی ہوئی ہیں، ادب لحاظ کرتے ہیں، مزارات پر چراغ جلاتے ہیں اور جھاڑو لگاتے ہوئے عاجزی اور نیاز کی تصویر نظر آتے ہیں"۔(الصلوٰۃ والسلام، صفحہ ۷۵)

مودودی کافر ہے، زندیق ہے، دجّال ہے:(مولوی احمد علی صاحب کا فتویٰ)

"ایسے شخص کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین ہے"۔

حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی۔صفحہ ۱۱۵

مودودی مبتدع اور ملحد زندیق ہے۔ صفحہ ۱۱۳

میری سمجھ میں ان تیس دجّالوں میں ایک مودودی ہے"۔ صفحہ ۹۷

مولانا احمد رضا خان صاحب دجّال ہیں:

اب آپ حضرات ذرا انصاف کریں اور بریلوی دجّال سے دریافت کریں۔

(الشہاب الثاقب، صفحہ ۹۰)

مولانا احمد رضا خاں پر اللہ کی لعنت:

"لعنة الله عليه في الدارين"۔ (الشہاب الثاقب، صفحہ ۸۱)

مولانا شبیر احمد عثمانی ابوجہل ہے:

"دارالعلوم دیوبند کے طلبہ نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کئے جن میں ابوجہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا.........الیٰ آخرہ۔

(مکالمۃ الصدرین، ص ۲۱)

ابوالکلام آزاد کافر ہے:

"فاصبح بحيث ترى فيه شحاً مطاعاً و هو متبعاً و اعجاباً برائه و خروجا عن المسلك القويم فكان هذا يسء الاذب مع اكابر الامة"۔

ترجمہ: ابوالکلام آزاد اپنی نفسانی خواہشات کا تبع ہے اور اسلام کے سیدھے راستے سے بھٹکا ہوا ہے اور اکابرینِ ملّت کا سخت بے ادب ہے۔

(تتمہ البیان لمشکلات القرآن، صفحہ ۳۴، مصنفہ مولوی محمد انور شاہ کشمیری)

سر سیّد کافر ہے ملحد ہے:

"هو رجل زنديق ملحد او جاهل ضال فلهذا ضلّ و اضل و ياليت لو كان كفره والحاده غير متقد و قدحاول هو اين يدين الناس كله بدينه و يومنوا به فانظر الىٰ اين بلغت سفاهة هذا السفيه الملحد"

ترجمہ: سر سیّد بے ایمان، ملحد، جاہل، گمراہ ہے۔ خود گمراہ ہوا، لوگوں کو گمراہ کیا اور اگر اس کا کفر والحاد زیادہ نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ لوگ اس پر مکمل ایمان لے آتے۔ بس دیکھ کر اس ملحد بیوقوف کی بیوقوفی کہاں تک پہنچ گئی ہے"۔ (تتمہ البیان لمشکلات القرآن، صفحہ ۳۲)

شبلی نعمانی کافر ہے:

"كيف يعتقد فى ذالك الرجل هل هى مداهنة دينية لمصالح مشتركة او ذالك من ائتلاف ارواحها و اشتراك مقاصدهما فى العلم والفهم انما الوح على اعين الناس اذ ليس من الذين ان يغمض عن كافر"۔

ترجمہ: بیشک شبلی، سر سید کے بارے میں از حد خوش اعتقادی رکھتا ہے۔ پس یہ تو مداہنہ فی الدین ہے۔ ان دونوں کی روحیں علم و مقصد میں یک جاں ہیں اور ہم نے لوگوں کے سامنے شبلی کا یہ پول اس لئے ظاہر کیا ہے کہ دینِ اسلام میں کسی کافر کے کفر سے چشم پوشی کرنا ہرگز جائز نہیں"۔ (تتمہ البیان لمشکلات القرآن، ص ۳۶)

مولوی غلام خاں کافر ہے:

"ایسے عقائد رکھنے والے حضرات اہل سنت میں داخل نہیں، ان کے پیچھے نماز مکروہ ہے، ان کو امام مسجد نہ بنایا جائے، ایسے عقائد والوں سے سلام کلام بند کر دینا چاہیے۔

(کتبہٗ، السید مہدی حسن صدر مفتی دارالعلوم دیوبند)

"ایسا طائفہ اسلام سے خارج ہے"۔ فقط عبدالجبار بگڑہ عفی عنہ

"مصنف بلغۃ الحیر ان کا کوئی مذہب نہیں"۔ مفتی کفایت اللہ دہلوی

ناظرین! ان فتوے بازیوں کا حال لکھنے کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ وقت کی قلت کے باعث نمونہ تحریر کر دیے ہیں تاکہ یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ دیوبندی اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر، مشرک، بدعتی سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک اگر کوئی مسلمان ہے تو صرف اسمٰعیل دہلوی، رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی وغیرہم دیوبندی مولوی اور باقی تمام دنیا کافر۔ یہی دنیائے دیوبندیت کا وہ کارنامہ ہے جس پر اس کو ناز ہے۔ بے دھڑک تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک و بدعت بنایا اور پھر یہ دعویٰ کہ ہم بڑے شریف انسان ہیں، ہم کسی کو کچھ نہیں کہتے، بریلوی ہمیں کافر کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے ہم پر فتوے لگائے ہیں اور کافر کہا ہے۔ حالانکہ یہ محض ہی الزام ہے۔ اعلیٰ حضرت جیسا متدین فاضل کبھی کسی مسلمان کو کافر نہیں کہہ سکتا۔ تو وہ مولوی اسمٰعیل دہلوی (مصنف تقویۃ الایمان) کو باوجود گندی، ناپاک اور توہین آمیز عبارات لکھنے کے، کافر کہنے سے کف لسان فرماتے رہے۔ کیونکہ مشہور ہو گیا تھا کہ مولوی اسمٰعیل نے پشاور میں توبہ کر لی ہے (دیکھو الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۶۲) حیرت ہے کہ ایسے محتاط عالم دین پر تکفیر المسلمین کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بو العجبی است

دراصل یہ پروپیگنڈا صرف اس لئے کیا جاتا ہے کہ عوام کی توجہ ہماری ان گستاخیوں اور کفر و شرک کی تقسیم سے ہٹ کر اعلیٰ حضرت کی طرف ہو جائے۔ (جو چند ایک ہم نے اوپر نقل کی ہیں) اور ہم اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہو سکیں۔ ہاں البتہ جن خارجیوں، رافضیوں، نیچریوں، وہابیوں، ندویوں اور کانگریسیوں نے کلمہ کفر بول کر اپنے سے کفر کر لیا تو چونکہ وہ کلمۂ کفر کی ادائیگی سے دائرہ

اسلام سے خارج ہو گئے وہ کلمۂ کفر کہنے والا اپنا ہو یا پرایا، بریلوی ہو یا دیوبندی، کسے باشد اس پر فتویٰ کفر لگانا علماء کا فرض ہے۔ اگر وہ فتویٰ کفر نہ لگائیں تو خود کافر ہو جائیں گے۔ مگر ایک فرد پر فتویٰ کفر سے ساری جماعت کافر نہیں ہو جاتی۔ البتہ جو اس کے کفر پر مطلع ہو کر بھی اس کو مسلمان سمجھے تو وہ بھی اسی کا ساتھی یعنی کافر ہے۔

ناظم دیوبند کا فیصلہ:

مولوی مرتضیٰ حسن چاندپوری ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند و مدرس اعلیٰ نے اپنی کتاب "اشد العذاب" صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے:

"اگر خاں صاحب (مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خاں صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی، اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لئے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر اور مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزائیوں کو کافر نہ کہیں، چاہے وہ لاہوری ہوں یا قادیانی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے"۔ (اشد العذاب، صفحہ ۱۰)

اور سنئے مولوی امین احسن اصلاحی ترجمان القرآن صفر ۱۳۷۱ھ صفحہ ۱۳۰ پر لکھتے ہیں کہ:

"مولانا اسمٰعیل شہید کی تقویۃ الایمان وغیرہ پر کیوں نہ نظر ثانی کرائی گئی اور جب دیوبندیوں کے خلاف امکان کذب باری تعالیٰ وغیرہ پر کفر کے فتوے نکلے تھے تو کیوں نہ اکابر دیوبند کی کتابیں ایک کمیٹی کے حوالے کی گئیں جس میں بریلی کو پچاس فیصد نمائندگی ہوتی"۔

اور آگے چل کر اسی صفحہ پر تحریر کرتے ہیں:

"ان کو مطمئن کرنے کی صورت تو صرف یہ تھی کہ ترجیح الراجح کی تیاری میں مولانا احمد رضا خاں صاحب مرحوم کو بھی برابر کا حصہ ملتا"۔ (ترجمان القرآن، صفحہ ۱۳۰)

لیجئے! اب تو مدرسہ دیوبند کے ناظم مولوی مرتضیٰ حسن چاندپوری اور جماعت اسلامی کے

ناظم مولوی احسن اصلاحی نے ہی فیصلہ فرمایا دیا کہ اگر مولانا احمد رضا خاں صاحب دیوبندیوں کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت نے ان مولویوں پر جنھوں نے کلمہ کفر بول کر یا لکھ کر اپنے سے التزام کفر کر لیا کفر کا فتویٰ دیا، کیونکہ مدرسہ دیوبند کے ناظم سے تکفیر کی اجازت مل گئی۔ اب بتایئے اس میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کیا قصور۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

عامر عثمانی دیوبندی کی حقیقت پسندانہ رائے:

ہمارے نزدیک جان چھڑانے کی ایک ہی راہ ہے یہ کہ یا تو تقویۃ الایمان اور فتاویٰ رشیدیہ اور فتاویٰ امدادیہ اور بہشتی زیور اور حفظ الایمان جیسی کتابوں کو چوراہے پر رکھ کر آگ دے دی جائے اور صاف اعلان کر دیا جائے کہ ان کے مندرجات قرآن وسنت کے خلاف ہیں اور ہم دیوبندیوں کے صحیح عقائد ارواحِ ثلثہ اور سوانح قاسمی اور اشرف السوانح جیسی کتابوں سے معلوم کرنے چاہئیں یا پھر ان مؤخر الذکر کتابوں کے بارے میں اعلان فرمایا جائے کہ یہ تو محض قصے کہانیوں کی کتابیں ہیں جو رطب و یابس سے بھری ہوئی ہیں اور ہمارے صحیح عقائد وہی ہیں جو اوّل الذکر کتابوں میں مندرج ہیں۔

....

انگریزی دور میں

اکابر دیوبند کی سیاسی حکمتِ عملی

انگریزی استعمار کی تاریخ پاک وہند کی تاریخ کا ایک خونچکاں باب ہے۔اس قوم نے برصغیر کی معاشرت کو بدلنے اور ان کی اخلاقی اقدار مٹانے میں جو کردار ادا کیا اس سے تہذیب وشرافت کے سارے اصول ٹوٹ ٹوٹ گئے۔انگریز تو یہاں غاصبانہ انداز سے مسلط تھے۔مگر انہیں اسی سرزمین سے جعفروں اور صادقوں کی جو کھیپ میسر آئی اس کا کردار اتنا بھیانک تھا کہ قلم لکھتے ہوئے کانپ اٹھتا ہے۔ انگریز ہندوستان پر قدم جما چکا تو اسے پنجاب کی فکر دامن ہوئی۔پنجاب میں ان دنوں ایک مضبوط سکھ حکومت تھی۔انگریز اس وقت سیاسی اور فوجی طور پر اتنا مضبوط نہ تھا کہ وہ سکھ حکومت سے فوجی تصادم کا خطرہ مول لے کر اپنے پاؤں مضبوط کرے۔چنانچہ اس نے اپنی روایتی جعل سازی جسے اس کے چال باز حکمت عملی کے نام سے یاد کرتے ہیں، سے کام لیتے ہوئے دیوبندی علماء کے بعض متعصب اور مغلوب الاعتقاد اکابر کو اعتماد میں لیا اور انہیں یاد دلایا کہ آپ نے جہاد کا فریضہ ادا کرنا ہے۔وہ جہاد کے نام سے مجاہدین کو تیار کرنے لگے اور انگریز کی حکمت عملی نے ان کے جہاد اور جوش کا رخ اپنی طرف کرنے کی بجائے سکھوں کی طرف موڑ دیا۔پھر ان مجاہدین کو یہ بھی راستہ دکھایا کہ سکھوں سے جہاد کرنے کے لئے ستلج اور بیاس کی سرحدیں عبور نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ اس طرح انگریز بہادر کی مقبوضہ حکومت کی سرحدوں پر اثر پڑتا تھا۔بلکہ سندھ سے ہو کر ڈیرہ جات سے گزرتے ہوئے سرحد کی طرف بالاکوٹ سے جہاد کا آغاز ہونا چاہیے۔دیوبندیوں کے سادہ لوح مجاہد جنہوں نے جہاد کا نام تو سنا تھا مگر میدانِ جنگ کی گرد سے بھی خائف تھے۔چند مسکین مسلمانوں کا ایک پر جوش لشکر سندھ کے صحراؤں اور سرحد کی چٹانوں سے ٹھوکریں کھاتا ہوا سکھوں کو اکوڑہ خٹک اور بالاکوٹ کے کھنڈرات میں شکست دینے کے لئے اکٹھا ہو گیا۔انگریزی حکمت عملی کے یہ سادہ لوح مجاہد اتنا دور دراز اور پر پیچ راستہ طے کر کے جب صوبہ سرحد پہنچے تو ان کے اور ان کے وطن عزیز کے درمیان ایک زبردست سکھ حکومت کھڑی تھی۔

سرحد کے پٹھانوں نے حتی المقدور ان مسلمان مجاہدوں کی خاطر تواضع کی۔ سکھوں کے خلاف لڑنے کے لئے مسلح معاونت بھی کی۔ مگر مجاہدوں کے سپہ سالاروں نے سکھوں سے جہاد کرنے کی بجائے اپنے روایتی انداز میں اپنوں ہی کے خلاف بدعت اور شرک کے فتووں کی بے دریغ بارش کرنا شروع کر دی۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ اپنوں سے کٹ گئے تو غیروں کے ہاتھ کٹ گئے۔ انگریز بالاکوٹ کے اس سانحہ کو بڑی عیاری سے دیکھتا رہا۔ وہ ان مجاہدوں کو بے گور وکفن پاک کر سکھوں کے فرانسیسی جرنیل ونتورا کو خراج شجاعت دیتا رہا۔ اب دیوبندی مصنفین اور مؤرخین کتابوں پر کتابیں لکھے جاتے ہیں۔ تاریخ کا رخ بدلنے اور حقائق کا منہ نوچنے میں وہ ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ ان کے اصاغر ہر مجلس میں بغلیں بجاتے ہیں کہ سید احمد شہید اور شاہ اسمٰعیل جنگ آزادی کے لئے دہلی چھوڑ کر سندھ گئے پشاور فتح کیا۔ اکوڑہ خٹک چھاؤنی بنائی۔ پھر بالاکوٹ میں گئے۔ لوگوں کو یہ باور کرانے کی ایک ناکام کوشش ہو رہی ہے کہ ہم تو مجاہد ہیں، غازی ہیں، حریت پسند ہیں، لڑاتے ہیں، صف شکن ہیں، بہادر ہیں، باقی سب لوگ روٹیاں کھاتے ہیں، ختم پڑھتے ہیں، درود پڑھتے ہیں اور ہم روٹیاں نہیں صرف گولیاں کھاتے ہیں۔

کہیں نظر نہ لگے تیرے دست و بازو کو!

ذرا چند لمحے رک کر ان مجاہدوں کے خیالات عالیہ تو ملاحظہ فرمائیں:

انگریز سے جہاد حرام ہے:

کلکتہ میں جب مولوی اسمٰعیل صاحب نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت بیان کی تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے۔ آپ نے جواب دیا:

> "ان پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں ہے، ایک تو ان کی رعیت ہیں اور دوسرے وہ ہمارے مذہبی ارکان میں ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ہیں ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے۔ بلکہ ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں"۔

(حیات طیبہ، مرزا حیرت دہلوی، صفحہ ۲۹۶، تاریخ عجیبہ محمد جعفر تھانیسری صفحہ ۷۳)

"سید احمد بریلوی نے کہا ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گرادیں"۔ (تاریخ عجیبہ، مؤلفہ محمد جعفر تھانیسروی، ص ۷۳)

انگریز کا مخالف باغی ہے:

"بعض کے سروں پر موت کھیل رہی تھی اور انہوں نے کمپنی کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نگاہ سے نہ دیکھا اور اپنی رحم دل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا"۔
(تذکرۃ الرشید یہ، جلد ۱، ص ۷۳)

"کہ جب میں حقیقت میں سرکار (برٹش) کا فرماں بردار رہا۔ ان جھوٹے الزامات سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے۔ اسے اختیار ہے جو چاہے کرے"۔ (تذکرۃ الرشید، صفحہ ۸۰)

مولوی اشرف علی تھانوی کی تنخواہ:

مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی صدر جمعیت العلماء اسلام کلکتہ، مولوی حفظ الرحمٰن کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض بزرگ لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ ان کو چھ سو روپے ماہور حکومت (برطانیہ) کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔ اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم نہیں تھا کہ روپیہ حکومت دیتی ہے مگر حکومت ان کو ایسے عنوان سے دیتی ہے کہ ان کو اس کا شبہ بھی نہ گزرتا ہو، اب اسی طرح اگر گورنمنٹ مجھے یا کسی انسان کو استعمال کرے مگر اس کو یہ علم نہ ہو کہ اسے استعمال کیا جارہا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ شرعاً اس میں ماخوذ نہیں ہوسکتا"۔
(مکالمۃ الصدرین شبیر احمد عثمانی دیوبندی صفحہ ۱۰)

انگریز کا ملک دارالاسلام ہے:

حکومت انگریزی میں رعایا پر کسی قسم کی دار و گیر و بے اطمینانی سرکار کی جانب سے نہیں ہوئی۔

آخر میں فرماتے ہیں:

"کہ ترجیح دار الاسلام کو دی جائے گی"۔(تحذیر الاخوان تھانوی صفحہ ۹)

ناظرینِ کرام! غور فرمائیں کہ انگریزوں سے عدم جہاد کے فتوے اور چھ سو روپیہ ماہوار تنخواہ اور ان کے مالک و مختار ہونے کے ارشادات صاف بتا رہے ہیں کہ فرقہ دیوبندیہ انگریز کی پیداوار ہے اور سکھوں سے جہاد بھی صرف انگریزوں کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے تھا۔ بلکہ انگریزوں کی نمک حلالی، حالانکہ اس وقت جہاد انگریزوں کے خلاف چاہیے تھا۔ مگر انہوں نے سکھوں اور یاغستانی مسلمانوں پر چڑھائی کی۔ چنانچہ سب سے پہلا حملہ یار محمد خاں حاکم یاغستان پر کیا۔

(دیکھو تذکرۃ الرشید، جلد ۲، صفحہ ۲۷۰)

سرحدی مسلمانوں اور سکھوں کا زور ختم کر کے انگریزوں کی دوستی کا حق ادا کرنا تھا جس میں کامیابی نہ ہوئی اور سید احمد بریلوی جنگ کی تاب نہ لا کر پہاڑوں میں بھاگ گئے اور مولوی اسمٰعیل صاحب ایک یوسف زئی پٹھان کے ہاتھوں قتل ہوئے۔

چنانچہ سیّد احمد بریلوی کے متعلق دیوبندیوں کے قطب الاقطاب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتویٰ تذکرۃ الرشید جلد ۲ صفحہ ۲۷۰ میں ملاحظہ فرمایئے:

"منشی محمد ابراہیم صاحب نے کہا کہ سیّد صاحب تیرہویں صدی کے آغاز میں پیدا ہوئے تھے اور ممکن ہے کہ ابھی زندہ ہوں۔ انہوں نے جب لفظ ممکن کہا تو حضرت امام ربانی (رشید احمد) نے ارشاد فرمایا، بلکہ امکن ہے"۔

لطیفہ:

دیوبندی اپنے سوا تمام دنیا کو علمی یتیم کہتے ہیں آج اس دعویٰ کی قلعی کھل گئی دیوبندیوں کے استاد نے فرمایا "بلکہ امکن ہے" سبحان اللہ! ممکن کا اسم تفضیل امکن بنا ڈالا۔ میزان الصرف پڑھنے والے طالب علم خاص طور پر گنگوہی صاحب کی تبحر علمی کی داد دیں اور ان کو سمجھائیں کہ مولانا اسم تفضیل مصدر سے بنتا ہے یہ دیوبند کے امام اکبر کی علمی لیاقت ہے۔ اس کی تصدیق کرنے والے میرٹھی، انبیٹھوی، محمود حسن دیوبندی تھے۔ دیوبندیوں کی علمی جہالت کا باب بڑا وسیع ہے۔ جس کا اجمال

بس یوں سمجھئے۔

کہ ایں خانہ ہمہ چراغ است

سیّداحمد پہاڑوں میں رہتے ہیں:

یہ دیوبندیوں کا عجیب وغریب عقیدہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے اختیار کیا اور اعلان کیا کہ مجھے چندہ اکٹھا کر کے رقم دو، تا کہ میں سیّداحمد کا سراغ لگاؤں اور بہت سارو پیہ جمع کر لیا بلکہ ایک مجسمہ نمائشی بنا کر اسے پہاڑوں میں کھڑا کر کے سیّداحمد ظاہر کیا، اس سے اچھی خاصی آمدن ہوگئی۔ پھر لطف یہ کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی بھی ایسے بودے اور کمزور خیالات کی توثیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اقول۔ یعنی وہاں دیوبند میں ایک بزرگ ہیں جنہوں نے سیّداحمد بریلوی صاحب کو دیکھا"۔ (امدادالمشتاق تھانوی صفحہ ۶۱، مطبوعہ تھانہ بھون)

تو یہ ہے حال دیوبندیوں کے حکماء امت کا، حالانکہ حقیقت اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہ یہ حضرت اپنے ساتھیوں کو بے یارومددگار میدانِ جنگ میں چھوڑ کر پہاڑوں میں بھاگ گئے تھے اور وہاں ہی کہیں فوت ہو گئے۔ پھر سیّداحمد کی موت کے متعلق غلام رسول مہر جیسے مؤرخ بھی صاف اقرار کرتے ہیں کہ ان کی موت اور شہادت کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا"۔ (سیرت سیّداحمد) اور مولوی اسمٰعیل کو دیوبندیوں نے "شہید" مشہور کر رکھا ہے کہ وہ سکھوں کے ہاتھوں شہید ہوئے، حالانکہ یہ بھی غلط ہے۔

"ضلع ہزارہ کے مشہور مؤرخ اپنی کتاب "تاریخ ہزارہ" میں لکھتے ہیں کہ: یوسف زئی کے پٹھان جو کہ سکھوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھے اور مولوی اسمٰعیل کے حامی ہو چکے تھے۔ ان کے خاندانوں میں رواج تھا کہ اپنی لڑکیوں کی شادیاں دیر سے کرتے تھے۔ سیّداحمد نے ان پر شرعی حکومت کا زور دے کر ان سے بیس لڑکیاں اپنے پنجابی سپاہیوں سے بیاہ دیں اور کچھ پٹھانوں کو راضی کر کے دو لڑکیوں کا نکاح خود کر لیا۔ اس معاملہ سے تمام جرگہ میں ان سے نفرت پھیل گئی اور ان لوگوں نے سیّداحمد کی بیعت

توڑ دی اور لڑکیاں واپس لینے کا مطالبہ کیا تو ...... دونوں نے انکار کر دیا اور ...... ان پٹھانوں پر کفر کا فتویٰ صادر کر کے ان سے جہاد کرنا فرض قرار دے دیا، ادھر پٹھانوں نے تنظیم کر لی اور ادھر پنجابی، بالآخر پٹھان غالب ہوتے نظر آئے تو ایک روز خود اسمٰعیل مقابلے کے لئے آیا تو ایک یوسف زئی پٹھان نے گولی چلا دی تو اس کا خاتمہ ہو گیا اس کے بعد سب پنجابی بھاگ گئے اور پٹھان کامیاب ہو گئے"۔

(تاریخ ہزارہ، انوار آفتاب صداقت، صفحہ ۵۱۹، فریاد المسلمین، صفحہ ۱۸)

وہ وہابیہ نے جسے دیا ہے ، لقب شہید و ذبیح کا
وہ شہید لیلیٰ نجد تھا وہ ذبیح تیغ خیار ہے

انگریزوں نے ہمیں آرام دیا:

دیوبندیوں کے حکیم الامت فرماتے ہیں کہ:

"ایک شخص نے مجھ سے دریافت کیا تھا، اگر تمہاری حکومت ہو جائے تو انگریزوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے، میں نے کہا محکوم بنا کر رکھیں گے، کیونکہ جب خدا نے حکومت دی تو محکوم بنا کر ہی رکھیں گے، مگر ساتھ ہی اس کے نہایت راحت و آرام سے رکھا جائے گا، اس لئے کہ انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا ہے"۔ (افاضات الیومیہ، ص ۶۹۷، جلد ۴)

ایک غور طلب امر:

سوال پیدا ہوتا ہے کہ سیّد احمد صاحب اور اسمٰعیل صاحب کی سکھوں کے ساتھ تیاری جہاد پر انگریز خاموش کیوں رہا ! اس نے اس جنگ کو اپنے ملک کے اندر امن عامہ کے خلاف کیوں نہ سمجھا، آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے:

لیجئے تاریخ نے یہ مسئلہ حل کر لیا۔ آپ بھی سنیں:

سیرت سیّد احمد مصنفہ مولوی ابوالحسن ندوی صفحہ ۱۹۰ جلد ۱ میں لکھا ہے کہ:

"اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ انگریز گھوڑے پر سوار چند پالکیوں میں کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں؟ حضرت نے کشتی پر سے جواب دیا کہ میں یہاں

موجود ہوں، انگریز گھوڑے پر سے اترا اور ٹوپی ہاتھ میں لئے کشتی پر پہنچا اور مزاج پرسی کے بعد کہا تین روز سے میں نے اپنے ملازم یہاں کھڑے کر دیئے تھے کہ آپ کی اطلاع کریں، آج انہوں نے اطلاع کی کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت آج قافلہ کے ساتھ تمہارے مکان کے سامنے پہنچیں، یہ اطلاع پا کر غروب آفتاب تک میں کھانے کی تیاری میں مشغول رہا۔ تیار کرانے کے بعد لایا ہوں۔ سیّد صاحب نے حکم دیا کہ اپنے برتنوں میں منتقل کر لیا جائے، کھانا لے کر قافلہ میں تقسیم کر دیا گیا اور انگریز دو تین گھنٹہ ٹھہر کر چلا گیا۔ نیز لارڈ ہسٹنگ بھی سیّد صاحب کی کارگزاریوں سے بہت خوش تھا اور اکثر سیّد صاحب کی تعریفیں کیا کرتا تھا"۔ (حیات طیبہ، صفحہ ۲۹۴)

سیّد احمد شہید کو سات ہزار کی ہنڈی:

مولوی محمد اسحق، سیّد احمد کا دل تھا جو انگریز سے روپیہ لے کر سیّد احمد کو پہنچایا کرتا تھا، چنانچہ ملاحظہ ہو:

"اس وقت ایک ہنڈی سات ہزار روپیہ کی جو بذریعہ ساہوکاران دہلی مرسلہ محمد اسحق صاحب بنام سیّد صاحب روانہ ہوئی تھی۔ ملک پنجاب میں وصول نہ ہونے پر دعویٰ عدالت دیوانی میں ہو کر ڈگری بحق مدعی بحال رہا"۔ (تواریخ عجیبہ، صفحہ ۸۹)

ناظرینِ کرام! مندرجہ بالا حوالہ جات پر غور فرماتے ہوئے فیصلہ فرمائیں کہ انگریزوں سے جہاد حرام کہنا اور ان کے ملک کو دارالاسلام قرار دینا اور چھ چھ سو روپیہ تنخواہیں وصول کرنا اور انگریز کے مخالف پر باغی کا فتویٰ صادر فرمانا اور ادھر انگریزوں کی سیّد احمد صاحب کے نام کام پر خوشی، سات سات ہزار کی ہنڈیاں اور دعوتیں اور خاطر تواضع اور تین تین گھنٹے رازدارانہ گفتگو، کیا ان سب امور سے صاف صاف ثابت نہیں کہ سیّد احمد، اسمٰعیل، رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی انگریز کے مرہونِ احسان تھے"۔

مولوی محمود الحسن دیوبندی کی جے:

جس وقت حضرت مولانا (محمود الحسن) کا موٹر چلا تو ایک دم اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا، اس کے بعد "گاندھی جی کی جے" اور "مولوی محمود الحسن کی جے" کے نعرے بلند ہوئے"۔

(افاضات الیومیہ، اشرف علی تھانوی، صفحہ ۲۵۵، جلد ۲)

دیوبندیوں کی پیشانیوں پر تلک:

"دیکھ لیجئے مشاہدات اور واقعات شاہد ہیں کہ جے کے نعرے لگائے، ہندوؤں کی ارتھی کو کندھا دیا"۔ (افاضات الیومیہ، صفحہ ۷۰۷، جلد ۴)

ہولی، دیوالی کی پوڑیاں حلال ہو گئیں:

مسئلہ: ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا کچھ اور کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں، ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد، نوکر، حاکم کو درست ہے یا نہیں؟

الجواب: درست ہے۔ فقط (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۱۲۳، جلد ۲)

غوث پاک کی گیارھویں حرام ہے:

سوال: یہ تعینات جیسے ربیع الاوّل میں کونڈا، عشرہ محرم میں کھچڑا، صمنک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اور گیارھویں حرام ہیں یا نہیں؟

الجواب: ایسے عقائد موجب کفر ہیں"۔ (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۸۸، جلد ۱)

ختم مرسومۃ الہند مصدقہ خیر محمد جالندھری ملتانی کے صفحہ ۲۱ پر لکھا ہے:

"گیارھویں اور نیاز وغیرہ ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا اغراض کے لئے دیتے ہیں، اگر چہ اس کا نام ایصالِ ثواب رکھیں، لہٰذا اس کا لینا، دینا، کھانا حرام ہے"۔

- سبحان اللہ! گیارھویں غوث پاک کی موجب کفر اور پوڑیاں دیوالی کی جائز۔

ہندوؤں کی کوّے سے محبت:

اے کوّے! میں تجھے سچ کہتا ہوں پاک سیوک مجھے پر ان کی طرح پیارا ہے، کاگ بھنڈی کے خوبصورت وچن سن کر گدڑ کے پر خوشی سے پھول گئے۔"

(رامائن مصنفہ تلسی داس، صفحہ ۷۶۰)

"تب میں کوا بن گیا اور پرمیشور کے چرنوں میں سر جھکا کر رگھوبنش تلک رام چندر جی کا سمرن کر کے خوشی سے اڑ چلا۔" (رامائن، صفحہ ۷۸۱)

دیوبندیوں نے جب دیکھا کہ ہندو کوّے سے محبت رکھتا ہے تو اس کے حلال ہونے کا فتویٰ

دے دیا بلکہ کھانے والے کو ثواب کی سند عطا فرما کر ہندو نوازی کا دلفریب منظر پیش کیا۔

دیوبندیوں کی کوا خوری:

مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ پر تحریر فرمایا:

سوال: زاغ معروفہ کو جس جگہ اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا سمجھتے ہوں۔ وہاں اس کوا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب نہ عذاب؟

الجواب: ثواب ہوگا۔ فقط

نوٹ: دیوبندی کہتے ہیں جی کہ وہ کوا اور ہے جو باہر جنگلوں میں رہتا ہے ان کو لفظ زاغ معروضہ یعنی مشہور کوا پر غور کرنا چاہیے۔

ایک مفید مشورہ:

دیوبندی علماء کے لئے ایک نیک اور سودمند مشورہ ہے کہ اپنے مدرسوں کے طلبہ کو روزانہ کوے کھلایا کریں۔ کیونکہ پاکستان میں کوا کھانے والے کو برا سمجھا جاتا ہے اور جہاں اس کا کھانا برا سمجھا جائے وہاں آپ کے قطب الاقطاب کے فتوے کے مطابق کوا کھانے والے کو ثواب ہوتا ہے، دو فائدے: ایک ثواب اور دوسرے ہر ماہ طلبہ کی سبزی و گوشت وغیرہ کے پیسے بچ جایا کریں گے۔

ہادیٔ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی کوے سے نفرت:

"عن ابی عمر قال من یاکل الغراب و قد سمّاہ رسول اللہ ﷺ فاسقاً و اللّٰہ ما ھو من الطیّبات"۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کوے کو کون کھا سکتا ہے، حالانکہ کوے کو حضور پاک ﷺ نے بدکار فرمایا۔ خدا کی قسم! یہ کوا پاک چیز نہیں ہے۔

(ابن ماجہ شریف، صفحہ ۲۴۱)

سیّد دو عالم ﷺ نے کوے کو فاسق فرمایا مگر چونکہ کوا ہندوؤں کو مرغوب تھا۔ لہٰذا دیوبندیوں نے اس کے کھانے والے کو ثواب کا ڈپلوما دے دیا۔

ہندوؤں کے سودی روپیہ کی بنائی ہوئی سبیل:

سوال: ہندو جو پیاؤ (پانی) کی سبیل لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں؟

جواب: اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں"۔ (فتاوی رشیدیہ، ج ۳، ص ۱۱۴)

امام حسین کی سبیل حرام ہے:

"محرم میں سبیل لگانا، چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نا درست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں"۔ (فتاوی رشیدیہ، جلد ۲، صفحہ ۱۱۳)

ہندوؤں کی سبیل جائز اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سبیل حرام ...... لگایئے نعرہ:

"مولوی رشید احمد گنگوہی کے جے"۔

....

تحریک پاکستان میں علماء دیو بند کا سیاسی رخ کردار

پچھلے صفحات میں علماء دیو بند کے نظریات اور اعتقادیات کی وہ تحریریں آپ کے مطالعہ کا سامان بن چکی ہیں جن کی اساس گستاخانہ زمین سے اٹھی۔ عمارت ہٹ دھرمی اور ضد کے خاک وخشت سے تیار ہوئی اور پھر ان تحریروں سے جو محلات تیار ہوئے ان کی زیبائش کے لئے کفر وشرک کے فتوؤں کے گلہائے رنگا رنگ کام میں لائے گئے۔ اعتقاد و نظریہ کا بھٹکا ہوا یہ طائفہ جب آزادی وطن کے لئے میدانِ سیاست میں نکلا تو اس کی آن بان دیکھنے اور ان کا جوش وخروش سننے کے قابل تھا۔ متحدہ ہندوستان سے انگریز اپنے دو صد سالہ اقتدار کو سمیٹنے کی تیاریوں میں مصروف تھا۔ ہندو قوم کے لیڈر اپنے ایک ہزار سالہ کھوئے ہوئے اقتدار کے حصول کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ مسلمان دو صد سالہ غلامی کی گراوٹوں سے ابھر کر از سرِ نو آزادانہ فضا میں پرواز کرنے کے لئے بال و پر تول رہا تھا۔

ہندو لیڈر شپ تجربہ کار بھی تھی اور صدیوں سے اقتدار کی محرومی نے اسے سخت جان بھی بنا دیا تھا۔ وہ اس ملک میں ہر قیمت پر اقتدار پر قبضہ کر کے ایک طرف انگریز سے نجات حاصل کرنا چاہتی تھی دوسری طرف برصغیر کی ایک زبردست آزاد قوم کو اقتدار سے محروم رکھ کر ہزار سالہ محرومیوں کا انتقام لینا چاہتی تھی۔ اس مقصد کے لئے اسے قید و بند کی صعوبتوں کے علاوہ مال وزر پھیلا کر کسی قوم کے دماغوں کو خرید لینا بھی اقتدار حاصل کرنے کے لئے ضروری تھا۔ چنانچہ اس کے لیڈروں نے علماء دیو بند کے نظریات اور اعتقاد کی پختگی سے خوب خوب فائدہ اٹھایا۔ ہندو لیڈر شپ نے علماء دیو بند کو اپنا ہم نوا بنانے کے لئے بڑی کامیاب کوششیں کیں۔ جدوجہد آزادی میں وہ علما اہلسنت کے تیور تو ۱۸۵۷ء سے دیکھ چکے تھے۔ لیکن اب انہوں نے علماءِ دیو بند کو اپنا نشانہ بنایا اور دام ہم رنگ زمین بچھا کر قابو کر لیا۔ چونکہ تحریک پاکستان کے آغاز سے ہی ملک کے علماء اہل سنت اور مشائخ کرام پاکستان کے قیام واستحکام میں شامل ہو چکے تھے۔ ان حضرات کی ضد میں قوم پرست علماء دیو بند نے ہندو لیڈر شپ کا ساتھ دینے کا اعلان کر دیا۔

تحریک ترک موالات میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد ان علماء دیو بند کے فتوؤں کے

ہاتھوں اپنے گھر بار لٹا کر اپنے ہی گھروں کو "دارالحرب" اور "دارالکفر" جان کر "ہجرت" کرنے پر مجبور ہوگئی تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ "ہجرت" تیس ہزار مسلمان خاندانوں کی بربادی کا باعث بنی۔ ہندو بڑا ہوشیار تھا، ترک موالات کی تحریک میں وہ انگریز جیسے کافر کے لئے تو مقاطعہ کا اقرار کرتا تھا۔ مگر بت پرست اور مشرک ہندو کو سلسلہ مواخات (دوستی) میں پروتا جاتا تھا۔ علماءِ دیوبند ہندو کی اس سیاسی ٹھوکر سے منہ کے بل گرے اور ایسے گرے کہ آزادیٔ وطن کے بعد بھی نہ اٹھ سکے۔ ان قوم پرستوں نے قیامِ پاکستان کی مخالفت کے لئے اپنی علمی اور خطاباتی صلاحیتوں کو راس کماری سے لے کر خیبر تک صرف کر دیا اور بقول ایک ناقد کے تحریکِ پاکستان کے مخالفین میں ایک خطرناک گروہ ان نیشنلسٹ علماء (دیوبند) کا تھا۔ جن کی زمام اختیار مولانا ابوالکلام آزاد اور حسین احمد مدنی جیسے امام الہند اور شیخ الہند کے ہاتھوں میں تھی۔ مسلمانوں کے ایک طبقہ میں انہیں بڑے تقدّس اور احترام کا درجہ حاصل تھا۔ مگر ہماری تاریخ کا یہ باب بڑا دل خراش اور جگر پاش ہے کہ تحریک پاکستان کو ناکام بنانے میں ملّت اسلامیہ کے خلاف جو مذموم کھیل دیوبند کے ان معماروں نے کھیلا ملّت کے بدترین دشمنوں سے بھی اس کی امید نہیں کی جاسکتی تھی۔ اقبال نے اسی داستانِ غم کی بناء پر خون کے آنسو روتے ہوئے کہا تھا:

چنیں دور آسمان کم دیدہ باشد
کہ جبریل امین را دِل خراشد
چہ خوش دیرے بنا کردند ایں جا
پرستد مومن و کافر ترا شد

اس "مقدس جماعت" نے غیروں کے اشارے پر متحدہ قومیت کے نام پر ایک نیا سومنات تعمیر کیا۔ اور تحریک پاکستان کے خلاف اس بُت کی پرستش عین اسلام قرار دی جانے لگی۔ ہم نے تو یہ سنا تھا کہ شیطان اپنی تائید میں انجیل مقدس سے حوالے تلاش کرتا ہے لیکن یہ کسی مسلمان کے حاشیہ تصوّر میں بھی نہ آسکتا تھا کہ امّت کے یہ وطن پرست مذہبی پیشوا بن کر "وطنیت کے سومنات" کی حمایت میں قرآن اور اسوۂ رسالت کے وہ دلائل پیش کریں گے جس سے دنیا موجۂ حیرت میں کھو جائے گی۔
علامہ اقبال اس روح فرسا بات پر چیخ اٹھے۔

شیخ ملت باحدیث دل نشیں
بر مراد او کند تفسیر دیں

دارالعلوم دیوبند کے ہزاروں فارغ التحصیل اسی "سومنات" کے پجاری بن کر مسلمانوں کو اس سیاست کی مورتی کے سامنے سربسجود ہونے کی تلقین کر رہے تھے۔ جسے مجدّد الف ثانی نے اکبری اقتدار کے زمانہ میں پاش پاش کیا تھا۔ ان اکابرین دیوبند نے محض اعتقادی اور نظریاتی مباحث کی تلخی دور کرنے کے لئے "حرم سے نکل کر متھرا کے مندروں کی سیاست کو اپنا نظریہ حیات بنالیا۔ ۱۹۳۹ء میں مولانا ظفر علی خان نے انہی دیوبندی علماء کے سیاسی رخ کو دیکھ کر زمیندار کے صفحہ اوّل پر لکھا تھا:

رسول اللہ کے گھر میں یہ کیسا انقلاب آیا
کہ گاندھی جی کی کٹیا " عالمانِ دین " کا ڈیرہ ہے
خدا ہی جانتا ہے حشر اس پاپی کا کیا ہو گا
حرم سے جس کی بدبختی نے رخ ملّت کا پھیرا ہے

مولانا ابوالکلام آزاد اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "انڈیا ونز فریڈم" کے صفحہ ۳۹ پر مہاتما گاندھی کی راہنمائی کو ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مہاتما گاندھی کی راہنمائی پر اعتماد ہی ایک تنہا راہنمائی ہے جس نے ہماری تحریک کا شاندار ماضی تعمیر کیا اور اس سے ہم ایک فتح مند مستقبل کی توقع کر سکتے ہیں"۔

اسی ایک "تنہا راہنمائی" کے لئے پوری ملّت دیوبند مصروف کار رہی اور اسی ایک تنہا راہنمائی کی روشنی میں وہ برصغیر کے مسلمانوں کے سینوں کو "منوّر" کرتے رہے اور جب یہ "راہنمائی" سرحد کے اس پار رہ گئی تو ابھی تک دیوبندی اس کی یادوں کو سینے میں دبائے ہوئے کبھی کبھی پاکستان کو گالیاں دے لیتے ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد اسی "تنہا راہنمائی" کی گود میں پوری ملّت دیوبندیہ کے سیاسی شعور کو لا ڈالتے ہیں، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری، اور دارالعلوم دیوبند کے دوسرے اساتین و مکائدین اسی انداز فکر سے سوچنے لگے۔ علامہ اقبال نے ان

حضرات کی وطن پرستی، متحدہ قومیت اور گاندھی کی اتباع پر برملا للکارا تھا۔

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبرے. مقام محمد عربی است
بمصطفٰی برساں خویش را کہ دیں ہمہ او ست
اگر باو نر سیدی تمام بولہبی است

دیوبند کے شیخ الجامعہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی بر سر منبر وطن پرستی اور ملت دشمنی کا وعظ دینے میں مصروف رہے اس کے متبعین دو قومی نظریہ کے خلاف جنگ آزادی کی جنگ کے دوران ہندو پلیٹ فارم پر تقریریں کرتے اور ان سے داد خطابت حاصل کرتے رہے۔ علماء دیوبند دراصل اس سرزمین میں ایک ایسی جمہوری سلطنت کے قیام کا خواب دیکھ رہے تھے۔ جس میں ہندو مسلم سکھ عیسائی اور پارسی سب شامل ہوں۔ ان کے نزدیک اسی سلطنت میں اسلام کی حکمرانی تھی، چنانچہ ان کے اپنے اخبار زمزم مورخہ ۷/ جولائی ۱۹۳۸ء میں مولانا حسین احمد مدنی کا ایک بیان شائع ہوا جس میں انہوں نے ان الفاظ میں علماء دیوبند کا سیاسی نکتہ نظر پیش کیا۔

"ایسی جمہوری حکومت جس میں ہندو مسلمان سکھ عیسائی اور پارسی سب شامل ہوں۔ حاصل کرنے کے لئے سب کو متفقہ کوشش کرنی چاہیے۔ ایسی مشترکہ آزادی اسلام کے اصول کے عین مطابق ہے اور اسلام اس آزادی کی اجازت دیتا ہے"۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

علماء دیوبند کا یہ سیاسی منشور جمعیت العلماء ہند، مجلس احرار اسلام اور دوسری دیوبند سیاسی جماعتوں کا منشور بن گیا وہ مسلمانوں کو متحدہ قومیت کے فلسفہ میں ایک ملی جلی گورنمنٹ کے قیام کی دعوت میں مصروف رہے۔ وہ ہندو لیڈر شپ کے سیاسی چکر میں ایسے آ گئے تھے کہ انہوں نے اسلام اور اپنی قوم کو نثار بہت پیارے کر دیا۔

علماء دیوبند کی اس لغزش پر برِ صغیر کے نیک دل مسلمان تڑپ اٹھے۔ اہل دل بلک بلک کر روئے، عوام کے دل و دماغ چکرا گئے، آزادی وطن کے لئے جان دینے والے سپاہی اپنوں ہی کے نظریاتی تیروں سے سینہ فگار ہوتے گئے، علامہ اقبال اسلام کے مستقبل اور علمبرداران اسلام کے انداز فکر پر خون کے آنسو بہاتے۔ جس قوم کے سب سے بڑے دارالعلوم کے سب سے بڑے شیخ القرآن، شیخ الحدیث، شیخ الجامعہ اور پھر شیخ الہند کی قرآن فہمی کا یہ عالم ہو تو اسے دیکھ کر سینہ کیوں نہ شق ہو جاتا ہجوم غم اور وفور الم کبھی سیلاب اشک بن کر امڈ آتا اور اسی بیک آہ سحر گاہی کی صورت میں "بہ حضور حق" یوں نالہ کش ہوتا۔

باآں قوم از تو می خواہم کشادے
فقیہش بے یقینے کم عوادے
بسے نادید نی را دیدہ ام من
مرا اے کاش کہ مار ادے

دیوبندی نظریہ سیاست مسلمانانِ برِصغیر کے لئے کتنا تباہ کن تھا۔ اسے آج ہم نتائج وعواقب کے صفحات پر دیکھ سکتے ہیں۔ اس نظریہ نے ایک عظیم ملک کی سرحدوں کو کس قدر محدود کر دیا وہ "ریڈ کلف" کے فیصلہ کی خونی لکیر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس فلسفہ سیاست نے کتنے لاکھ مسلمانوں کی جانوں اور کتنے لاکھ مسلمان عورتوں کی عصمتوں کو قربان کیا۔ ان آنکھوں کا منظر ہے جو ابھی تک زندوں کے چہروں پر موجود ہیں۔ ہندو سیاست نے اپنا کام کتنا خوبی سے کیا تھا۔ اقبال اس وقت بھی رویا اور کہا

نگہ دارد برہمن کار خود را
نمی گوید بہ کس اسرار خود را
بمن گوید کہ از تسبیح بگذر
بدوش خود برد زنار خود را

صنم کدہ وطنیت میں دیوبند کے فارغ التحصیل علماء جس انداز سے سیاسی افکار کی تشریح کرتے رہے ہیں وہ ان کی اعتقادی اور نظریاتی افتاد سے بھی زیادہ حیران کن تھی۔ ان کی اعتقادی

تحریروں کا تو صرف علماء اہل سنت نے نوٹس لیا تھا اور یہ لوگ عوام کے سامنے یہ کہتے پھرتے کہ یہ فروعی مسائل ہیں ان پر ان لوگوں کا شور ان کی فرقہ پرستی اور تنگ نظری کی وجہ سے ہے۔ لیکن جونہی ان حضرات نے اپنے سیاسی افکار و نظریات کا اظہار کیا تو سارا برصغیر چیخ اٹھا۔

مرا در دست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
اگر دم در کشم ترسم کہ مغزا استخوان سوزد

علماء دیوبند کا یہ وار ملکی سیاست سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے حیران کن تھا۔ وہ ان کے اعتقادی افکار کو جب سیاسی انداز میں دیکھتے تو تسلیم کرتے کہ علماء حق کا تڑپنا واقعی درست تھا۔ اسلامی تاریخ کے جہاں کہیں سیاہ باب نظر آتے ہیں وہاں ایک حقیقت ابھر کر سامنے آتی ہے کہ جہاں اسلامیانِ جہاں کو بیگانوں سے مقابلہ کرنا پڑا وہاں اپنوں کو بھی اپنے خلاف صف آراء پایا۔ مسلمانوں کے خنجر مسلمانوں کی گردنوں پر پیوست دکھائی دیتے رہے۔ محمد کے نام لیواؤں کے تیر محمد کے غلاموں کے سینوں میں ترازو ہوتے رہے۔ مگر پاک و ہند کی سیاسی تاریخ میں اکثر یوں دیکھا گیا ہے کہ کاشانہ مصطفوی کو پھونک دینے والے چراغوں میں اس طبقے کا دامن سب سے زیادہ تاریک اور داغ دار ہے جس کو ہم "علماء" کا مقدس لقب بھی دے رہے ہیں۔

آسمان سے آئے کیوں بجلی جلانے کے لئے
خود چراغ خانہ ہی غارت گر کا نشانہ ہے

متحدہ ہندوستان میں جب دیوبند کے "چراغ خانہ" غارت گری کا شانہ اسلام پر آمادہ ہوئے تو مسلمان حیرت و استعجاب کی تصویر بن کر رہ گیا۔ ان کے اس کردار کے خلاف ملک کے گوشے گوشے سے آوازیں اٹھیں۔ اسلام اور آزادی وطن کا واسطہ دیا گیا۔ مگر متحدہ قومیت کے سومنات کے یہ پجاری، آخری وقت تک ہندو لیڈر شپ کے اشاروں پر کام کرتے گئے۔ اگر بات صرف مولانا ابوالکلام آزاد صاحب یا مولانا حسین احمد مدنی صاحب تک ہوتی تو مسلمانانِ ہند خیال کرتے کہ یہ دونوں بزرگ گاندھی اور نہرو کی وفاداری بشرطِ استواری کو عین ایمان سمجھ کر ملکی سیاسیات پر اظہارِ خیال فرما رہے ہیں مگر یہاں تو پوری ملت دیوبند دو قومی نظریہ اور تحریک پاکستان کی مخالفت پر قسم کھائے بیٹھی

تھی۔ دیوبند کے اکابر تو اکابر اصاغر بھی ہر ملک کے طول وعرض میں مخلوط آزادی کے گن گانے میں معروف تھے۔

ملا کو جو ہے اس ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

ہندو کے اقتدار میں دیوبندی علماء کو سجدہ کرنے کی اجازت مل چکی تھی، یہ نادان اسی کو اسلام کی آزادی کا نام دینے لگے اور ان کی ساری صلاحتیں ہندو مسلم کی متحدہ قومیت کی عمارت کو استوار کرنے میں صرف ہونے لگیں۔ مجلس احرار اسلام کے دیوبندی مقررین تو اپنے ہر جلسہ میں اکبر کے دین الٰہی کی طرز پر "حکومتِ الٰہیہ" کا تصور بھی پیش کر دیا۔ یہ لوگ مولانا حسین احمد مدنی اور دیوبند کے دوسرے اکابرین کا اشارہ پا کر ملک کے سٹیجوں پر پل پڑے اور اپنی زور بیانیاں صرف اس مقصد پر وقف کر دیں"۔ کہ آج تک کسی ماں نے بیٹا ہی نہیں جنا جو پاکستان کی "پ" بنا دے۔ جمعیۃ العلماء کے دیوبندی علماء تو گاندھی کے فلسفے کا عربی ترجمہ بن کر رہ گئے۔

اس خانوادے کا ایک ایک عالم (مولانا عثمانی اور تھانوی کے استثناء کے ساتھ) ملّتِ اسلامیہ کے مطالبہ سے اتنا کٹ گیا کہ مسجدوں کے محراب منبر کو خیر آباد کہہ کر کانگریس کے سٹیجوں پر خطبے دینے لگا۔ جو جلسے کبھی دیوبندی مقبوضہ مساجد میں ہوا کرتے تھے ہندوؤں کے دھرم شالوں یا پھر گئو شالوں کی پناہ گاہوں میں ہونے لگے۔ ان تقریروں اور جلسوں کا یہ اثر ہوا کہ سکول کے مسلمان بچے بھی سرسوتی دیوی کی مورت کے سامنے پرارتھنا کرتے۔ مذہب اسلام سے بیزاری یا ہندو تہذیب سے لگاؤ کا یہ اثر تھا۔ جب بچے بڑے ایک دوسرے سے ملتے تو رام رام یا مہادیو پکارتے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

یہ کیفیت ہندوستان بھر کے تمام شہروں میں پائی جاتی تھی۔ لیکن جس جس شہر میں کسی بھی کانگرسی دیوبندی، عالم دین کا قیام ہوتا اس میں یہ رنگ گہرا ہوا۔ لدھیانہ میں رئیس الاحرار مولٰنا حبیب الرحمٰن کا قیام تھا اور اثر بھی تھا۔

اس شہر کا نقشہ ہی بدل گیا تھا۔

مولانا ظفر علی خان نے اپنے اخبار زمیندار کے ۲۶ جولائی ۱۹۳۸ء کے شمارے

میں "لدھیانہ" کے عنوان سے یہ نظم شائع کر کے اس شہر کا نقشہ کھینچا تھا۔

سنتا ہوں مرکز علم لدھیانہ ہے
جس کی گلی گلی میں انہی کا فسانہ ہے
لیکن یہ کیا کہ نغمۂ توحید کی بجائے
ان کی زبان پر برہموں کا ترانہ ہے
گر بام خانہ ہے تو کلس سومنات کا
اور ہر دوار ان کے لئے صحن خانہ ہے
ہیں سیم و زر سے مصلحتیں ان کی ہم کنار
جن کی کفیل گاندھیوں کا خزانہ ہے
صورت تو عالمانہ ہے بے شک حضور کی
سیرت کا گوشہ گوشہ مگر ہندوانہ ہے
بڑھنے لگی ہے اب جو مسلمان سے رسم و راہ
شدھی ہو نہ ہو یہ نیا شاخسانہ ہے
کیوں اس آستانِ غیر پر اس کو جھکاؤں میں
یا رب یہ سر ہے اور تیرا آستانہ ہے
اے برق کیا مجھے تیری چشمک زنی سے خوف
برتر ز شاخ سدرہ مرا آشیانہ ہے
جب ہم محمد عربی کے غلام ہیں
کیا غم اگر خلاف ہمارے زمانہ ہے

☆

پچھلے صفحات کے مطالعہ کے بعد قارئین کا ذہن علماء دیو بند کے مجموعی نقطۂ نگاہ سے پوری طرح آشنا ہو گیا ہوگا۔ یہ ان کے اکابرین کا ہی انداز فکر نہیں تھا بلکہ ان کے اصاغر بھی پورے ملک میں ان فتنہ سامانیوں کا شکار تھے، وہ اپنے جلسوں، مجالس، مدارس اور پھر نجی محفلوں میں بھی اسی دینِ الٰہی، اسی حکومتِ الٰہیہ، اس وارد ھا سکیم کا اظہار کرتے۔ اب ہم چند لمحوں کے لئے آپ کے ذہن کو ان لوگوں کے خیالات کے اقتباسات کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ جن سے ان کی سیاسی بصیرت (جس پردہ آج تک چوب خشک صحرا کی طرح سلگتے رہتے ہیں) اور انداز فکر کا صحیح رخ اور سمت متعین ہو سکے گا۔

مولانا حسین احمد مدنی ہندوؤں کے تنخواہ دار تھے:

علامہ شبیر احمد عثمانی نے مولانا حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ اور دوسرے دیو بندی اکابر کو فرمایا: آپ حضرات کے متعلق مشہور کیا جاتا ہے کہ آپ ہندوؤں سے روپیہ لے کر کھا رہے ہیں۔

(مکالمۃ الصدرین، شبیر احمد عثمانی، صفحہ ۱۰)

دیو بندی رام رام کرتے رہے ہیں:

مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیو بندی نے ترک موالات کی تحریک کے دوران ایک زبردست تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"کہ بہت سے خیر خواہ ہندو مسلم اتفاق کے عواقب اور عوام الناس اور بعض لیڈروں کی ان غلط کاریوں پر متنبہ فرما رہے ہیں جو اس اتفاق کے جوش سے پیدا ہوگئی ہیں۔ مثلاً قربانی کے جانور کو سجا کر رضا کاران خلافت کا گوشالہ میں پہنچانا، قشقہ لگانا، ہندوؤں کی ارتھی (جنازہ) کے ساتھ خصوصاً رام رام کہتے ہوئے جانا، یہ کہنا کہ امام مہدی کی جگہ گاندھی تشریف لائے یا یہ کہ اگر نبوت ختم نہ ہو گئی ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے وغیرہ وغیرہ، بلاشبہ میں بھی جب اپنی (دیو بندی) قوم کے بڑے بڑے سرآوردہ علماء کو سنتا ہوں کہ وہ اس قسم کی حرکات یا کفریات کے مرتکب ہوتے ہیں"۔

(ترک موالات پر زبردست تقریر: صفحہ ۲۲)

جب مولوی شبیر احمد عثمانی نے یہ تقریر کی اور دیوبندی حضرات کی ہندو نوازی کے خلاف بیانات دیئے تو مدرسہ دیوبند سے مولوی شبیر احمد عثمانی پر ابوجہل ہونے کا فتویٰ صادر ہو گیا، اس کو گالیاں دی گئیں، جلوس نکالے گئے۔ (دیکھئے مکالمۃ الصدرین)

مولوی ظفر علی کا مولوی حسین احمد کو خطاب:

حسین احمد سے کہتے ہیں خزف ریزے مدینے کے
کہ لٹو آپ بھی کیا ہو گئے سنگھم کے موتی پر
مسلمان کا پھٹا تہبند نہ کچھ بھی اس کے کام آیا
نچھاور ہو گئی شرع نبیؐ زرتار دھوتی پر

(چمنستان، صفحہ ۱۸۷)

دیوبندیوں کی پاکستان دشمنی:

دیوبندی اپنی پاکستان دشمنی پر پردہ ڈالنے کے لئے جن اکاذیب و بہتانات کا مظاہرہ کر رہے ہیں، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، اب بعض دیوبندی مصنفین جا بجا یہ بیان کرتے پھرتے ہیں کہ بریلویوں نے فلاں کو کافر کہا، فلاں پر فتویٰ دیا، مطالبۂ پاکستان کی حمایت نہیں کی، یہ سب کچھ صرف اس لئے ہے کہ ان کی کارستانیوں پر پردہ پڑا رہے اور پاکستان میں اپنی سازشوں کا جال پھیلاتے رہیں۔ حالانکہ معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے، دنیا جانتی ہے کہ یہ دیوبندی مولوی ہمیشہ کانگریس کے ساتھ رہ کر مسلم لیگ و پاکستان کی مخالفت کرتے رہے اور ان کی مخصوص جماعت احرار نے مطالبۂ پاکستان کی مخالفت میں جو کچھ کیا وہ قیامت تک ان کے ماتھے پر کلنک کے ٹیکے کی حیثیت رکھتا ہے۔

دیوبندی مذہب کے امیر شریعت عطاء اللہ صاحب بخاری، مولوی حسین احمد صاحب مدنی، ابوالکلام صاحب آزاد، آزاد سبحانی کی پاکستان کے خلاف دھواں دار تقریریں سننے والے ہزاروں لوگ موجود ہیں، بخاری صاحب کے یہ الفاظ کہ:

"کوئی ماں کا بچہ پاکستان کی "پ" بھی نہیں بنا سکتا۔"

غالباً دیوبندی احراری بھول گئے ہیں۔ دیوبندی صاحبان ! ابھی پاکستان کو معرضِ وجود

میں آئے ہوئے صرف 15 سال ہی گزر رہے ہیں اتنی جلدی عوام کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونکی جا سکتی، دیوبندی مولویوں نے ہندوؤں کی پوری کچوری کھا کر جن فتوؤں کو مسلم لیگ اور بانی پاکستان کے خلاف نشر فرمایا، انہیں بھی ملاحظہ فرمائیے۔

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

قائدِ اعظم کافرِ اعظم ہے:

اک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ قائدِ اعظم ہے کہ ہے کافرِ اعظم

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت، صفحہ ۱۱، حیات محمد علی جناح، مصنفہ رئیس احمد جعفری، صفحہ ۲۷۳)

دس ہزار محمد علی جناح، نہرو کی جوتی پر قربان:

"دس ہزار جناح، شوکت اور اقبال، ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جا سکتے ہیں"۔ (چمنستان، مصنفہ ظفر علی خاں، صفحہ ۱۶۵)

مسلم لیگ خودغرض جماعت ہے:

"مسلم لیگ والے سب کے سب ارباب غرض اور رجعت پسند ہیں لہٰذا ووٹ مسلم لیگ کی بجائے کانگریس کو دینے چاہئیں۔" (چمنستان، صفحہ ۱۵۱)

مسلم لیگ کو ووٹ دینے والے سب سؤر ہیں:

"جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سؤر ہیں اور سؤر کھانے والے ہیں"۔

(امیر شریعت کا فتویٰ، چمنستان، صفحہ ۱۶۵)

پاکستان پلیدستان ہے:

"ہم پاکستان کو پلیدستان سمجھتے ہیں"۔

(خطبات احرار، صفحہ ۹۹، رپورٹ تحقیقاتی عدالت، صفحہ ۱۰)

پاکستان خاکستان ہے: (رپورٹ تحقیقاتی عدالت، صفحہ ۲۷۴)

پاکستان کنجری ہے:

"پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو احرار نے مجبوراً قبول کیا ہے"۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت، صفحہ ۲۷۵)

ناظرین! اب یہ سب دیوبندی پاکستان کی کمائی کھا رہے ہیں، کنجریوں کی کمائے کھانے والے کون ہوتے ہیں؟

شبیر احمد عثمانی پر دیوبندیوں کا فتویٰ:

آج کے دیوبندیوں کا خدا معلوم کیا حال ہے، اس وقت کے دیوبندیوں نے مولوی شبیر احمد عثمانی پر مسلم لیگ کا ساتھ دینے اور مطالبۂ پاکستان کی حمایت کرنے پر "ابوجہل" کا لقب دیا تھا۔

ملاحظہ ہو مکالمۃ الصدرین شبیر احمد عثمانی، صفحہ ۲۱

"دارالعلوم دیوبند کے طلبہ نے جو گندی گالیاں، فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کئے جن میں ہمیں ابوجہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا، آپ حضرات (حسین احمد وغیرہ) نے اس کا بھی کوئی تدارک کیا تھا؟ کیا آپ میں سے کسی نے بھی اس پر ملامت کا کوئی جملہ کہا؟ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ بہت سے (دیوبندی مدرّسین) لوگ ان کمینہ حرکات پر خوش ہوتے تھے"۔

....

اہل علم کے لئے خوشخبری

فتاویٰ رضویہ

خصوصیات

جدید ایڈیشن

- سائز $\frac{20 \times 30}{8}$
- صفحات ہر جلد اوسطاً 750

27 جلدیں

شائع ہو چکی ہیں

عربی، فارسی عبارات کے مقابل سلیس اردو ترجمہ

نادر اور قیمتی حوالہ جات کی تخریج، بقید جلد صفحہ اور مطبع کتاب

عبارات کی پیرابندی قامہ اور ڈیش کے ساتھ

کتابت اعلیٰ، کاغذ بہترین، آفسٹ طباعت، جلد مضبوط ڈائی دار

ہر جلد کے ساتھ مآخذ و مراجع کے عنوان سے سینکڑوں کتب

اور ان کے مصنفین بمع سن وفات

رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری گیٹ لاہور